افادات ابن عربیؒ

شاہ محب اللہؒ الہ آبادی

ادارۂ انیس اردو الہ آباد ۲

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات الہ آباد لٹریری و کلچرل ایسوسی ایشن، الہ آباد

افاداتِ شیخ محی الدین ابنِ عربی

(فصوص الحکم)

شارح

حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی

مترجمین

شاہ غلام مصطفےٰ مہرونڈوی
و
شاہ محمد باقر الہ آبادی

ادارۂ انیسِ اُردو۔ الہ آباد

Marfat.com

39325

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ھین

پرنٹر عبدالمجید

اسرار کریمی پریس، الہ آباد

بار اول سنہ ۱۹۶۱ء

قیمت تین روپے

Marfat.com

ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری

دور حاضرہ میں نشرواشاعت کی دشواریوں میں جس قدر اضافہ ہوا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن نامناسب حالات کے باوجود ادارہ انیس اُردو الہ آباد نے آنے والی نسلوں کے ادبی اور شعور کو مدنظر رکھتے ہوئے پورے بھروسے کے ساتھ تالیف وتصنیف اور اعلیٰ معیاری اور تعمیری ادب کی نشرواشاعت کی اہم ذمّہ داری اپنے سر لی ہے، اور ہمیں امید ہے انشاء اللہ ہماری کوششیں کامیاب ہوں گی۔

ہمیں یقین ہے کہ جس حُسن نیت سے اس ادارہ نے اس سلسلہ کا آغاز کیا ہے اسی وسعت قلب سے ہماری ہمت افزائی بھی کیجائیگی۔

سکریٹری نشرواشاعت

ادارہ انیس اُردو
الہ آباد

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری

پیش لفظ

پیش نظر تصنیف شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کی فارسی زبان میں شرح ہے جسے ہندوستان کے تاریخی شہر الٰہ آباد کے ایک جید عالم اور درویش کامل شاہ محب اللہ الٰہ آبادی نے لکھی۔

ابن عربی جو عام طور پر شیخ اکبر کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں، ۵۶۰ھ میں اسپین کے شہر مُرسیہ میں پیدا ہوئے۔ جب آٹھ سال کے ہوئے تو آپ کو اشبیلیہ بھیجا گیا جہاں حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی ۵۹۰ھ میں آپ نے ترک وطن کیا اور سیر و سیاحت کرتے ہوئے مصر و شام، حجاز و بغداد اور موصل و ایشیائے کوچک پہونچے، شہر قونیہ میں ایک عرصہ تک قیام کرنے کے بعد دوبارہ ملک شام واپس آئے اور وہیں زندگی کا آخری حصہ گزار کر ۶۳۸ھ میں دمشق میں راہی ملک بقا ہوئے مقام صالحیہ میں آپ کا مزار آج تک مرجع خاص و عام ہے۔

ابن عربی نے عبادت، ریاضت اور مجاہدہ و مراقبہ میں نہایت درجہ انہماک کے باوجود بے شمار تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ چنانچہ نفحات الانس کے مصنف مولانا عبدالرحمن جامی کے قول کے مطابق آپ کی تصانیف کی تعداد پانچ سو ہے۔ امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر میں ان کی تعداد چار سو لکھی ہے۔ مشہور جرمن مستشرق بروکلمان نے تقریباً ایک سو چالیس تصانیف کا ذکر کیا ہے جو آج بھی مطبوعہ

Marfat.com

یا مخطوط شکل میں دنیا کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ بہرکیف اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان مصنفین کے درمیان کثرت تصنیف و تالیف کے لحاظ سے آپ کا مقام بہت بلند ہے، جہاں تک ان کے موضوع بحث کا تعلق ہے میرے خیال میں وہ سب کی سب علم تصوف سے متعلق ہیں۔ آپ نے اپنی ساری جدوجہد صوفیانہ اسرار و رموز ہی کی توضیح و تشریح میں صرف کی۔

اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ بہ نسبت دوسری کتابوں کے فصوص الحکم نے صوفیانہ عقیدے کی تشکیل میں بہت گہرا اثر ڈالا کیونکہ یہی وہ تصنیف ہے جس میں شیخ اکبر نے مسئلہ وحدۃ الوجود کو نہایت واضح اور مکمل شکل میں پیش کیا اور اس سے متعلق دوسرے مسائل کو ایسے دلکش اور لطیف انداز میں مُدون کیا جس کی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں مل سکتی۔ اس کے مقدمہ میں آپ فرماتے ہیں کہ "میں دمشق میں ۶۲۷ھ کے ماہ محرم الحرام کے آخری عشرہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا جبکہ آپ کے دست مبارک میں ایک کتاب تھی۔ مجھ سے فرمایا کہ یہ کتاب فصوص الحکم ہے اس کو لو اور لوگوں کے سامنے پیش کر دو تاکہ اس سے نفع حاصل کریں تو میں نے السمع والطاعہ کہتے ہوئے اس خدمت کو قبول کرلیا"۔ اسی کی برکت تھی کہ یہ کتاب شروع ہی سے علمائے کرام کے درمیان بہت زیادہ مقبول رہی۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب تک اس کی بے شمار شرحیں لکھی گئیں۔ اس کے شارحین میں حسب ذیل علما خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) ابن الزملکانی کمال الدین انصاری متوفی ۷۲۷ھ (۲) مولانا عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ھ (۳) سید علی بن شہاب ہمدانی متوفی ۷۸۶ھ (۴) شیخ داؤد قیصری

Marfat.com

متوفی ۷۵۱ھ (۵) کمال الدین عبدالرزاق کاشی متوفی ۷۳۰ھ (۶) موئدالدین جندی صوفی (۷) شیخ سعدالدین محمد فرغانی (۸) شیخ بایزید خلیفہ رومی (۹) شیخ بالی آفندی متوفی ۹۶۰ھ (۱۰) شیخ مظفرالدین علی شیرازی متوفی ۹۲۲ھ (۱۱) شیخ محمد بن صالح کاتب (۱۲) سید نعمت اللہ (۱۳) شیخ صابرالدین برکت (۱۴) مولانا یحیی بن علی متوفی ۱۰۰۰ھ (۱۵) شیخ عارف عبداللہ آفندی متوفی ۱۰۵۴ھ۔

لیکن چونکہ مسئلہ وحدۃ الوجود علمی سے زیادہ ذوقی اور کیفی ہے اسلئے جو علماء اس کی لذت آشنا نہ تھے انھوں نے طرح طرح کے اعتراضات وارد کئے اور فصوص کی شرحیں تردید کے انداز میں لکھیں مثلاً شیخ ابراھیم حلبی نے جو جامع سلطان محمد خاں کے خطیب تھے فصوص الحکم کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام نعمۃ الذریعہ فی نصر الشریعہ ہے لیکن بعض دوسرے محقق علماء نے شیخ اکبر کی حمایت میں بھی کتابیں لکھیں اور ثابت کیا کہ آپ کے اقوال شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہیں۔ ان ہی بزرگوں میں سے ایک شیخ مکی ہیں جو سلطان سلیم خاں بن بایزید خاں کے خاص مصاحبین میں تھے انھوں نے ایک رسالہ "الجانب الغربی فی حل مشکلات الشیخ محی الدین ابن عربی" کے عنوان سے لکھا۔ اس کا ایک عمدہ اور قدیم نسخہ آج بھی برٹش میوزیم لندن کی لائبریری میں موجود ہے۔

ہندوستان میں بھی اکثر علماء و شیوخ نے فصوص الحکم سے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا اور اس کتاب پر مفید شرحیں لکھیں مثلاً (۱) شیخ علاء الدین علی مہائمی متوفی ۸۳۵ھ (۲) سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی (۳) سید شرف الدین دہلوی متوفی ۹۵۰ھ (۴) شیخ شمس الدین دہلوی متوفی ۹۷۰ھ (۵) سید اشرف بن ابراہیم کچھوچھوی متوفی ۸۰۸ھ (۶) شیخ عبدالنبی شطاری گجراتی (۷) شیخ عبدالکریم سلطانپوری

Marfat.com

(۸) شیخ عبدالنبی نقشبندی (۹) شیخ غلام مصطفیٰ تھانیسری (۱۰) شیخ نورالدین گجراتی متوفی ۱۱۵۵ھ (۱۱) شیخ علی اصغر صدیقی قنوجی (۱۲) شیخ محمد حسن امروہوی (۱۳) شیخ جمال الدین گجراتی متوفی ۱۱۲۴ھ۔

خود شہر الہ آباد میں جو ہمیشہ سے علم و حکمت کا مرکز رہا ہے اس بلند پایہ کتاب کے ساتھ خصوصی اعتنا برتا گیا چنانچہ شیخ محمد افضل الہ آبادی نے اس کی دو شرحیں لکھیں جن میں ایک کا نام تایید الفہم ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے بزرگ شیخ طاہر بن یحییٰ الہ آبادی نے بھی اس کی شرح لکھی۔ ظاہر ہے کہ شیخ محب اللہ الہ آبادی جو صحیح معنوں میں نہ صرف الہ آباد بلکہ ہندوستان کے اندر شیخ اکبر کے شارح اور ترجمان ہونے کے بجا طور پر مصداق تھے، اس کتاب کو کس طرح نظر انداز کر سکتے تھے چنانچہ موصوف نے اس سلسلے میں بہت کچھ لکھا ہے ان میں سے فصوص الحکم کی دو شرحیں مشہور ہیں ایک عربی زبان میں اور دوسری فارسی میں جو آج آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔

شیخ محب اللہ الہ آبادی عہد شاہجہانی کے ایک برگزیدہ صوفی صافی اور جید عالم تھے علوم عقلی و نقلی کی تکمیل کے بعد جب طلب حق کا شوق دامنگیر ہوا تو دہلی جا کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے آستانہ پر بغرض استخارہ حاضر ہوئے شیخ موصوف کے یہاں سے حکم ہوا کہ فی الحال شیخ صابر علی کا سلسلہ زیادہ ترقی پر ہے اور شاہ ابوسعید گنگوہی (جو شاہ عبدالقدس گنگوہی کے احفاد امجاد میں سے تھے) کی جانب اشارہ فرمایا گیا چنانچہ آپ شاہ ابوسعید کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہو گئے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ایک دن شیخ گنگوہی نے

Marfat.com

فرمایا" اے محب اللہ بیا ترا انجدا رسانیدم و ولایت پورب بتو ارزانی داشتم"
ایک نووارد کو اس قدر جلد مقبول و مقرب ہوتے دیکھ کر دوسرے عقیدتمند جو عرصہ دراز سے شاہ موصوف کی خدمت میں کسب فیض وکمال میں مشغول تھے ملول و دلگیر ہوگئے تو شاہ موصوف نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا" محب اللہ کہ آمد کہ دریک دست چراغ و بیک دست آتش آوردہ ہمیں کہ دم زدم روشن شد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ مارا دریں کار چہ تاخیر کہ خدائے تعالیٰ جلدی کردہ"۔

غرضکہ شیخ محب اللہ نے شاہ ابوسعید گنگوہی کے مبارک ہاتھوں سے پیران چشت کا خرقۂ خلافت زیب تن فرمایا اور آپ کے حسب ارشاد قصبہ صدر پور واپس ہوئے جو آپ کا قدیمی وطن تھا کچھ عرصہ قیام کے بعد شیخ محمد عبد الحق کی زیارت کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے اور جب شیخ مخدوم کی جانب سے اجازت حاصل ہوگئی تو دہلی سے روانہ ہوکر پھر وطن پہنچے اس کے بعد الٰہ آباد تشریف لائے اور یہاں پر مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ الہ آباد میں تقریباً [illegible] سال تک آپ سجادۂ ارشاد و ہدایت پر متمکن رہے اور آپ کی حسن تربیت سے ایک دنیا فیضیاب ہوئی۔ آخر کار بتاریخ ۹ رجب ۱۰۵۸ھ روز [illegible] داعیٔ اجل کو لبیک کہا ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر [illegible]

شیخ نے فصوص الحکم کی شرحوں کے علاوہ حقائق و معارف میں اور بہت گراں قدر کتابیں تصنیف کیں جن میں سے کتاب التسویہ، غایۃ الغایات [illegible]

Marfat.com

انفاس الخواص، مناظر اخص الخواص، رسالہ فی مبحث الوجود المطلق، ہفت احکام اور سہ رکنی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کتاب التسویہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خود شیخ نے اس کی شرح لکھی اور دوسرے علمار کبار نے بھی اس کی مختلف شرحیں لکھیں مثلاً شیخ محمد فیاض زینبی، شیخ عبداللہ نقشبندی دہلوی، شیخ محمد افضل الہ آبادی، مولانا محمد عبدالحلیم انصاری لکھنوی اور سید علی اکبر حسینی دہلوی ثم فیض آبادی۔ یہ کتاب کس طرح بادشاہ اورنگ زیب کی نظر سے گزری اور بادشاہ نے اس سے کیا اثر لیا اس تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں اس کے لئے ایک مستقل بحث درکار ہے۔

ابھی حال میں راقم السطور مسلم یونیورسٹی لائبریری علیگڈھ کے مخطوطات سیکشن کی زیارت کے لئے گیا تھا، وہاں غایۃ الغایات کا ایک عمدہ نسخہ محفوظ ہے۔

بہرکیف شیخ محب اللہ الہ آبادی کی یہ کتب (شرح فصوص الحکم) ہندوستانی تصوف کا بڑا قیمتی شاہکار ہے اور ادارہ انیس اردو، الہ آباد قابل صد مبارکباد ہے کہ اس کی سعی واعتنار سے یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ پہلی بار شائقین کے ہاتھوں میں پہونچ رہی ہے۔

غلام مرتضیٰ

الہ آباد یونیورسٹی

۲۸؍ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ الولی والصلوٰۃ علی النبی الامی
وآلہ التقی وصاحبہ النقی ق بسم اللہ
الرحمن الرحیم ل کلمہ با متعلق بمحذوف است
وہو الف واکتب ہذا الکتاب یعنی بنام
ذات پاک واجب الوجود کہ در ہستی خود
بچیزے محتاج نیست ان اللہ غنی
عن العالمین وہر موجود عینی و ظلی
بوے محتاج است بیت ای وجود
تو اصل ہر موجود + ہستی وبودہ وخواہی بود
چہ نقش عین ثابتہ ہر شی بروح ثبوت
از خامہ فیض اقدس ادنبشتہ ومر گنجینہ
اعیان جمیع اشیار را بروز ہستی بیک
جنبش فیض مقدس او گشتہ چہ بی
جنبش آب مرحباب را وجود
متصور نیست یعنی ذات مقدس
او بہر شے محیط باشد الا انہ
بکل شیئٍ محیط ۵

شروع کرتا ہوں نام سے اللہ کے جو رحمٰن اور رحیم ہے
جمیع حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے جو ولی
ہے اور درود نبی الامی اور اُن کے آل پر جو کہ
صاحب تقی و نقی ہیں نازل فرمایا حرف با محذوف
ہے اور یہ کہ تالیف کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اس
کو یعنی شروع کرتا ہوں میں اُس ذات پاک
واجب الوجود کے نام سے کہ جو اپنے ہستی میں
کسی چیز کا محتاج نہیں ہے ان اللہ غنی عن العالمین
اور ہر موجود عینی و ظلی اُس کے محتاج ہیں ۵
اے کہ وجود تیرا ہر موجود کی اصل وجڑ ہے تو ہی
موجود ہے اور تو ہی پہلے بھی تھا اور تو ہی رہیگا
ہر شی کے عین ثابتہ کا نقش اُسکے ثبوت کے تختی پر
فیض اقدس کے قلم سے لکھا گیا ہے اور تمامی اشیار
کے اعیان کا خزانہ اُسکے فیض مقدس کے حرکت
وجنبش سے ظاہر ہوا ہے اسلئے کہ جب تک پانی
میں حرکت وجنبش نہ ہوگی حباب ظاہر و پیدا
نہیں ہوسکتا یعنی اُس کی ذات مقدس ہر شے
احاطہ کئے ہوئے ہے تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے کا محیط ہے

۵ تحقیق اللہ دونوں جہان سے غنی ہے

Marfat.com

نہ احاطہ بحر مر حیتان را ونہ
جبطۂ حیطان مر بستان را
وگرنہ قدم ثنویت درمیان آید
واثنینیت روی نماید چہ سور
دیگر است ومقر دیگر واہل ورود
دیگر بلکہ چوں احاطۂ زید بوجہ
زید ورجل وسائر اعضا وقوای
او باشد کان اللہ سمعہ الذی
یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ
ویدہ الذی یبطش بہا بلکہ چوں
احاطہ زید مر سمع وبصر ویدراست
وہو السمیع البصیر ذالک بان اللہ
ہو الحق وان تدعون من دونہ
ہو الباطل[4] الا کل شی ما خلا اللہ
باطل بیت اگر کافر زبت
آگاہ گشتے + کجا در دین خود
گمراہ گشتے + کیف ذاتی کہ صاحب
رحمت امتنانیہ است کہ مطلع

جس طرح پانی مچھلی کا یا چہار دیواری باغ کا احاطہ کئے ہوئے ہے
اللہ تعالیٰ کا احاطہ اسطرح نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کا احاطہ اسطرح
ہوتا تو دوئی کا قدم درمیان میں آجاتا۔
اور دوئی پائی جاتی اسلئے کہ شہر پناہ اور قیام گاہ اور اُس میں
ٹھہرنے والے علیٰحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ اشیاء کا محیط اسطرح
سے ہے کہ جسطرح زید اپنے چہرہ وہاتھ و پانوں اور اپنے تمامی اعضاء
کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا سمع ہوجاتا ہے
جس سے وہ سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکی آنکھ ہے جس سے وہ دیکھتا ہے
اور اللہ تعالیٰ اُس کا ہاتھ ہوجاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے یا یوں
کہیئے کہ جس طرح زید اپنے سمع و بصر و ہاتھ اور تمامی
اعضاء کا محیط ہے۔
وہو السمیع البصیر[1]۔ ذالک بان اللہ[2] ہو الحق۔
وان تدعون[3] من دونہ ہو الباطل۔ الا کل شی
ما خلا اللہ باطل بیت
اگر کافر بت سے آگاہ ہوتا تو کب دین میں اپنے
گمراہ ہوتا
اُس کے ذات کی کیفیت و حالات جو کہ رحمت
امتنانیہ کے صفت سے متصف ہے بیان

---

۱ وہی سمیع و بصیر ہے ۲ وہ تحقیق اللہ حق ہے ۳ اور تحقیق جو کچھ پکارتے ہیں اُس کے علاوہ وہ باطل ہے ۴ تحقیق کل شے اگر اللہ سے خالی ہوتی باطل ہوتی۔

Marfat.com

اعمال جمیلہ ملحوظ نظر پاک او
نباشد صالح و طالح بر جناب
او ممتاز نگردد از ینجا میگوئی یا
رحمٰن الدنیا و گفت رحمتی وسعت
کل شیئ حتی الغضب وہذا الاسم
لا یطلق علیٰ ما یطلق علیہ غیر الحق
چہ این صفت در غیر متحقق
نیست فہو کالعلم لہ تعالیٰ حتی
اجری علیہ قولہ الرحیم یعنی صاحب
رحمت وجوبیہ است کہ نظر بر جمال
اعمال طیبہ دارد و ترتیب
ثواب را بر اعمال طیبہ بر ذات
خود التزام نمودہ است از ینجا
رحمت وجوبیہ خوانند و فی الحقیقت
ما فی الوجود الا رحمۃ امتنانیۃ
چنانکہ انکشاف این معنی کہ
موجب انشراح خاطر گردد

ہی نہیں ہو سکتی کسی کے اچھے اعمال پر اُس کی پاک نظر
نہیں پڑتی سعید و شقی اُس کے دربار میں ایک ہی ایک
دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں اسی سبب سے ہم سب کہتے ہیں کہ اپنے تمامی
مخلوقات پر بے انتہا رحم کرنیوالے آپ نے خود ہی اپنے کلام پاک
سے ہم سب کو بشارت دی ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر واسع ہے
یہانتک کہ میرے غضب کو بھی گھیرے ہوئے ہے رحمٰن نام یا رحمٰن کی
صفت اے ہم سب کے مالک واللہ آپکے سوا کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا
یہ صفت آپکے علاوہ دوسرے میں پائی نہیں جاتی وہ مثل آپکے برتر
نام کے ہے۔ فہو کالعلم لہ تعالیٰ حتی اجری علیہ اپنے حد اجا قول الرحیم
ہے اور یہ اسم بھی آپ ہی پر صادق آتا ہے یعنی آپ رحمت وجوبیہ
صفت سے بھی متصف ہیں اور مالک ہیں رحمت وجوبیہ کا کام یعنی
اچھے اعمالوں پر نظر رکھنا اور ثواب مرتب کرنا ہے اور یہ تمام
باتیں آپنے اپنی ذات پر واجب کر لی ہیں اسی وجہ سے آپکی
ذات کو رحمت وجوبیہ کہتے ہیں حق تو یہ ہے اور یہی
صحیح ہے کہ عالم میں سوائے رحمت امتنانیہ کے
دوسرے کا وجود نہیں ہے جیسا کہ اس معنی
کو فص سلیمانی میں شرح و بسط کے ساتھ

۵ پس وہ جیسا کہ علم واسطے اللہ تعالیٰ کے یہانتک کہ اجرا پایا اوپر اُس کے قول اُس کا

Marfat.com

در فص سلیمانی انشاء اللہ تعالےٰ خواہد شد تصنیف میکنم ومی نویسم

بیان کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔ اس کے بعد کتاب فصوص الحکم کا لکھنا شروع کیا جاتا ہے۔

ایں کتاب راقال النبی الامی افضل الخلق واعرفہم باللہ کل امر ذی بال لم یبدء فیہ باسم اللہ فہو ابتر ای مقطوع الذنب فی نظر الشرع والمعرفۃ چہ ہر کارے کہ آغاز آں متلبس باسم حق نباشد شیطانی است ازینجا افضل الخلق واعرفہم بالحق میگوید درباب کسیکہ درابتدا اکل تسمیہ نگفت فاکل معہ الشیطان

تمامی خلق سے افضل اور بزرگ ہستی اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے جاننے والے نبی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ دم بریدہ ہے یہ شرع شریف ومعرفت کے نظر سے کہا گیا ہے کیونکہ ہر وہ کام جسکی ابتدا اللہ کے نام سے نہیں ہوتی شیطانی ہے اسی وجہ سے تمامی خلق سے افضل حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے بارے میں کہ جس نے کھانا کھانے کی ابتدا اللہ کے نام سے نہیں کی فرمایا ہے کہ اُس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔

یعنی در ہر کارے حاضر باش و دریاب کہ فعل چیست وفاعل کیست وچوں آغاز کار مقرون باسم حق باشد گوئی فاعل در تمام کار حاضر است وخبر دار وایں را لازم دار وگرنہ بہتر آنست کہ فعل ناپیدا باشد وفاعل ناہویدا

یعنی ہر کام کو سمجھتے رہو اور ہوشیار رہو کہ کام کیا ہے اور کرنے والا کون ہے جب کام کی ابتدا اللہ تعالےٰ کے نام سے ہوتی ہے تو کہنا چاہئے کہ کام کرنے والا تمامی کاموں میں حاضر اور خبردار ہے اس کو لازم جانو نہیں تو بہتر یہی ہے کہ نہ تو فعل ہو اور نہ فاعل ہو۔

بیت ہر کہ نگویای تو خاموش بہ + ہرچہ نہ یاد تو فراموش بہ

جس زبان سے آپ کی بات نہ نکلے تو خاموشی بہتر ہے اور جس چیز سے آپکی یاد نہ آوے اُس کو بھول جانا اچھا ہے۔

Marfat.com

و در حدیث مر عارف را اشارت
دیگر است یعنی هر کار را اسم حق
داند چه هر موجود از جواهر و اعراض
عین او عین حق باشد پس ترک تسمیه
در آغاز هر کارے مبنی از حجب و غفلت
فاعل باشد پس مر آں کار را انجا
می نباشد و مر صاحب کار را سلامتی
نه والله یدعوا الی دار السلام ق
الحمد لله یعنی سپاس و ستایش
زبانی و ارکانی و جنانی ثابت مر حق
راست و بس که محیط بهر موجود است
و در هر موجود بنمود و حمد در لغت
ثنای زبانی است که در مقابل جمیل
اختیاری باشد و این نیز مختص
بحضرة الحق است چنانکه حرف تعریف
در الحمد و لام اختصاص در لله برین
معنی دال است الا له الملک وله الحمد
و برین حکم اتفاق علما اهل اسلام است
و عجب آنکه میگویند که حمدت زیداً

اس حدیث میں عارف کے لئے ایک دوسرا اشارہ
بھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سمجھے اور جانے کہ ہر کام اسم حق
ہے کیونکہ ہر موجود خواہ وہ عرض ہو یا جوہر ہو عین اُسکا
عین حق ہے اسی وجہ سے ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے
اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینا کام کرنیوالے کے حجاب اور غفلت
کو ظاہر کرتا ہے ایسی صورت میں وہ کام پورا نہیں
ہوتا اور کام کرنیوالے کیلئے سلامتی اور اچھائی نہیں ہے
اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتی اور اچھائی کے گھر
کی طرف بلاتا ہے یعنی توصیف و تعریف جو کہ زبان یا
دل یا اعضاء سے کی جاوے وہ صرف اللہ ہی کیلئے
ثابت ہے جو ہر موجود کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر
موجود میں ظاہر ہے حمد کے لغوی معنی زبان سے تعریف
کرنے کو کہتے ہیں جو کسی اچھے کام کے مقابلہ ہو اور یہ بھی
اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ حرف تعریف الحمد
اور لام اختصاص کا للہ میں اسی معنی پر دلالت کرتا ہے
الا له الملک و له الحمد - اللہ تعالیٰ ہی کے
لئے مُلک اور حمد ہے اور
اس حکم پر جمیع علماء اسلام کا اتفاق ہے
مگر یہ عجیب بات ہے کہ کہتے ہیں ہم نے زید کی حمد کی

Marfat.com

برحقیقت است وبہیچ وجہ
دراں کلام مجاز نیست وہم چنیں
مرلہ الملک ولہ الحمد را برحقیقت میدارند
وازیں اشکال تفصی متصور نیست
مگرآنکہ نظر برحقیقت کنند واستقصای
ایں مطلب درانفاس الخواص نمودہ شد
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل
امر ذی بال لم یبدء بحمد اللہ فہو ا
قطع وبحسب ظاہر بین الحدیثین
تدافع واقع است وفی الحقیقت
مدفوع است چہ مرہردو حدیث
رامراد آنست کہ تاکہ تسمیہ وحمد
نگوید شروع درکاری بزرگ
نکند وتقدیم تسمیہ برچند طریق مسلوک است
ودرکتاب مجید وکتب دیگر ازکتب سماوی
وغیرآں واقع است چنانکہ بمراجعت
بوضوح خواہد پیوست
بدانکہ حمد بردو نوع است حمد ازحق وحمد از
مایطلق علیہ غیرالحق وحمد از حق تعالے

زید کی حمد کرنا حقیقتاً ہے اور کسی طرح اس
کلام میں مجاز نہیں ہے۔ اور اسی طرح
لہ الملک ولہ الحمد کو اپنی اپنی حقیقت پر
رکھنا چاہئے بجز حقیقت پر نظر رکھنے کے
اس اشکال سے رہائی نہیں ہو سکتی یہ مضمون
مکمل طریقہ سے انفاس الخواص میں لکھا گیا ہے۔
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کل کام پردار ہوتے ہیں اور جو کام اللہ تعالیٰ
کے حمد سے شروع نہیں کیا جاتا وہ دم بریدہ
ہے ظاہری اعتبار سے دونوں حدیثوں میں
تدافع ہے حقیقت میں تدافع نہیں ہے
بلکہ مدفوع ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کا یہ
مطلب ہے کہ جب تک بسم اللہ نہ کہے اور
اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے کسی کام کی ابتدا نہ کرنا چاہئے
اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا
قرآن اور حدیث اور جملہ کتب آسمانی سے ثابت
اور مسنون ہے جیسا کہ واضح طریقہ سے اسکو آپ دیکھ سکتے ہیں
حمد کی دو قسمیں ہیں۔ حمد از حق۔ حمد از مایطلق علیہ
غیرالحق اول حمد اللہ تعالے کی طرف سے ہے۔

Marfat.com

بر سہ قسم است قولی و فعلی و حالی قولی چنانکہ
درکتب الٰہیہ واقع شدہ ۔ فعلی رخسار کمالات
جمالیہ و جلالیہ را از غبار غیبوبیت مصفا
ساختن است و شاہد ممکن را بر منصہ ظہور
وجود جلوہ دادن و از کمین غیب بر حضرت الشہود
آوردن و ہذا ہو المراد بقول افضل الخلق و
اعرفہم بالحق لا احصی ثناء علیک انت کما
اثنیت علی نفسک چہ جلوہ دادن زید مر
حضرۃ السخا را از قبہ غیب بر منصہ شہود باظہار
آثار آں حمدی باشد مر او را کہ در جنب وے
حمد مرا ورا لاشی محض می تواں گفت و مر حدیث
مذکور را محلی دیگر ہم ہست یعنی حمد ہر ذرہ
از کائنات و ما من شیء الا یسبح بحمدہ حمد از حق
تعالیٰ باشد چنانکہ عنقریب توضیح و تنقیح خواہد
یافت و حمد فرد واحد در برابر محامد جملہ موجودات
وجودے ندارد و نمودے نیارد چنانکہ بریں
و بہ صیغہ واحد متکلم شاہد است و قد ذکرتہ فی
ترجمۃ الکتاب و حالی تجلیات حق تعالیٰ است

دوم حمد جس پر غیر حقتعالےٰ کے الفاظ دلالت کرتے ہیں
جو حمد کہ اللہ تعالیٰ کے طرف سے ہے اُسکی تین قسمیں ہیں
قولی ۔ فعلی ۔ حالی ۔ حمد قولی ۔ جیسا کہ کتب الٰہیہ میں
واقع ہے ۔ حمد فعلی ۔ کمالات جمالیہ و جلالیہ کے رخسارات
کو غبار غیبوبت سے صاف کرنا اور شاہد ممکن کو منصہ
ظہور وجود پر جلوہ دینا اور غیب کے پردہ سے عالم شہادت
میں لانا ہے حضرت افضل الخلق و اعرفہم بالحق کے قول
سے یہی مراد ہے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت
علی نفسک مثلاً زید سخاوت کے صفت سے متصف
ہو کر سخاوت کا اظہار کرے تو یہ فعل زید کا اللہ تعالیٰ
کی ایسی حمد ہے کہ اس حمد کے مقابلہ میں ہماری اور آپکی
حمد لاشے محض ہے ۔ اس حدیث شریف کا
دوسرا محمل بھی ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی حمد ۔ حمد
حقتعالےٰ سے ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی زبان سے
اللہ تعالیٰ خود اپنی حمد کر رہا ہے وما من شیء الا یسبح بحمدہ
اسکی وضاحت عنقریب کی جاویگی ایک شخص کی حمد جملہ
موجودات کے حمد کے مقابلہ میں کوئی حقیقت اور وجود
نہیں رکھتی اس بات کی شہادت صیغہ واحد متکلم دے رہا ہے

لہ نہیں احاطہ کر سکتی ثنا اوپر تیرے جیسا کہ حق تیرے ثنا کا ہے ۔ ۱۲

Marfat.com

بفیض اقدس وظہور نور ازلی او وحمد از ما یطلق
علیہ غیر الحق تعالیٰ نیز بر سہ قسم مذکور است قولی
چنانکہ میگوئی سپاس و ستایش ثابت است
مر ایزد بے ہمتا را فعلی صرف جمیع ما خلق الی
ما خلق لاجلہ یعنی صرف کردن جمیع نعم بسوی کارے
کہ مناسب و ملائم آں باشد و حالی تخلق شدن
بندہ است باخلاق اللہ وصفاتہ سوی صفتہ
الوجوب الذاتی واللہ تعین وایں محامد اگرچہ
فی الحقیقۃ واقع نیستند مگر از حضرت اللہ الواحد
الاحد چہ ہر چہ در عرصہ وجود آمد عین حق باشد
کہ غیر حق محال محض است چنانکہ شریک
باری تعالیٰ در وجوب ذاتی نزد علماء روایت
اما بحسب ظاہر و تعین محامد منتسب اند
بسوی عبد برما من محاربۃ علماء الروایۃ بہتہ
فہو الی مدہو المحمود اجمالاً و تفصیلاً فالآن
عرفت وجہ اختصاص الحمد بجنابہ تعالیٰ و تقدس
ق منزل الحکم علی قلوب الکلم ل منزل صیغہ
اسم فاعل است از تنزیل بمعنی پارہ پارہ
فرود آوردن و حکم بکسر حاء مہملہ و فتح

ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں ذکر کیا گیا ہے ۔
حمد حالی ۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے اُسکی تجلیات
ہیں اور اُس کے نور ازلی کا ظہور ہے ۔ وہ حمد جس پر
غیر حق اطلاق کیا جاتا ہے اُسکی بھی تین قسمیں ہیں ۔
قولی فعلی حالی ۔ حمد قولی ۔ جیسے کہ ہم کہتے ہیں کہ تعریف
اور شکر ایزد بے ہمتا کیلئے ثابت ہیں ۔
حمد فعلی ۔ ہر چیز کو جسکے لئے وہ چیز پیدا کی گئی ہے اُسی کے
مطابق اُسکو صرف کرنا یعنی عام نعمتوں کا جس کے لئے
وہ مناسب ہو صرف کرنا عطا کرنا اور دینا ہے ۔
حمد حالی ۔ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے عادتوں اور صفتوں سے
متصف ہونا اور عادی ہونا ہے سوائے وجوب ذاتی کے
کہ یہ حق ہی کیلئے سزاوار ہے اور یہ محامد فی الحقیقت اگرچہ
اللہ واحد الاحد میں واقع ہیں اسلئے کہ جو چیز وجود میں
ہے وہ عین حق ہے غیر حق محال محض ہے جس طرح سے
علماء روایت کے نزدیک وجوب ذاتی میں شریک
باری تعالیٰ محال ہے لیکن ظاہری حیثیت سے تمام
تعریفیں بندہ کی طرف نسبت پاتی ہیں علماء روایت کے
اس قول سے ہمیں اتفاق ہے ان معاملات میں ہم اُن سے
محاربہ نہیں کرتے پس اجمالاً و تفصیلاً وہی حامد ہے اور

Marfat.com

کاف جمع حکمت است و حکمۃ انسان
دانستن اشیاء است کما ہی و شناختن
مار از ماہی و کار کردن بمقتضای آن
چنانکہ بعضی از علماء روایت عمل
باحکام شرعیہ را داخل فقہ داشتہ
اند بخلاف معرفتہ و علم چہ معرفتہ و علم
دانستن اشیاء است کما ہی ولیس پس اگر
کسے مار از ماہی نشناسد و داند کہ ہر دو
ذاتاً و صفتاً یکے اند و ہمچنیں باکی را از
ضاحک جدا نکند و گوید کہ باکی حیوان
ناطق است و لیس ہمچنیں ضاحک
و قائم و قاعد آنکس جاہل باشد
لا یعلم البحر من البر و لا یشعر من البرد
و آنرا عالم باشیاء نخوانند و اگر یکی
را از دیگری جدا کرد و فرح را از
ترح در یافت و آب را از سراب و
راحت را از غم جدا کرد و عسل را
ز سم دانست و بمقتضاے آن

وہی محمود ہے فالآن عرفت وجہ اختصاص احمد بجناب
تعالیٰ و تقدس انبیاء اور اولیاء کے قلوب پر حکمتوں کا
نازل کرنا منزل باب تنزیل سے ہے اسم فاعل کا صیغہ
ہے ٹکڑے ٹکڑے اُتارنا اور حکم بکسر ح حکمت کی جمع ہے
اور حکمت انسان کا کل چیزوں کو جیسی وہ ہیں جاننا اور
پہچاننا اور سمجھنا اور سانپ کو مچھلی سے تمیز کرنا اور اُسی
کے مطابق عمل کرنا ہے چنانچہ بعضے علماء روایت احکام
شریعیہ پر عمل کرنے کو فقہ میں داخل کرتے ہیں و معرفت
و علم کو فقہ میں داخل نہیں کرتے کیونکہ معرفت
جو چیز جیسی ہے ویسے ہی اُس کو جاننا اور پہچاننا
اور اُسی کے مطابق عمل کرنا ہے پس اگر کسی نے سانپ
اور مچھلی کو نہ پہچانا اور یہ سمجھا کہ دونوں ذاتاً و صفتاً
ایک ہیں اور ایسے ہی رونیوالے اور ہنسنے والے کو
جدا نہ کیا اور کہا کہ ہنسنے والا رونے والا کھڑا ہونیوالا
بیٹھنے والا حیوان ناطق ہے اور پس وہ شخص
جاہل ہے سردی اور گرمی میں تمیز نہیں کرتا [illegible] جانتا
ایسے شخص کو اشیاء کا جاننے والا [illegible]
نہیں کہیں گے جس کسی نے ایک [illegible]

لہ پس اب جان تم نے کہ اللہ تعالیٰ کے جناب میں الحمد کا پڑھنا کیوں خاص [illegible]

Marfat.com

پرداخت وشاہ علم را بجلی عمل محلی نساخت
چہ آب را احترام نکند واز اسباب غم
احتراز نجوید و باک ندارد کہ راحت و
رنج یکی باشد وسم خورد ونیش جان
ساخت واز عسل اعراض نمود ونوش
جان نفرمود آنکس را حکیم نخوانند
اگرچہ عارف و عالم باشد بدانکہ حکمت
ومعرفت حاجز ایذا ومانع آزار نگردد
چنانکہ حق تعالیٰ گفت یوذون اللّٰہ
ورسولہ وموسیٰ گفت یاقوم لم تو
ذوننی وانتم تعلمون انی رسول اللّٰہ
الیکم من رب العالمین وافضل الخلق
واعرفہم بالحق گفت لعن اللّٰہ العقرب
لایدع مصلیاً ولا غیرہ ولا نبیاً مرسلاً
ولا غیرہ واز ینجا دریاب کہ یوذون اللّٰہ
بچہ دلالت میکند وچہ راہ می نماید مگر
دراں وقت کہ حکیم وعارف بجوشن
اتصاف بصفتہ لایضرہ شیئ متلبس
شدہ باشد آں زمان تبرمضرت کاری

جدا کیا خوشی وغم میں پانی وشراب میں تکلیف
وراحت میں شہد وزہر میں تمیز کیا اور اس مطابق عمل
نہ کیا اور اپنے کو علم کے زیور سے آراستہ نہ کیا پانی کی
عزت نہ کی غم کے اسباب سے پرہیز نہ کیا اور راحت
ورنج کو ایک سمجھا زہر کھالیا اور شہد سے منہ موڑا
اُسکو حکیم نہیں کہیں گے اگرچہ وہ عارف وعالم ہے
اس بات کو سمجھ لو اور ذہن نشیں کرلو کہ حکمت و
معرفت تکلیف کی روکنے والے اور آزار کو منع
کرنیوالی نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہو۔
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو
مجھ کو کیوں تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم یہ جانتے ہو
کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تم لوگوں کے ہدایت کیلیے
بھیجا گیا ہوں۔ اور افضل الخلق واعرفہم بالحق
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے کہ
نمازی وغیر نمازی اور انبیا وغیرہ کو ڈنک مارتی
ہے۔یہاں پر ایک بات سمجھنے کی ہے اللہ تعالیٰ
کا یوذون اللہ کہنا کس بات پر دلالت کرتا ہے
اور کونسا راستہ دکھلاتا ہے ہاں عارف وحکیم کا

Marfat.com

نکند چنانکہ خلیل اللہ صلواۃ اللہ وسلامہ
علیہ نار نمرود مردود متاذی نشد و این
منصب بجابت سعی و قدم اختیار حاصل
نتواں کرد بلی عنایت محض بدست
نتواں آورد چنانکہ سلیمان علیہ السلام
متصف شد بصفت سمع حق مطلق حتی
اذا اتوا علی وادی النمل قالت نملۃ یا
ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان
وجنودہ وہم لا یشعرون فتبسم ضاحکا
من قولہا وقال رب اوزعنی ان اشکر
نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی و
ان اعمل صالحاً ترضاہ وادخلنی برحمتک
فی عبادک الصالحین وبعضی فوائد
این آیہ در انفاس الخواص ذکر کردہ
شدہ است وخلیفہ ثانی متخلق شد بصفت
بصر حق مطلق اذ قال یا ساریۃ الجبل
وساریہ متخلق شد بصفت سمع حق مطلق
تعالی ثم اتلو علیک کلاماً ان کنت

ایک مرتبہ ایسا بھی ہے کہ وہ لا یضرہ[ه] من شیئ کی ذرہ
پہنے ہو تو اُسوقت حضرت کا حربہ اُسکے اوپر کارگر
نہیں ہوتا حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلواۃ اللہ
وسلامہ کا یہی مرتبہ تھا کہ آپ نے نمرود مردود کی
آگ سے ایذا نہیں پائی یہ منصب اور درجہ
کوشش وسعی سے کوئی شخص حاصل نہیں
کرسکتا محض اللہ تعالی کے بخشش و مہربانی
سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت
سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالی کے
لطف وکرم و انعام و اکرام سے سمع مطلق حق
کے صفت سے متصف ہوئے یہاں تک کہ جب
پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں کہا ایک چیونٹی
نے اے چیونٹیو چلی جاؤ اپنے گھروں تب ایسا نہ
ہو کہ سلیمان اور اُن کے لشکر تم کو پیس ڈالیں
اور اُن کو خبر نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام
چیونٹیوں کے اس طرح کہنے سے مسکرا دیے اور
فرمایا کہ اے رب میرے قسمت میں دے کہ میں
شکر کروں تیرے احسانوں کا جو کہ تو نے مجھ

ه نہیں ضرر پہنچاتی اس کو کوئی چیز۔

Marfat.com

مومنا باللہ وانبیاۂ واولیاۂ ومنہم
من یومن بہ ومنہم من لا یومن بہ وما
کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ
وننزل من القرآن ما ہو شفاء و
رحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین
الا خسارا ویجعل الرجس علی الذین
لا یعقلون وانی یکون لہم الذکری
وقد جاءہم رسول مبین ثم تولوا عنہ
بدانکہ چنانکہ بعضی جواہر واجسام مثل
میتہ ودم دافعی وسم مر بدن انسانی
را در دنیا بی آب گرداند وناچیز و
خراب سازد وبیقدر ہمچنیں بعضی
اعراض از مقولہ افعال وکیف کہ
مرقدم اختیار را در تحصیل آں راہ
باشد لعل جسد را در سوق آخرۃ
کاسد گرداند وفاسد وبی آب
سازد وبی وقار وچنانکہ بعضی از
جواہر مر بدن دیو را نافع باشد
ونضارت بخش وہمچنیں بعضی از

پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے اور یہ کہ کروں کام
نیک جو تو پسند کرے اور ملا دے مجھ کو اپنی رحمت
سے اپنے نیک بندوں میں اور خلیفہ ثانی حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصر حق مطلق کے صفت
سے متصف ہوئے جس وقت آپنے فرمایا کہ
اے ساریہ پہاڑ سے بچو اُسوقت حضرت ساریہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمع مطلق حق سے متصف
تھے اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی۔
اسکے بعد ہم تم کو حق تعالیٰ کا کلام پڑھ کر سناتے ہیں
اگر تم مومن ہوگے اور اللہ اور انبیا اور اولیا پر
ایمان رکھتے ہوگے تو سمجھوگے۔ ان میں سے بعض
وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور بعض وہ ہیں جو
ایمان نہیں لائے۔
اور کسی نفس کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ
اللہ پر ایمان لاوے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور
قرآن کو ہم پر اوتارا ہے جو شفا رہے اور مومنین
کیلئے رحمت ہے اور جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے
ہیں اُن کے لئے نقصان وخسارہ ہے یا یوں سمجھو

Marfat.com

اعراض مذکورہ جسد اخروی را انجلا بخشد
وجلا و چنانکہ بعضے از جواہر مر بدن مذکور را
نہ نافع باشد و نہ ضار ہمچنیں بعضی از افعال
جسد مذبورہ را نہ تیرہ گرداند و نہ صاف و
کشف ایں حکم بی معونت مکاشفہ دبی حکم
وحی ناموسی میسر نیست پس افعال ضارہ
حرام شدہ اند و منہی عنہ و افعال نافع
واجب شدہ اند و مامور بہ و افعال متوسط
مباح شدہ اند لا مامور بہ و لا منہی عنہ
پس چنانکہ حکمت و معرفت مانع و حاجز
مضرت دنیوی نگردد دافع درد فع الم اخروی
نیز نگردد پس اقبال بر افعال طیبہ و ادبار
از افعال خبیثہ مر ہمگنان را از عارف و
محجوب واجب آمد و ضروری از ینجا انبیا
و اولیا در تعب باشند و تاب و در بوتہ
ریاضت محترق و گداز کہ تو گرد انچہ ایشاں
در آں باشند نتوانی گشت پس چنانکہ
نجات دنیوی منوط است بفرق کردن
میان مار و ماہی و عمل کردن بمقتضائے

کہتا ہے برائی اُن لوگوں کیلئے جو نہیں سمجھتے اور
کیسے ہوگا اُن کیلئے ذکر حالانکہ آئے ہیں اُن کے پاس
رسول اور اُن لوگوں نے رسول سے منہ پھیر لیا۔
اس بات کو سمجھ لو کہ بعضے جواہر د اجسام مثل مردہ و
خون و سانپ و زہر انسان کے بدن کو دنیا میں بے
رونق و ناچیز و خراب بمقدار کر دیتے ہیں اسی طرح
مقولہ کیف و فعل میں بعضے اعراض کہ جسکے حاصل
کرنے کیلئے اختیار کے قدم کو راہ ہے۔ اصل جسد کو
آخرت کے بازار میں کھوٹا و خراب و بے رونق و
بے عزت کر دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح بعضے اعراض
بدن دنیوی کو نفع و تازگی پہنچانیوالے اور خوش
کرنیوالے ہوتے ہیں ایسے ہی بعضے اعراض مذکورہ
اخروی جسم کو جلا بخشتے اور مصفا کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ
بعضے جواہر بدن دنیوی کو نفع و نقصان نہیں پہنچاتے
ہیں اسی طرح بعضے افعال جسم اخروی کو نہ تو سیاہ اور
نہ صاف کرتے ہیں۔ ان تمام امور کو ٹھیک ٹھیک اور
تمام حکمتوں کو صحیح صحیح پہچاننا اور جاننا اور سمجھنا
بغیر کشف الٰہی اور وحی ناموسی کے کسی پر کھل نہیں
سکتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے۔

Marfat.com

آں نجات اخروی نیز مربوط باشد
بفرق کردن میان نماز وزنا ومیان وضو
وشرب خمر وعمل کردن بمقتضای آں واگر
نہ چنانکہ در دنیا ہلاک گردد در آخرت نیز
خراب گردد ومتالم مگر آنکہ ریح عنایت از
مہب الطاف وزیدن گیرد وراحت بخشد
چنانکہ مر خلیل اللہ را در دنیا نار نمرود بنور
مبدل شد وسارت برداو سلاما باعمرہ
تعالیٰ پس عنایت دیگر باشد وحساب دیگر
وعتاب دیگر وما امر الساعۃ الا کلمح البصر
پس اگر مصباح عنایت بر سر تیرہ روزگار
کہ تمام عمر روز روشن را بمظلمہ معصیت
سیاہ گردانیدہ شب کردہ است وشب
دراز را بمقراض غفلت وخواب کوتاہ
ساختہ بروز آوردہ در وقت حاضر گرداند
پس در چشم او صغار دیگر واند وجلار دیگر
فقد شاہد مالا عین رأت ولا اذن سمعت
ولا خطر علی قلب بشر شب رحلت ہم از بستر
روم بر قصر حور العین + اگر در وقت جان دادن تو باشی

اب اس بات کو سمجھو اور جانو کہ نقصان اور ضرر پہنچانیوالے
افعال حرام ہوئے اُن سے روکا گیا اور نفع وتازگی پہنچانیوالے
افعال واجب ہوئے اُنکو اختیار کرنیکا حکم دیا گیا اور
متوسط افعال جو کہ نہ تو نقصان کرتے ہیں اور نہ فائدہ
پہنچاتے ہیں وہ مباح کیے گئے یعنی اُن کے کرنے یا نہ کرنے
میں کوئی ہرج نہیں ہے جسطرح سے کہ حکمت ومعرفت
دنیاوی نقصانات سے نہیں بچا سکتی اُسی طرح اخروی
آلام کو بھی روکنے والی نہیں ہوتی ۔ اسوجہ سے
اچھے اچھے کاموں کی طرف مستعد اور متوجہ ہونا اور
بُرے کاموں سے پرہیز اور منہ پھیرنا اور بچنا سب
لوگوں پر خواہ وہ عارف وعالم وحکیم ہو یا نہ ہو واجب
اور ضروری ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمامی انبیا اور اولیا
اور اچھے اچھے لوگ یعنی مردان کامل محنت ومشقت
میں رہتے ہیں اور بہت زیادہ ریاضت واحکام
اوامر ونواہی کے پابندی کرتے ہیں کہ ہم لوگ اُن
کے گرد کو بھی نہیں پا سکتے ۔ جیسا کہ نجات دنیوی
سانپ کو مچھلی سے پہچاننے اور اُسکے مطابق عمل کرنے
پر موقوف ومنحصر ہے اُسی طرح نجات اخروی نماز
وزنا اور وضو اور شراب کے پینے میں فرق کرنا اور اُسکے

Marfat.com

شمع بالبنم ۔ وقلوب جمع قلب است وقلب
بمعنی دل باشد و دل نزد عوام عضوی
صنوبری است کہ درون حیوان نهاده اند
ونزد طائفہ صاحب دل چیزیست کہ
صاحب وی بمعونت وے متقلب باشد
درجمیع چیزیکہ حق تعالیٰ متصف باشد
بوی ومتصور فان القلب صورۃ المرتبۃ الالٰہیہ
ازینجا است کہ گفتہ است حق تعالیٰ ما وسعنی
ارضی ولا سماوی ولکن وسعنی قلب
عبدی المومن التقی النقی وازینجا است
کہ سوای انسان را کہ صاحب عضو
صنوبری باشد صاحب دل نخوانند
ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب
کلم جمع کلمہ است وکلمہ واسم نزد
این طائفہ عین ہر موجود را گویند انما
نبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح وا ینجا
مراد اعیان کمل باشند از انبیا
صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین وکمل
اولیا کہ مطلع شاہد معارف بحال عمل

مطابق عمل کرنے پر موقوف ہے نہیں تو جسطرح دنیا میں ہلاک
ہوا ہے آخرت میں بھی خراب و متالم ہوگا۔
مگر ایسا شخص مستثنیات میں سے ہے کہ جس کے اوپر اللہ تعالیٰ
کے مہربانی کی ہوا مہربانی کے ہوا کے چلنے کی جگہ سے چلنے لگے اور
اور اللہ تعالیٰ کا رحم وکرم اُسکے حال میں شامل ہوجاوے
اور آرام پاوے وہ دوسری چیز ہے ۔ کیا تم نے اسکو پڑھا
نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ سلامہ اجمعین
کے واسطے اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے
نمرود مردود کے آگ کو نور سے بدل دیا اور ان کیلئے وہ آگ
ٹھنڈک پہنچانیوالی اور سلامت رکھنے والی ہوگئی۔
عنایت وحمایت و مہربانی اور ہی چیز ہے اور حساب وکتاب
وعتاب دوسری چیز ہے۔
قیامت کا معاملہ پلک جھپکانے کی طرح ہے اگر عنایت و مہربانی
کا چراغ کسی بدقسمت و بدبخت کے سر پہ کہ جس نے ساری
عمر روشن دن کو گناہ کے تاریکی سے سیاہ کرکے رات کردیا ہے
اور لمبی راتوں کو غفلت اور نیند کے بقاعض سے کوتاہ کرکے
دن کیا ہے روشن کریں اور اُسکی آنکھوں کو جلا اور دل میں
صفائی پیدا ہوجاوے اور ایسی نعمت سے اُسکو مستفید
کردیں کہ جس کو اسکی آنکھوں نے نہ دیکھا ہو اور کان نے سنا ہو

Marfat.com

مزین ساختہ باشد ازینجا است کہ حکم
گفت نہ معارف و قدعرفتہا و نزول حکم
و معارف بر ارواح انبیا و اولیا
دفعی است و آنی فان الروح صورۃ
الحضرت الاحدیۃ و بر قلب ایشان
تدریجی و زمانی زیراچہ قلب صورت
مرتبہ الٰہیۃ است چنانکہ گذشت
ازینجا است کہ منزل از تنزیل گرفتہ
شد نہ از انزال و اگر میان تنزیل و
انزال فرق نکند پس از تنزیل باشد
یا از انزال یعنی خدائے کہ فرود آرندۂ
علوم و معارف باشد کہ مستتبع و
مستصحب عمل باشد بر دلہای انبیاو
اولیا کمل و کلمہ ہر موجود را ازاں خوانند
کہ تحقق آن و ثبوت ہر چیز بوساطت
نفس رحمانی باشد چنانکہ حرف بوساطۃ
نفس رحمانی و نفس رحمانی عبارت
از انبساط حضرت الوجود و امتداد
آن و ایں را ہر کس نشناسد و لبسوی

اور نہ اُس کے دل پر کبھی اُس کا خطرہ گذرا ہو۔
مرنے کے بعد بھی بستر سے اٹھ کر حوروں کے محل میں پہنچ
جاؤنگا اگر آپ مرنیکے وقت میرے سرہانے کی شمع ہوں۔
قلوب قلب کی جمع ہے جسکے معنی دل کے ہیں عام لوگوں کے
نزدیک دل ایک عضو صنوبری شکل کا ہے جو حیوان کے
اندر رکھا گیا ہے اور صاحب دل کے نزدیک دل اُس کو
کہتے ہیں کہ صاحب دل اُسکے مرد و صوت سے ہر اُن صفات
سے کہ حق تعالیٰ جن صفات سے متصف اور متصور ہوتا ہے پلٹا
کھاتا اور متصف ہوتا رہتا ہے یہ اسلیئے کہ قلب مرتبہ الٰہیہ کی
صورت ہے اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری
سمائی آسمان و زمین میں نہیں ہوئی لیکن مومن تقی و نقی کے
دل میں میری سمائی ہوگئی۔ اسلیئے سوائے انسان کے قلب
کے کہ جو عضوری کا مالک ہے دل نہیں کہتے بیشک اُسکے
لیئے کہ جسکے دل ہے نصیحت ہے۔ وکلم کلمہ کی جمع ہے اصحاب و
دوست نزدیک کلمہ اسم عین موجود کو کہتے ہیں ہم بشارت
دیتے ہیں تجھ کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی جن کا نام مسیح ہے یہاں پر
کلم سے مراد اعیان کمل یعنی انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
اولیائے کاملین ہیں کہ جو شاہد معارف کے مطلع کو عمل کے
خال سے زینت دئے ہوئے اور آراستہ کئے ہوئے ہیں اسوجہ

لہ تل

Marfat.com

ایں ہر کس نزد الیہ یصعد الکلم الطیب
ای الا فراد الکمل والعمل الصالح یرفعہ
ونیز وجود ہر چیز بی حرکت کہ لازم حرج است
ثابت نشود وکلم بمعنی جرح است ق
باحدیۃ الطریق الامم ل امم بفتح ہمزہ یعنی
راہ راست است ودرست وبامنعلق
است بہ منزل یعنی طرق موصلہ بحق تعالیٰ
اگرچہ بسیار اند وپراگندہ چہ ہر راہی کہ
آنرا یکی از انبیا بدلالت وحی ناموسی
یا الہامی طی کرد وبردم نمود ہر کہ دراں
راہ راست ودرست رفت واصل
شد وصفا دل حاصل کرد واختلاف
راہ موجب غوایت وضلالت باشد
چنانکہ گفت باری تعالیٰ ان ہذا صراطی
مستقیما فاتبعوہ ولا تتبع السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ اما ہمہ راہہاے
حق تعالیٰ فی الحقیقت یکی باشند چہ
ہمہ طرق خبر از وحدۃ الوجود میدہند
وحق مینمایند اگرچہ کور درکر نشنود ونہ بیند

سے کلم کما معارف نہیں کما تحقق انبیاء واولیائے کاملین
نے پہچان لیا ہے۔ حکم اور معارف کا نزدل انبیا اور اولیا کے
ارواحوں پر دفعی اورانی ہوتا ہے اسلئے کہ روح حضرت
احدیت کی صورت ہے اور اُن لوگوں کے قلوب پر تدریجی
وزمانی ہوتا ہے اسواسطے کہ قلب مرتبہ آئینہ کی صورت ہے ا
سے منزل باب تنزیل سے لیا گیا ہے انزال سے نہیں لیا گیا۔
اور اگر درمیان تنزیل اور انزال فرق نہ کریں تو بھی کوئی
ہرج نہیں ہے یعنی وہ خدا کہ ہر علوم ومعارف کو جو کہ تابع اور
ہمراہ عمل کے ہیں انبیا اور اولیائے کاملین کے دلوں پر نازل
واُتارنے والا ہے یا نازل واُتارتا ہے تاکہ وہ لوگ اُسکے
مطابق عمل کریں اور کلمہ ہر موجود کو اسلئے کہتے ہیں کہ اس ک
ثبوت نفس رحمانی کیواسطے سے ہے جسطرح سے کہ حروف کا
ثبوت نفس انسانی کے واسطے سے ہوتا ہے۔
نفس رحمانی حضرت الوجود کے انبساط اور امتداد کو
کہتے ہیں اور اُسکو ہر شخص پہچانتا اور جانتا نہیں ہے۔ پاک
کلمے اُسکو پہچانتے ہیں اور عمل صالح اُن کو بلند کرتا ہے۔
اور کلم کے معنی حرج کے بھی ہیں کیونکہ ہر چیز کا وجود بغیر حرکت
کے جسکے لئے حرج لازم ہے ثابت نہیں ہے۔
اَمَمْ بالفتح سیدھا اور درست راستہ اور با منزل سے متعلق ہے

Marfat.com

و تعدد و اختلاف طرق در بعضی احکام
عارض است چنانکہ عنقریب تحقیق این
مطلب خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ پس ہمہ
راہہای انبیا مستقیم باشند و موصل
چراکہ فی الحقیقت یکی اند پس راہ مستقیم
یکی باشد و آن راہ توحید است و ہمین
مراد است از صراط در قول باری تعالیٰ
ان ربی علی صراط مستقیم یعنی خدای
کہ فرود آرندہ است مر علوم و معارف
را کہ مستتبع اعمال باشد بر دلہای انبیا
صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین بہ یگانگی
راہ است و مستقیم چہ اگر راہ مستقیم
یکی نمی بود تنزیل حکم و معارف بوقوع
نمی آمد کہ تعدد طرق موجب غوایت
و ضلالت باشد چنانکہ گذشت و وحدت
صراط در قول باری تعالیٰ صراط الذین
انعمت علیہم شاہد است کہ راہ انبیا
یکی بود چہ ہمہ انبیا علیہم السلام بشرف
ایمان ایزدی مشرف شدہ اند

یعنی اگرچہ بادی النظر میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے
بہت سے ہیں اور پراگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں کیونکہ جس راستہ
کو کسی انبیا نے وحی ناموسی اور الہام کے ذریعے طے کیا ہے اور
لوگوں پر ظاہر کر کے اُس راستہ پر چلایا ہے اور وہ لوگ اللہ
تعالیٰ تک پہنچ گئے ہیں اور صفائی دل حاصل کی ہے یہ
سمجھنا کہ راستہ میں اختلاف و گمراہی کا سبب ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بیشک یہ میرا رستہ ہے اور
ہے اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو ایسا نہ
ہو کہ وہ دوسرے راستے تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور
کر دیں حقیقت میں تمام انبیاؤں کے راستے ایک ہیں اور
تمام راستے وحدت الوجود کی خبر دیتے ہیں اور حق کو ظاہر کرتے
اگر بہرہ و اندھا نہ دیکھے و نہ سمجھے تو راستوں کے ایک ہونے میں
کوئی قباحت لازم نہیں آتی بلکہ یہ دیکھنے والوں اور چلنے
والوں کا قصور ہے۔ راستوں کا متعدد ہونا اور طریقوں
میں بعضے احکام میں اختلاف ہونا یہ عارضی ہے حقیقی نہیں
ہے۔ جیسا کہ آگے ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام
کے تمام بتائے ہوئے راستے ایک ہیں سب مستقیم ہیں اور
اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں راہ مستقیم ایک ہے
اور وہ راہ توحید ہے اللہ تعالیٰ کے قول کا جو کہ ان ربی

Marfat.com

ق من المقام الاقدم

ل این جار مجرور نیز متعلق است بمنزل
یعنی تنزیل حکم و معارف از مقام اقدم باشد
و این مقام حضرت الاحدیۃ است کہ
مستتبع فیضان اعیان ثابتہ باشد
و استعدادات آن در حضرۃ العلمیہ کہ
فیضان وجود اعیان وکمالات آن در
حضرۃ العینیہ بحسب اطوار روحانیہ و
جسمانیہ مبتنی است بر فیضان اول و
اقدم ازاں گفت کہ اسمار و صفات
مستند اند باں مقام واگرنہ ہمہ قدم
دارند و قدم و حدوث را در آنجا راہی
نیست

ق وان اختلفت الملل والنحل
لاختلاف الامم

ل یعنی تنزیل حکم و معارف بایگانگی راہ
راست است اگرچہ از مر اختلاف و تنوع
استعداد انبیا و استعدادات ایشاں
ادیان و مذاہب انبیاء مختلف باشند

علی صراط المستقیم ہے یہی مطلب ہے۔
یعنی اللہ تعالی ایک ہی مستقیم راستے سے علوم و معارف
کو جو اعمال کے تابع ہیں انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
قلوب پر نازل کرتا اُتارتا اور لاتا ہے۔
اسلئے کہ اگر راستہ ایک نہ ہوتا کلم و معارف انبیا علیہم السلام
کے قلوب پر نازل نہ ہوتے کیونکہ راستہ کا اختلاف گمراہی
کا سبب ہوتا جیسا کہ کہا گیا۔ راستہ کا ایک ہونا خود اللہ
تعالی کے قول سے ثابت ہے اور قول حق تعالی صراط الذین
انعمت علیہم اس بات کا گواہ ہے کہ انبیا کے راستے ایک ہیں
اور تمامی انبیار علیہم السلام اللہ تعالی کے انعام و اکرام سے
مشرف و مستفید ہوئے ہیں۔
یہ جار مجرور بھی منزل سے متعلق ہے یعنی انبیا کے قلوب پر
علوم و معارف مقام اقدم سے نازل ہوتے ہیں اور یہ مقام
حضرت الاحدیۃ کا ہے۔ اب اسکو سمجھو کہ اعیان ثابتہ کے
استعدادات کے مطابق حضرت العلمیہ سے جو کہ فیضان وجود
اعیان و کمالات کا اُس کے ہے بحسب اطوار روحانیہ و جسمانیہ
جسکی بنیاد فیضان اول پر رکھی گئی ہے حضرت العینیہ میں
نزول فرماتے ہیں اقدم اسلئے کہا کہ اسمار و صفات اُسی
مقام سے مستند ہیں ورنہ سب قدیم ہیں اور قدم و حدوث

Marfat.com

چہ راہ انبیاء یک راہ ہست وآن راہ توحید باشد اگرچہ شرائع واحکام ہر واحد متعدد بودند ومختلف فاما شریعت ہر نبی بحسب استعدادات امت وے باشد ازینجا است کہ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام چیزی آورد کہ ابطال سحر کند کہ درامت او سحر غالب بود ومسیح علیہ السلام ابرا اکمہ وابرص واحیاء موتی آورد کہ درامت او طب غالب بود ورسالت پناہی خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم قرآن فصیح بلیغ معجزہ آورد کہ غالب در وقت او تفاخر بفصاحت وبلاغت بود وملل جمع ملت است وملت بمعنی دین باشد ونحل جمع نحلہ است بمعنی تنحل یعنی خود را بند ہے بستن ومراد اینجا مذاہب اند وامم جمع امت باشد بمعنی گروہ

ق والصلوٰۃ علی محمد الہم

اُس میں راہ نہیں ہے۔

یعنی علم ومعارف ایک ہی مستقیم راستہ سے نازل ہوتے ہیں اگرچہ انبیا کے امتوں کے تنوع واختلاف اور اُن کے استعدادات کی وجہ سے مذاہب اور ادیان مختلف ہیں حقیقت میں تمامی انبیا کا راستہ ایک ہے اور وہ راستہ توحید کا ہے اگرچہ شریعتیں اور احکامات ہر نبی کے جدا جدا ہیں لیکن ہر نبی کی شریعت اُن کے امتوں کے استعدادات کے مطابق ہوئی اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ چیز لائے جو سحر کو باطل کرے کیونکہ ان کے امت میں جادو کا زور وغلبہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے اور مردہ کو زندہ کرنیکا معجزہ لائے کہ اُنکے امت کے وقت میں طب وحکمت کا زور وغلبہ تھا اور رسالت پناہی خاتم الانبیا قرآن فصیح وبلیغ کا معجزہ لائے کہ آپکے وقت میں فصاحت وبلاغت کا زور وغلبہ تھا۔

ملل ملت کی جمع ہے بمعنی دین ونحل جمع نحلہ ہے بمعنی تنحل یعنی اپنے کو کسی گروہ کا پابند کرنا اس جگہ مذاہب مراد ہیں اور امم امت کی جمع ہے یعنی گروہ۔

مومن کا نبی پر صلواۃ و درود بھیجنا دعا ہے۔

39325

Marfat.com

ل صلوٰۃ از مومن دعا است و از ملائکہ استغفار و ملائکہ عبارت انداز مظاہر اسمای باری تعالیٰ کہ اقتدار و تبعیت باسم اعظم کہ رب محمد باشد علیہ الصلوٰۃ والسلام دارند ازینجا است کہ گفتہ است ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی و ہر موجود در تصرف اسمی باشد از اسمای حق تعالیٰ و تحت حکم او و محفوظ است بملکی از ملائکہ کہ مظاہر اسما باشند پس گفت یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما و صلوٰۃ از حق تعالیٰ رحمت است و تعلق رحمت او بہر کس اندازۂ طلب و تقاضای او باشد پس رحمت حق تعالیٰ بر عاصی عفو باشد و مغفرت و جنت و حور و قصور و بر صالح باوجود این نعم لقاء اللہ باشد و غیر آن مما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر و بر عارف با اینہمہ افاضۂ علوم است

ملائکہ کا نبی پر صلواۃ بھیجنا استغفار ہے ملائکہ اللہ تعالےٰ کے مظاہر ہیں اور پیروی و اقتدار اسم اعظم کی جو کہ رب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کرتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ[1] وملائکتہ یصلون علی النبی۔

اور ہر موجود یعنی عالم میں جتنی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کے تحت و تصرف میں ہیں اور ملائکہ میں سے کوئی نہ کوئی ملائک جو کہ مظاہر انبیا ہیں اُن تمام چیزوں پر مقرر ہیں اور اُنکی حفاظت کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا[2] الذین آمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

اللہ تعالیٰ کا نبی پر صلوٰۃ بھیجنا رحمت ہے اللہ تعالیٰ کے رحمت کا تعلق ہر شخص کے ساتھ اُس کے استعداد و طلب و تقاضا کے انداز کے مطابق ہوتا ہے اس وجہ سے گنہگار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کے گناہوں کو معاف کرنا اور جنت و حور و قصور کا عطا فرمانا ہے اور صالح بندوں پر باوجود ان نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کی لقا ہے اور

[1] تحقیق اللہ اور فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں [2] اے وہ لوگ کہ جو ایمان لائے ہو تم بھی نبی پر درود بھیجو۔

Marfat.com

ومعارف یقینیہ وبہ محقق کامل از انبیا و
اولیاء کمل با اینہمہ متجلی بودن حق است
بتجلیات ذاتیہ صفاتیہ واسمائیہ وحمد
اسم فاعل است از امداد وہمم جمع ہمت است
بمعنی قصد ونقد ہمت بہ وہم بہا ودر
اصطلاح بمعنی توجہ دل است وقصد
آں بجمیع قوای روحانی بجناب حق تعالیٰ
وتقدس یعنی دعاء مومنان واستغفار
ملائکہ ورحمت ایزد پاک توجہ نمودہ ونزول
فرمودہ است یا نازل باد براں کہ مدد
وامداد نمودہ است ہمتہای مومنان
وعارفان را بآنکہ نمودہ است
بایشاں طریق موصل بحق وتحقق می
گرداند برایشاں حقیقت حال کہ
موجب کشف وشہود باشد ومورث
ذوق ووجدان بریں تقدیر بعض
ہمم مراد باشند کہ منتفع بامداد بعض
ہمم اند وتواند بود کہ دار ہمم براے
جنس مستغرق باشد چہ مدد وامداد

اُسکے علاوہ اور بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کو نہ
آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ دل پر
کسی بشر کے اُس کا خطرہ گذرا ہے۔ اور عارف پر
باوجود ان تمام نعمتوں کے افاضہ علوم ہے اور معارف
یقینیہ سے فیضیاب ہوتا ہے اور محقق کامل انبیا و اولیا
کمل کا باوجود ان تمام نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کا تجلیات
ذاتیہ وصفاتیہ واسمائیہ سے متجلی ہوتا ہے۔ حمد اسم
فاعل کا صیغہ ہے جو امداد سے ہے وہمم ہمت کی جمع ہے
جسکے معنی قصد کے ہیں نقد ہمت بہ وہم بہا اور اصطلاح
میں توجہ دل کو کہتے ہیں یعنی تمامی قوائے روحانی و
جسمانی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دل کو متوجہ کرنا۔
یعنی مومنوں کی دعا اور فرشتوں کی استغفار اور اللہ
تعالیٰ کی رحمت نے توجہ کی ہے اور نزول فرمایا ہے۔
یا نازل ہو اُس پر کہ جنھوں نے مدد اور امداد عارفوں
مومنوں کی ہمتوں کی کی ہے اس لئے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ
تک پہنچنے کا راستہ دکھایا ہے اور اُن پر حقیقت حال کو
ظاہر کردیا ہے جس سے کشف وشہود اُن کو حاصل ہوتا ہے۔
جو کہ مورث ذوق ووجدان کا ہے۔ ایسی صورت میں
بعض ہمتیں اُن کی امداد سے فائدہ اٹھانیوالے ہیں۔

Marfat.com

ہر کس از صالح و طالح در چیزے از
ایمان و کفر و صلاح و سفاح از جناب
او ست علیہ السلام چہ اگر قدم مبارک
او در میان نشنود ہر کس دست شفاعت
خود بجناب مبدء بر ندارد و ہیچ چیز از
زندان عدم بر در ہستی و شہود قدم نہند
و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پس
حقیقت او واسطہ باشد درمیان مبدا
و جمیع موجودات و کمالات آں لولاک
لما خلقت الافلاک ازینجا است کہ
گفت حق تعالیٰ اذا ذکرت ذکرت
معی و گفت واسطہ مذکور من لم
یشکر الناس لم یشکر اللہ و ازینجا واجب
شد کہ احمد ایزدی مستتبع درود نبوی
باشد دگر نہ مر حمد را جمال کجاست و مر صاحب
حمد را کمال کجا و در بعضی نسخہ و صلی اللہ
واقع است بجائے والصلوٰۃ

اس کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں لام الحمد میں جنس
مستغرق کے لئے ہے کیونکہ مدد و امداد ہر شخص کی
خواہ صالح ہو یا طالح ایمان ہو یا کفر اچھائی ہو یا
برائی انھیں کے جناب سے ہے صلی اللہ علیہ وسلم
کیونکہ اگر قدم مبارک آپ کا درمیان میں نہ ہو کوئی
شخص اپنے شفاعت کا ہاتھ خدا کے درگاہ میں نہ
اٹھا دے اور کوئی چیز عدم کے جیل خانہ سے ہستی
اور شہود کے چبوترے پر قدم نہ رکھے یعنی عدم سے وجود
میں نہ آوے ظاہر و پیدا نہ ہو و ما ارسلناک[1] الا
رحمۃ للعالمین۔ پس حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
حق تعالیٰ و تمامی موجودات اور کمالات موجودات کے
درمیان واسطہ ہے۔ لولاک[2] لما خلقت الافلاک
اسی مقام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذا ذکرت[3]
ذکرت معی اور بھی واسطہ مذکور سے فرمایا ہے من لم
یشکر[4] الناس لم یشکر اللہ اسی وجہ سے واجب ہے کہ
خدا کے حمد کے ساتھ نبی پر درود بھیجنا چاہئے نہیں
تو حمد کیلئے جمال اور حمد کرنیوالے کیلئے کمال نہیں ہے۔

---

[1] اور نہیں بھیجا ہم نے آپکو مگر رحمت دونوں جہان کی [2] اگر نہ ہوتے آپ نہ پیدا کرتا افلاک کو [3] جب تو یاد
اللہ کو تو مجھے بھی اسکے ساتھ یاد کر [4] جس نے نہ شکر کیا لوگوں کا اس نے نہ شکر اللہ کا۔

Marfat.com

ق من خزائن الجود والکرم
ل این متعلق است بمد وخزائن جمع
خزینہ است وخزائن جود وکرم حقائق
الٰہیہ اندکہ عبارت از اسمار وصفات
حق تعالیٰ باشند فہو یدبر العالم بالعالم و
لتسمع شرح ہذا انشاء اللہ تعالیٰ وجود
صفت حق است کہ نظر بر مطلع استحقاق
کسی دیر جمال وکمال او از افعال حمیدہ
وصفات پسندیدہ ندارد وگوش خود
بر صدائے سوال مفتوح نسازد سه گر
تو ای گل گوش بر آواز بلبل مسکینی ؛ بکار مشکل
می شود بر بی زبانان چمن ؛ وکرم صفتی است
بخلاف جود وجود فیض رحمانی است وکرم
فیض رحیمی وقول شیخ قدس سرہ کہ مد باشد
اشارت است بانکہ موہبت ہر چیز از حق
جواد کریم است بجود وکرم حق از نیجا
اضافت خزائن بسوی جود وکرم واقع
شد یعنی امداد نبی علیہ السلام مرہم را از
خزائن جود وکرم حق تعالیٰ است پس

بعض نسخوں میں صلواۃ کی جگہ صلی اللہ ہے ۔ یہ مد سے
متعلق ہے خزائن خزینہ کی جمع ہے خزائن جود وکرم حقائق
الٰہیہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسمار صفات ہیں بس اللہ تعالیٰ
عالم کی تدبیر عالم سے کرتا ہے آگے اسکی شرح بیان کی جائیگی
انشاء اللہ تعالیٰ ۔ جود حق کی صفت ہے جو کسی کے استحقاق
اور جمال وکمال اور اچھے اچھے کاموں اور فعلوں پر نظر
نہیں رکھتا اور اپنے کان کو اچھے اچھے لوگوں کے سوالوں
پر نہیں کھولتا ہر شخص پر رحمت اُس پر فرض ہے ۔
اے گل اگر تو بلبل کے آواز پر کان لگادیگا تو غریب بیچارے
چمن کے بے زبانوں پر سخت گراں گذرے گا ۔
کرم جود کے صفت سے برعکس ہے جود فیض رحمانی
ہے اور کرم فیض رحیمی ہے ۔ شیخ کا یہ قول کہ مدد
پہنچانے والا ہے اشارا ہے کہ ہر شے کو ہستی عطا
کرنا جود کا کام ہے اسی وجہ سے خزائن کی اضافت
جود وکرم کی طرف واقع ہوئی ۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد پہنچانا
اللہ تعالےٰ کے جود وکرم کے خزانہ سے ہے ایسی
صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد
پہنچانا از روئے خلافت ہے اصالتاً نہیں ہے۔

Marfat.com

امداد نبی علیہ السلام مرہم را از خزائن جود و
کرم از روئے خلافت باشد نہ اصالت
و در بعضی نسخہ خزانہ واقع است بجائے
خزائن

ق بالقیل الاقوم

ل ایں نیز متعلق است بمد یعنی مداست
بسخنی کہ قوام تمام دارد و مستقیم تر باشد
کہ قرآن باشد کہ امداد و مرہم را از راہ
قرآن است ہذا بحر فرات سایغ شرابہ
ہر کہ ازیں بحر مشرب ساخت زقوم حرماں
از سلامت اخروی مراد را گلوگیر نشود و
کام شیریں او را تلخ نگرداند و تشریف
اسلام کہ سازد کاسہ آلام اخروی باشد مشرف
گردد و ہر کہ دراں دریائے عمیق تعمق نمود در
علوم و معارف کہ موجب سعادت سرمدی باشد
برو دست یافت و ذلت دربدری خلاص شد زکوٰۃ
و طہارت حقیقی او را حاصل شد و قول
غواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الا زکوٰۃ الا عن ظہر غنی بعینیں

بعضے نسخوں میں خزائن کی جگہ پر خزانہ ہے۔
یہ بھی مد سے متعلق ہے یعنی ایسی بات اور ایسے چیز سے
امداد پہنچاتے ہیں جو بہت ہی مستحکم اور مستقیم ہے کہ قرآن
ہے یعنی ہمتوں کو قرآن کے ذریعہ مدد پہنچانے میں یہ دریا
ہے جس کا پانی نہایت ہی خوشگوار ہے جس نے اس دریا
کے میٹھے پانی کو پیا اس کا حلق شیریں ہو جائے گا اور
حرماں اخروی کا زقوم اس کے گلو گیر نہ ہو گا اور
اس کے حلق شیریں کو کڑوا نہ کرے گا اور شرافت
اسلام سے جو کہ آلام اخری کا توڑنے والا اور [illegible]
ہے مشرف ہو گا۔ اور جس نے کہ اس گہرے دریا [illegible]
لگایا حکمت اور معرفت کے موتیوں کو پایا [illegible]
اور طہارت حقیقی و سعادت سرمدی اس کو حاصل
ہو گئی اور دربدری کی گداگری اور ذلت سے [illegible]
پا گیا غواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ [illegible]
وسلم کے قول [illegible] نہیں ہے زکوٰۃ مگر [illegible]
کرنے کا اسی طرف اشارہ ہے اور [illegible]
کے پانی پینے سے روگردانی کی۔
یعنی نہ زیادہ [illegible]
اور یہ دریا تمہاری ہے اور تم سب [illegible]

Marfat.com

چیز اشارت تواند بود و ہر کہ ازاں دریاے
شیریں اعراض نمود در لجۂ ضلالت وتلاطم
غوایت افتاد و ہذا الحراجاج ومن کل تاکلون
لحماطریا چہ ہیچکس از رزق تروتازہ جسمانی
او محروم نیست کہ رحمٰن صفت عام اوست
ع بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست
وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا
پس ایں اکرام وتکریم مختص بفردی نباشد
ولقد کرمنا بنی آدم وتواند بود کہ مراد از
قیل اقوم قول مطلق نبی باشد علیہ السلام
کہ قول او ہیچ وجہ انحراف واعوجاج ندارد
کہ مظہر اسم جامع است واسم ہادی چراغ
ہدایت فرا راہ او دارد وآں قول بلسان
استعداد مرتبہ اوست کہ در غایت کمال
واعتدال واقع شدہ کہ بداں استعداد
استفادہ واستفاضہ وافادہ وافاضہ

ہو کیونکہ کوئی شخص اُس کے تروتازہ رزق سے محروم
نہیں ہے اس لئے کہ عام صفت اُن کی رحمٰن ہے۔

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا[1]۔ پس یہ اکرام وتکریم
کسی فرد کیلئے خاص نہیں ہے ولقد کرمنا بنی آدم[2] تحقیق ہم نے
آدم (علیہ السلام) کے بیٹوں کو عزت دار بنایا اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ قیل اقوم سے مراد قول مطلق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہو اس وجہ سے کہ آپ کے قول میں کسی طرح سے
انحراف[3] واعوجاج[4] نہیں ہے کیونکہ آپ مظہر اسم جامع
ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اسم ہادی۔ ہدایت کا چراغ
آپ کے راستہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ بات
حضور پرنور کے استعداد ومرتبہ کے لحاظ سے ہے
کیونکہ آپ کی استعداد اور آپ کا مرتبہ غایت مرتبہ
وکمال رکھتا ہے کہ اُس استعدادات وکمالات
سے ہر شخص جیسی اُس کی استعداد ہوتی ہے استفادہ[5]
واستفاضہ[6] وافادہ[7] وافاضہ[8] حاصل کرتا ہے۔

---

[1] اور نہیں ہے کوئی دابہ زمین میں مگر رزق اُس کا اوپر اللہ کے ہے [2] تحقیق عزت دیا ہم نے آدم کے بیٹوں کو
[3] روگردانی کرنا [4] ٹیڑھا ہونا [5] فائدہ حاصل کرنا [6] فیض حاصل کرنا [7] فائدہ اٹھانا
[8] فیض اٹھانا۔

Marfat.com

میکند بحسب استعداد مردم وانالموفوہم
نصیبہم غیر منقوص ولسانِ قال وحال
تابع لسان استعداد است پس چوں
استعداد کس درغایت کمال باشد
قال وحال او درنہایت صدق و
صفا است پس قول نبی علیہ السلام
اقوم اقوال باشد وحال او اصدق احوال

ق محمد ل عطف بیان است
مرحمد را یعنی آں محمد محمد عربی مکی ہاشمی
است وآں محمد بن عبداللہ بن
عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف
است **ق** وآلہ

ل ایں عطف است برمحمد یعنی درود
نازل برآل نبی علیہ السلام بدانکہ حمد
برحق تعالیٰ تمام نیست مگربہ تشفیع آل
بدرود آل او چنانکہ میدانی کہ درحالت
خاص کہ درآں حالت بجز توجہ بحق تعالیٰ
محبوب ومرضی نیست کہ نماز باشد

وانا لموفوہم[1] نصیبہم غیر منقوص قال اور حال کی زبانی
استعداد کے زبان کے تابع ہے اس لئے جب کہ
استعداد کسی کی انتہائی کمال پر ہوتی ہے اُس کا
قال اور حال بے حد صدق وصفا رکھتا ہے اسلئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول تمام قولوں سے مضبوط
اور حال اُن کا تمام احوال سے سچا ہے یہ محمد کیلئے
عطف بیان ہے۔

یعنی مدد پہونچانے والے محمدؐ عربی مکی ہاشمی ہیں
اور وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم
بن عبدمناف ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یہ محمدؐ پر
عطف ہے یعنی آل نبی علیہ الصلواۃ والسلام
پر درود وصلواۃ نازل ہو اس بات کو سمجھ لو
اور ذہن نشین کرلو کہ اللہ تعالیٰ کی حمد پوری نہیں
ہوتی جب تک کہ حمد کے ساتھ نبی علیہ السلام پر
درود نہ بھیجی جاوے اسی طرح درود بھیجنا
اُس اشرف الموجودات پر پورا نہیں ہوتا جب
تک کہ آپ کے آل پر درود نہ بھیجی جاوے
جیسا کہ تم جانتے ہو کہ حالت خاص یعنی نماز

---

[1] ان کے اعمال کی جزا جو ان کو ملنا ہے پورا پورا دیں گے بغیر کچھ کمی کے

Marfat.com

نباشند

درود فرستادن بر نبی و آل او محبوب
و مرضی آمد بلکہ نماز بدون آں تمام نشود
پس اکنوں دریاب کہ شان نبوت او
چون است و محبت اہل بیت تا بر کجا
برکشید پستر بشنو کہ گفتہ است حق
تعالیٰ بطریق حکایت از بندۂ خاص
خود و اما الجدار فکان لغلامین یتیمین
فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان
ابوھما صالحاً فاراد ربک ان یبلغا
اشدھما ویستخرجا کنزھما رحمۃ من
ربک وما فعلتہ عن امری ذالک
تاویل مالم تسطع علیہ صبرا ایں قول
او کہ ابوھما صالحا باشد تنبیہ است
برینکہ اولاد آں کہ عزیز صالح واجب الرعایۃ
والحمایۃ باشند و بمفاصل بسیار منظور
شوند کہ درمیان آں عزیز صالح مردو
یتیم مذکور ہفت آبا بودند و آں عزیز
صالح سیاح بود فما ظنک بحسب اہل بیت

میں کہ اُس حالت میں توجہ سوائے حق تعالیٰ کے
محبوب و پسندیدہ نہیں ہے درود بھیجنا نبی پر
اور اس کے آل پر اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ
ہے بلکہ نماز بغیر درود کے پوری نہیں ہوتی اب تم
سمجھو کہ اُسکے نبوت کی شان بہت بڑی ہے اور محبت
اہل بیت کی ہم کو اور آپ کو کہاں تک لیگی اب تم سنو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور وہ دیوار دو یتیم لڑکوں
کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے
خزانہ تھا اور وہ خزانہ انھیں دونوں یتیم لڑکوں کا
تھا جو نابالغ تھے اور اُن دونوں یتیم لڑکوں کا
باپ نیک بخت تھا پھر چاہا تیرے رب نے کہ
وہ دونوں یتیم لڑکے جوان ہوں اور اپنے زور در
قوت کو پہنچیں مہربانی سے تیرے رب کے دیوار
کے نیچے سے گڑے ہوئے خزانہ کو نکال لیں اور یہ
جو کچھ کیا ہے میں نے اپنے سے نہیں کیا ہے بلکہ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ اصل حقیقت
ہے اُن چیزوں کی جس پر تو ٹھہر و صبر نہ سکا۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ عزیز صالح کا ہمارے

سلہ

Marfat.com

اشرف موجودات در رعایت و حمایت
ایشان بلکہ اگر عنایت ایزدی دستگیری
نماید و قول مذکور واقعی بر تو متجلی شود
پس رعایت و حمایت ہر مومن بر خود
لازم گیری کہ صلاح آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ
والسلام محرک بریں معنی تواند شد و ترا
جنبش بسوی محبت و رعایت ہر مومن
تواند داد لیکن از تفاخر و رعونت درمیان
نیارد و گفتہ است حق تعالیٰ اولی[ل] الناس
بابراہیم للذین اتبعوہ و ہذا النبی والذین
آمنوا واللہ ولی المومنین یعنی قریب و
واصل تر بابراہیم علیہ السلام ہر آئینہ آں
طائفہ باشند کہ آئینہ خود را بصیقل تبعیت
ابراہیم علیہ السلام مصقل ساختہ باشند
و آں محمد است و طائفہ کہ ایمان آوردہ
اند بوے قل بل نتبع ملت ابراہیم حنیفا
بصیغہ متکلم مع الغیر فالمراد بالذین اتبعوہ

سمجھانے کیلئے ذکر کیا ہے اور ہمارے لئے اس امر کی تنبیہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس عزیز صالح کی اولاد
واجب الرعایت والحمایت ہیں حالانکہ اُس عزیز صالح
اور اس کے اولاد دونوں یتیم لڑکوں کے درمیان سات
پشت کا فرق تھا اور اُس عزیز صالح کا نام صباغ
اب تم سوچو اور سمجھو کہ محبت اہل بیت کی تم پر کہاں تک
فرض ہے بلکہ اگر عنایت ایزدی و خداوندی تمہاری دستگیری
کرے اور آیت مذکور صحیح طور پر تم پر متجلی ہو تو تم ہر
مومن کی رعایت و حمایت اپنے اوپر لازم ضروری
سمجھو گے کہ آدم و نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صلاحیت
اسی معنی کی محرک ہو سکتی ہے اور ہر مومن کی رعایت
و محبت کی طرف تم کو راغب کر سکتی ہے لیکن فخر و رعونت
درمیان میں نہ لانا چاہئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
قریب تر اور واصل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ساتھ وہ گروہ ہیں جنھوں نے اپنے آئینہ جبین کو
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروی کے صیقل سے صاف
کر لیا ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ گروہ کہ

[ل] سب آدمیوں میں زیادہ قرب والے حضرت ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ تھے یا ہیں جنھوں نے اُن کا اتباع کیا اور یہ نبی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

Marfat.com

هذا النبي والذين آمنوا اكتفا بهمين نكرد تا تنبيه كند كه وجه قرب نبي و مومنان با ابراهيم تبعيت او باشد نه قرابت پس تفاخر يهود و نصارىٰ به بلال و امثال وى بقرب ابراهيم سودے نكند و اعتبارے ندارد پس دريں كريمه رد تفاخر يهود و نصارىٰ است و ايں حجت قاطع است بر ترك فخر نسب از هر كس كه باشد فاتبع سواء السبيل ودع عنك القال والقيل بعد ازاں گفت والله ولى المومنين با آنكه گفت است الحمد لله رب العالمين بلكه در قرب خود هر مومن و كافر نيز گفته است نحن اقرب اليه من حبل الوريد يعنى بسوى انسان مطلق چنانكه در فص هودى خواهد آمد انشاء الله العزيز اما ايں قرب سودے ندارد و اعتبارے نيارد از ينجا گفت والله ولى المومنين چوں لواى عظمت و شفاعت سيد الاولين والآخرين بس عريض است

جو آپ پر ایمان لایا ہے۔ قل بل نتبع ملت ابراہیم حنیفا بصیغہ متکلم مع الغیر فرمایا ہے یعنی کہو کہ اتباع کرتے ہیں ہم ملت ابراہیم حنیف کی۔ پس مراد یہ ہے کہ اتباع کریں اس نبی کی اور ایمان لائیں اُن پر اسی کہنے پر اکتفا نہیں کیا اسلئے کہ متنبہ کرے کہ قربت کی وجہ نبی اور مومنوں کی ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے لائے ہوئے احکام کی پیروی کرنا ہے قرابت نہیں ہے اسوجہ سے یہود و نصاریٰ کا نسب وحسب کے اعتبار سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ یا مثل اُن کے دوسروں پر فخر کرنا کوئی فائدہ اور کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔

آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے تفاخر نسب کے اور تردید کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ دلیل ترک فخر نسب پر جس شخص سے بھی ہو دلیل قاطع ہے پس اچھے راستہ کی اتباع کرو اور قیل و قال کو چھوڑ دو بعد اس کے فرمایا ہے واللہ ولی المومنین باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین یہانتک کہ ہر مومن و کافر کے متعلق فرمایا ہے وہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید یہ انسان مطلق کی طرف اشارہ ہے جیساکہ

۱ اللہ مومنوں کا دوست ہے ۲ تمامی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے ۳ ہم بہت قریب ہیں تمہارے رگ گردن سے

Marfat.com

گفت صلی اللہ علیہ وسلم تحت لوائی آدم
ومن دونہ پس گنجائش دارد کہ اولاد امجاد
واحفاد اکباد او صد گونہ تفاخر درمیان
کنند الصالحین للہ والطالحین لی رمزیست
بسوی ایں معنی بلکہ میرسد کہ باقی امت
کہ از شرف قرابت صوری ایں سرور
محروم شدہ اند مباہات درمیان کنند
کہ اللہ تعالیٰ ایشاں را امت آں
سید المرسلین والآخرین گردانید
چنانکہ موسیٰ وعیسیٰ وغیر ایشاں غبطہ
ایں معنی کردہ اند چنانکہ فقیر ذکر کردہ است
در ترجمۃ الکتاب پس بر ما حب اہل بیت
ورعایت وحمایت ایشاں واجب باشد
وبر ایشاں شفقت وترحم بر امت خود
لازم کہ رسول چنیں بود لیکن تا بجاے
سرکشی کہ در بارۂ بزرگان از تو نامناسب
گفتہ شود یا ظن نامناسب بحال ایشاں
در تو راہ یابد ومرکوز خاطر شود

فصل ہودی میں یہ بیان آویگا انشاء اللہ تعالیٰ لیکن یہ
نزدیکی اور یہ قرب کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور نہ کوئی
اعتبار رکھتا ہے اسوجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
اللہ مومنوں کو دوست رکھتا ہے چونکہ سید الاولین
والآخرین کے عظمت وشفاعت کا جھنڈا بہت چوڑا
ہے اسلئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
تحت لوائی آدم ومن دونہ یعنی میرے جھنڈے کے
نیچے آدم اور علاوہ اُس کے ہیں۔
پس اس بات کی گنجائش ہے کہ آپ کے آل واولاد
سیکڑوں تفاخر کریں الصالحین للہ[۱] والطالحین لی
میں ایک رمز ہے جو اسی معنی کی طرف دلالت کرتا ہے۔
یہانتک کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ باقی امت بھی جو کہ حضور
کے قرابت صوری کے شرف سے محروم ہیں فخر کریں کہ
اللہ تعالیٰ نے اُن کو سید الاولین والآخرین کا امتی بنایا
جیسا کہ حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہم السلام نے
اور علاوہ اُن کے دوسرے پیغامبران نے اس کی آرزو
کی ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
پس ہم پر اہل بیت کی محبت اور ان کی حمایت ورعایت

[۱] نیک اور صالح بندے اللہ تعالیٰ کے لئے اور گنہگار بندے میرے لئے ہیں۔

Marfat.com

یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب
بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ
میتا فکرہتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ومراد داشتن از
آل بحسب فہم عوام است وگرنہ بر تحقیق
شیخ علما و عرفا اند ق وسلم
ل دریں قول مرجح است نسخہ صلی اللہ
را اگرچہ اسمیہ بودن جملہ کہ معطوف
علیہ است مر جملہ صلوتیہ را مرجح است
کہ جملہ صلوتیہ جملہ اسمیہ باشد پس مر جملہ
صلوتیہ را دو وجہ ست وجہی و نظری
سابق خود دارد و وجہی و نظری دیگر
بلاحق خود یعنی تسلیم حق تعالی و غیراو
بر نبی باد و آل وے علیہ السلام و تسلیم
از حق تعالی متجلی شدن حق ست
باسم سلام کہ مورث سلامتی است از
منقصت حجب غفلت و معدومد
تجلیات جمال حق بود و منجی از سطوات

واجب ہے اور اُن لوگوں پر ترحم اور مہربانی اپنے
امت پر لازم ہے کہ رسول ایسے ہی تھے لیکن اس حد
تک سرکشی نہ کرو کہ بزرگوں کے بارے میں اقوال نامناسب
سرزد ہوں یا گمان نامناسب اُن کے حالات میں
لے جاؤ ورنہ گنہگار ہوگے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا
ہے کہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو بچو بُرے گمان
سے کہ تحقیق بعض بُرے گمان گناہ ہیں اور مت تلاش
کرو اور مت غیبت کرو بعضوں کی بعضوں سے کیونکہ
دوست رکھتے ہو کسی کو اور کھاتے ہو گوشت اپنے مرے
ہوئے بھائی کا پس کراہیت کرو اور ڈرو اللہ تعالی سے
تحقیق اللہ تعالی توبہ کرنے والوں پر رحم کرتا ہے تحقیق تم میں
سے اللہ تعالی کے نزدیک عزت دار وہ ہے جو اللہ تعالی
سے ڈرتا ہے آل سے اولاد مراد لینا عوام کے سمجھ کے
مطابق ہے ورنہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیق کے
مطابق آل سے مراد علما و عرفا ہیں۔

یہ قول راجح ہے صلی اللہ سے اگرچہ دونوں جملے اسمیہ ہیں جو کہ
جملہ صلواتیہ کیلئے معطوف علیہ ہے اور راجح ہے کہ جملہ
صلواتیہ جملہ اسمیہ ہے پس جملہ صلواتیہ کیلئے دو وجہ ہے
ایک وجہ سابق میں اپنے رکھتا ہے اور دوسری وجہ اپنے

Marfat.com

جلال واز مومنان دعاست بزبان
استسلام و انقیاد بجوارح بطوع و رغبت
نہ بنقصان و کراہت ۔

ق اما بعد فانی رایت رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مبشرة اریتہا
فی العشرة الاخیر فی المحرم سنہ سبع
وعشرین وستمائۃ بمحروسۃ دمشق
وبیدہ کتاب فقال لی ہذا الکتاب
فصوص الحکم
خذہ واخرج بہ الی الناس ینتفعون بہ

ل این شروع است در سبب تالیف
کتاب و بشارات نبوی اشتمال در
اظہار اسرار الٰہی یعنی عارف [illegible] است
اسرار حقانی را واجب الستر داند اگرچہ
امانت نماند و خیانت روا ندارد لیکن
فاش نگرداند آں اسرار را مگر آنکہ مامور
شود آں زمان معذور بود و تشنیع
مردم بر اظہار اسرار تشنیع نبود و کلمہ بعد
بخیم وال باشد و مبشرہ صیغہ اسم

سے ملی ہوئی رکھتا ہے۔ یعنی سلام حق تعالیٰ کا
اور اُس کے غیر کا نبی پر اور آل نبی پر ہو۔ اللّٰہ تعالیٰ
نبی پر سلام اللّٰہ تعالیٰ کا اسم سلام سے منجلی ہوتا ہے
جو کہ حجاب و غفلت کے نقصان سے سلامتی کا
موجب و سبب ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کے جمالی تجلیات کا
مدد پہنچانے والا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کے سطوت و جلال
سے نجات دینے والا ہے اور مومنوں کا سلام
استسلام کے زبان سے دعا ہے نقصان و کراہت
سے نہیں بلکہ رغبت و خوشی سے اعضا کو جھکانا ہے
حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللّٰہ علیہ قدس سرہ نے
تالیف و تصنیف کرنے کے اسباب اور اسرار الٰہی
کے ظاہر کرنے کے علامت اس کتاب فصوص الحکم
کو لکھنا شروع کیا ہے [illegible] باشد [illegible] حقانی
کا امانت رکھنے والا ہے [illegible] ان اسرار کا چھپانا
اس پر واجب ہے [illegible] ظاہر کرنے سے
[illegible] باشد [illegible]
ہو گی [illegible] کے نشان [illegible]
کہ عارف [illegible] اسرار حقانی [illegible] ظاہر نہیں کرتا اگر
اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے اُن بھیدوں کے ظاہر کرنیکا

Marfat.com

فاعل است از تبشیر و موصوف آں
محذوف است کہ رویا باشد و موصوف
مذکور واجب الحذف است در کلام
عرب و اریتہا صیغہ ماضی مجہول است
از ارارت فاعل وی اللہ است و قول
شیخ کہ فی العشرۃ الاخیر بہ رایت یا
اریت وہم چنیں بحروسہ دمشق متعلق است
بکی از دو فعل مذکور ای بحظ محروسہ
من الآفات وہی دمشق بیدہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کتاب حالست
از رسول اللہ اخرج صیغہ امر است
از باب نصر و با در بہ برای تعدیہ باشد
وینتفعون حال است از ناس یعنی
ہر چیز یکہ باشد وقوع شی در دنیا
پس میگویم کہ بتحقیق دیدم من رسول خدا را
صلی اللہ علیہ وسلم در خواب صادق و
موجب بشارت و سرور و خالی از
(شوائب) اختلاط بشوائب شیطانی کہ
نمودہ شدہ است بمن وآں خواب

حکم ہوتا ہے اُس وقت وہ اسرار حقانی کے ظاہر کرنے
سے معذور ہوتا ہے اسرار الٰہی کے ظاہر کرنے پر لوگوں
کا برا بھلا کہنا بہت ہی خراب ہے۔
کلمہ بعد میں دال پر پیش ہے اور مبشرہ اسم فاعل کا صیغہ
ہے تبشیر سے ہے اور موصوف اُس کا محذوف ہے جو کہ
رویا ہے کلام عرب میں موصوف واجب الحذف ہے
اریتہا صیغہ ماضی مجہول ہے ارائت سے ہے اُس کا فاعل
اللہ ہے اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ فی العشرۃ الاخیر ہے
رائت سے متعلق ہے۔ اسی طرح ایک دو وجہ مذکور سے
محروسہ دمشق متعلق ہے۔ اے خطہ دمشق آفات سے
محفوظ ہو دیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال ہے اور بابہ میں
برائے تعدیہ ہے اور وینتفعون ناس سے حال ہے
یعنی ہر وہ چیز جو کہ دنیا میں واقع ہے۔ ابن عربی قدس
سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا اُس خواب میں خطرات شیطانی کا ذرا
بھی دخل نہیں تھا وہ خواب بشارت دینے والا خوشی
پہنچانے والا تھا وہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر
کسی رنج ومشقت وکسب واکتساب کے عشرہ اخیر

Marfat.com

از قبل حق تعالیٰ از غیر تجشم کسب و اکتساب
و از غیر شائبہ اختلاط بشوائب نفسانی و
و اغراض شیطانی در عشرۂ اخیر از عشرات
محرم الحرام سنہ ششصد و بیست
و ہفت در خطہ دمشق محروس باد محفوظ
بحالیکہ بدست مبارک او علیہ السلام
کتابی بود پس فرمود بمن کہ ایں کتاب
فصوص الحکم است بگیر معنی ایں کتاب
را در باطن و سر تا ترا کمال و جمال رو
نماید و بیرون آر آنرا بسوی مردم و عالم
شہادت بعبارات واثق و اشارات
موافق بحالیکہ منتفع شوند مردم بدے
و مقنعۂ حجاب از عین باطن ایشاں بر
برخیزد فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب
التی فی الصدور و حرارت دوری و سوز
مہجوری از ایشان تسکین یابد بزلال
وصال شیریں کام و صاحب آرام شوند
و ترا مرتبہ کمال و تکمیل پدید آید و
بوراثت انبیا علیہم السلام مشرف شوی

محرم ۶۲۷ھ ہجری خطہ دمشق میں ایسے حال میں کہ حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کتاب تھی
دکھایا گیا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کتاب
فصوص الحکم ہے اس کے معنی کو اپنے سر و باطن میں لے
تاکہ تجھ کو کمال و جمال حاصل ہو اور اس معنی کو عمدہ لباس
اور اچھے اشارات سے آراستہ کر کے لوگوں میں بیان
و ظاہر کرنا کہ وہ لوگ اس اسرار حقانی سے فائدہ پاویں
اور ان کے باطن کے آنکھ سے حجاب کا پردہ اٹھ جاوے
اس لئے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ ان کی باطنی
آنکھ جو ان کے دلوں میں ہے اندھی اور ان کو حرارت
دوری اور سوز مہجوری سے تسکین اور شربت وصل
سے ان کا حلق شیریں ہو جاوے اور سکون و آرام
پانیوالے ہوں اور تجھے تکمیل و کمال کا مرتبہ حاصل
ہو اور تو انبیاء علیہم السلام کے وراثت سے
مشرف ہو۔

وجہ تسمیہ اس کتاب کی آگے ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول جو بیدہ
الخ ہے۔
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علوم و معارف

Marfat.com

وجہ تسمیہ ایں کتاب بمبشر ظاہر خواہد
شد انشاء اللہ العزیز و قول او بیدہ
صلی اللہ علیہ وسلم اشارت است کہ
حکم و معارف ایں کتاب در تحت و
تصرف آن معدن الحکم والمعارف
باشد صلی اللہ علیہ وسلم باخذ و انعام
چنانکہ میگوئی کہ ایں ملک در دست
فلاں بادشاہ است یعنی در تحت و
تصرف اوست و بکسی از آن چیزی
نرسیدہ مگر از قبل و اذن او بدانکہ
حالا مر مومن صالح را نیست مگر
مبشرات چنانکہ گفتہ است رسالت
پناہی صلعم لم یبق من بعدی من النبوۃ
الا المبشرات فقالوا ما المبشرات یا
رسول اللہ قال الرؤیا الصادقۃ التی
یراہا المومن

ق فقلت السمع والطاعۃ للہ ولرسولہ
واولی الامر منا کما امرنا

ل السمع والطاعۃ مبتدا است

جیسی بیش بہا نعمت دینے کے لئے حکم و معارف
اس کتاب کے معدن الحکم والمعارف رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت و تصرف میں
ہیں جیسا کہ کہتے ہیں کہ یہ ملک فلاں بادشاہ کے
ہاتھ میں ہے یعنی اُس کے قدرت و تصرف میں ہے
اور اُسی بادشاہ کے حکم سے اور اُسی کی طرف
سے کوئی چیز کسی کو ملتی ہے۔

اس امر کو ذہن نشین کر لو کہ مومن کے لئے
اجزار نبوت میں سے کوئی چیز سوائے مبشرات
کے باقی نہیں ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یعنی باقی نہیں ہے
میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز لیکن خواب
صادق جب کہ دریافت کیا۔ کیا ہے خواب صادق
یا رسول اللہ۔ فرمایا سچے خواب ہیں جو مومن
دیکھتا ہے۔ السمع والطاعۃ مبتدا ہے اور
اس کی خبر ہے اور منا اولی الامر سے متعلق
ہے۔

کما امرنا شیخ قدس سرہ کے کہنے کی وجہ ہے۔
پس کہا میں نے کہ جان و دل سے سننا اور

Marfat.com

ولد خبر آن ومنا متعلق است با ولی
الامر وکما امرنا گویا وجہ است برائے
گفتن شیخ قدس سرہ مر قول مذکور را
یعنی پس گفتیم کہ بجان ودل شنودن
د برغبت وطاعت نمودن مر امر خدا
راست و مر امر رسول خدا را و مر
صاحبان امر و حکم را از ماکہ سلاطین
باطن باشند یا سلاطین مملکت
کہ آمر بمعروف وناہی عن المنکر باشند
از اہل دین ما یعنی ہرچہ خدا و رسول
خدا و صاحب امر برای ما فرماید آنرا
باید شنود و واجب الامتثال والاطاعت
باید دانست چنانکہ مامور یم باین حکم
گفتہ است باری تعالیٰ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
ق فتحققت الامنیۃ واخلصت النیۃ
وجردۃ القصد والہمۃ لابراز ہٰذا الکتاب
کما حدہ لی رسول اللہ صلعم من غیر

اُس کے اطاعت کیلئے رغبت کرنا خدا اور
رسول اور صاحب امر کے حکم سے ہے اور
صاحب امر ہم میں سے سلاطین ظاہر اور باطن ہیں
جو کہ اچھے کاموں کے کرنے کا اور برے کاموں
سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔
یا یوں کہیئے کہ کہا میں نے کہ جو کچھ خدا اور رسول
خدا اور صاحب امر ہمارے لئے حکم کریں اُس کا
سننا اور بجا لانا اور فرماں برداری کرنا ہمارے
اوپر لازم و واجب و فرض ہے جیسا کہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے اطیعوا اللہ[1] واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم حقیقت تحقق سے متکلم واحد
کے لئے صیغہ ماضی معلوم ہے اور قلت پر عطف
ہے اور امنیۃ حققت کا مفعول ہے اور اُمنیہ
ہمزہ تمنی سے ہے بمعنی متمنی و مطلوب اسے
ارادت ان اجعل الامنیۃ حقا ثابتا فی الخارج
اور اخلصت اخلاص سے ہے اور حققت
پر عطف ہے مثل اُس کے اور [illegible] کے
دبنا ونیۃ اخلصت کا مفعول ہے اسے

[1] اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور بادشاہ وقت کی۔

Marfat.com

زیادة ولا نقصان
ل حققت از تحقیق صیغۂ ماضی معلوم است
مر متکلم واحد او عطف است بر قلت
والنیة مفعول حققت است از تمنی
بضم ہمزہ بمعنی متمنی و مطلوب ای
اردت ان اجعل الامنیة حقاً ثابتاً
فی الخارج واخلصت از اخلاص است
ومعطوف بر حققت مثل وے از روی
صیغہ وبنا ونیة مفعول اخلصت
باشد ای اخلصت النیة حققت الا
منیة من الاغراض النفسانیة وجردت
از تجرید عطف است بریکی از دو فعل
مذکور ومثل آن از روی صیغہ وبنا
وقصد مفعول جردت وہمت عطف
باشد بر قصد لعطف تفسیری ولابراز
ہذا الکتاب متعلق است ای جردت
القصد الی اظہار ہذا الکتاب من
القارات الشیطانیہ وکماحدہ متعلق
است بابراز ہذا الکتاب ای ابراز

اخلصت النیة حققت الامنیة من اعراض
النفسانیة اور جردت تجرید سے ہے اور دو
میں سے ایک فعل پر عطف ہے از روے صیغہ
کے مثل اُس کے اور بنا اور قصد جردت کا
مفعول ہے اور ہمت ۔
عطف تفسیری سے قصد پر عطف ہے ولابراز
ہذا الکتاب متعلق ہے اے جردت القصد
الی اظہار ہذا الکتاب من القارات شیطانیہ اور
کما حدہ بابراز ہذا الکتاب سے متعلق ہے اے
ابرازا مفردنا موافقا کما حدہ لی وعینہ رسول اللہ
یعنی اُس میں اپنا دخل نہ ہو وقول شیخ قدس سرہ
کا جو کہ من غیر زیادة ہے اے فی المعنی ولا نقصان
اے فی المراد بیان ہے شیخ کے اس قول کا
جو کہ کما حدہ ہے اور شیخ کے اُس قول سے
جو کچھ مفہوم ہوتا ہے اور لازم ہوا ہے اُس کی
تصریح ہے ۔
یعنی بس چاہا میں نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے خواہش وتمنا کو جو کچھ وہ چاہتے ہیں عالم
شہود ونمود میں ثابت وظاہر کروں جیسا کہ حضرت

Marfat.com

امقرونا موافقا لما حده لی وعینه رسول اللہ
یعنی من غیر تصرف منی وقول شیخ من غیر
زیادة ای فی المعنی ولا النقصان ای فی المراد
بیان است مر قول شیخ را کہ لما حده باشد
وتصریح است بامری کہ لازم آمده بود
ومفہوم شده از آن قول یعنی پس خواستم
کہ بگردانم مطلوب وتمنای رسول خدا را
صلی اللہ علیہ وسلم حق وثابت در عالم شہود
ونمود چنانکہ گفت یوسف علیہ السلام
فقد جعلہا ربی حقا ای اخرجہا واظہرہا
فی الحس وخالص گردانم نیت اخراج
کتاب رابسوی عالم شہادت از اغراض
ومطالب نفسانی یعنی از شائبہ اینکہ مردم
تحسین کنند آن کتاب را ومرا بزرگ
خوانند منزه باشد وپاک وخالص وصاف
گردانم قصد وہمت را باظہار این کتاب
درعالم شہود ونمود از خطرات شیطانی
یعنی از آمیزش طمع وتوقع از سلاطین
وامرا مبرا باشد وصاف چہ عارف را

یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق کردیا میرے
پروردگار نے سچ یعنی حس میں ظاہر کردیا اور اس کا
یہی میں اللہ تعالے سے خواستگار رہا کہ کتاب
فصوص الحکم کے علوم ومعارف کو عالم شہادت
میں لانے اور ظاہر کرنے کے لئے اغراض نفسانی
سے اپنے قصد اور نیت کو خالص کروں یعنی میری
نیت اس شائبہ سے پاک ومنزہ ہو کہ لوگ
کتاب فصوص الحکم کی تعریف وتوصیف کریں
اور مجھ کو بزرگ سمجھیں۔
اس کتاب فصوص الحکم کے معارف واسرار کو
عالم شہود ونمود میں لانے اور ظاہر کرنے میں میری
نیت اور میرا قصد اور میری ہمت پاک وصاف
ہو یعنی آمیزش طمع اور توقع بادشاہان اور امرا
سے میری نیت مبرا، پاک وصاف ہو۔
یہ اس لئے کہ عارف باللہ کو اللہ تعالے کے نور
سے تائید ہوئی ہے کہ وہ اغراض نفسانی وشیطانی
کو خطرات رحمانی وار [illegible]
کرسکتا ہے اور [illegible]
فصوص الحکم کے معارف واسرار [illegible]

Marfat.com

از جناب حق تعالی امدادی باشد و از نور و تائیدی کہ اغراض نفسانی و خطرات سلطانی را از خواطر رحمانی و واردات سبحانی تو اند شناخت و قصد من بر آنست کہ ظاہر کنم کتاب مذکور را بنوعی کہ تلقین و تشخیص فرمودہ است مرا رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم در اظہار آن یعنی چیزی در بیان معانی احکام صوفیہ و مطالب فقرا کہ رسالت پناہی صلعم باظہار آن امر نمودہ است و حکم فرمودہ زیادہ نکنم و در شرح مراد نقصان نیارم

ق وسألت اللہ ان یجعلنی فیہ فی جمیع احوالی من عبادہ الذی لیس للشیطان علیہم سلطان

ل قول قدس سرہ یجعلنی فیہ تقدیر من است ای من ان یجعلنی اللہ فیہ ای فی ابراز الکتاب و فی جمیع احوالی من عبادہ مفعول ثانی است مر یجعلنی را و من تبعیضیہ است و قول او الذین

میں قصد میرا اور ہمت میری پاک و صاف ہو اور جس طرح سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب فصوص الحکم کے علوم و معارف کو ظاہر کرنے کے لئے مجھ کو تعلیم و تلقین فرمائی ہے اُسی طرح میں اُن علوم کو ظاہر کروں۔

یعنی جن جن باتوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی بیان معانی اور احکام صوفیہ اور مطالب فقرا کے اظہار کے لئے حکم دیا ہے ظاہر کروں اور جو کچھ اُن کی مراد ہے اس کے شرح میں کوتاہی و کمی نہ کروں اور جیسا کہ مجھ کو شرح کرنے کے لئے حکم دیا ہے اُس میں کمی و زیادتی نہ کروں۔

قول شیخ قدس سرہ یجعلنی فیہ تقدیر من سے ای من ان یجعلنی اللہ فیہ اے فی ابراز الکتاب اور فی جمیع احوالی من عبادہ یجعلنی کے لئے مفعول ثانی ہے اور من تبعیضیہ ہے اور اُس کا قول الذین باصلہ عبادہ کے لئے صفت ہے

جانو اور سمجھو کہ عارف کامل ذرا بھی اپنے نفس پر بھروسہ نہیں رکھتا اور اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک نہیں سمجھتا بلکہ نفس امارا تو برائی سکھاتی ہے اُس کی

Marfat.com

باصلہ صفت است مرعبادہ را بدانکہ
عارف کامل ہرگز برنفس خود اعتماد نکند
ما ابری نفسی ان النفس لامارت بالسور
مطمح نظر او ہمیشہ فضل حق باشد و رحمت
ولولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ ما زکی منکم
من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشار
چنانکہ گفت قائلی وما ابری نفسی الا ما
رحم ربی وگفت دیگری لاعاصم الیوم الا
من رحمہ پس چوں شیخ قدس سرہٗ گفت
محققت الامنیۃ من غیر زیادۃ ولا نقصان
لازم است کہ طلب امداد طہارت ونزاہت
خود از جناب مقدس حق تعالیٰ وتقدس
کند پس گفت وسألت اللہ دا قتصار
سوال درباب اظہار کتاب مذکور نکرد
کہ ایں نیز از شان عارف دور باشد
پس گفت وفی جمیع احوالی یعنی پس سوال

نظر ہمیشہ فضل حق اور اللہ تعالیٰ کے رحمت پر رہتی ہے
ولولا[1] فضل اللہ الیکم و رحمتہ ما زکی منکم من احدًا ابدو لکن
اللہ یزکی من یشار جیسا کہ فرمایا ہے وما ابری نفسی
الا ما رحم ربی[2]۔ دوسرے نے فرمایا ہے لاعاصم[3] الیوم
الا من امر اللہ۔
پس اس کو سمجھو جب کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا محققت
الامنیۃ من غیر زیادہ ولا نقصان تو اُن کے لئے لازمی
اور ضروری ہوا کہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے طہارت ونزاہت
وامداد طلب کریں اسی لئے شیخ قدس سرہ نے وسألت
اللہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے کتاب فصوص الحکم کے
اظہار کے لئے اپنی محتاجی ظاہر نہیں کی کہ یہ عارف کے
شان کے خلاف ہے اس لئے فرمایا فی جمیع احوالی۔
یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے جو کہ جامع جمیع اسماء وصفات
وموجودات ہے سوال کیا اور کہا گیا کہ اے اللہ مجھ کو
کتاب فصوص الحکم کے اسرار علوم ومعارف کے اظہار
وظاہر کرے اور تمام احوال میں مثل قیام ورکوع وسجود

---

[1] اگر اللہ کا فضل اور رحمت اُن پر نہ ہوتی تو کوئی پاک ہمیشہ ہمیشہ نہ ہوتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔

[2] میں اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک نہیں کہتا میں اس نیت سے بچ گیا کہ میرے رب نے مجھ پر رحم کیا۔

[3] آج کے دن کوئی بچانیوالا نہیں ہے مگر وہی محفوظ رہے گا جس پر اللہ کا حکم اور رحم ہوگا۔

Marfat.com

کردم وخواستم از اللہ تعالیٰ کہ جامع جمیع
اسمار وصفات وموجودات است اینکہ
بگرداند مرا در اظہار کتاب ودر جمیع احوال
از قیام وقعود ورکوع وسجود وغیر آن
از عباد خویش یعنی مرا از عباد اللہ گرداند
نہ از عباد المنعم والرزاق وغیر آن از اسمائیہ
جزئیہ ارباب متفرقون خیرام اللہ
الواحد القہار کہ نظر بر لذت دنیوی و
اخروی دارند از اولاد واموال بہشت
وحور وقصور وعباد اللہ ہم العارفون
الذین لایرون غیر اللہ موجوداً لانجوزون
الامر الٰہی وتعلمون الاسم الہادی من
الاسم المضل ویعرفون مداخل الشیطان
ازینجا گفت الذین لیس للشیطان علیہم
سلطان یعنی آن بندگانیکہ نباشد مر
شیطان ونفس را بر ایشان تسلط و
تغلب وکان کید الشیطان ضعیفا ضعف
الطالب والمطلوب چنانکہ گفت حق
تعالیٰ مر شیطان را ان عبادی لیس لک

وغیرہ میں اپنا بندہ بنائے یا بنادے اور مجھ کو اپنے
گروہ میں شامل کرے تاکہ میں منعم اور رزاق وغیرہ
کا بندہ نہ رہوں اسوجہ سے کہ آپ کے بندوں کے
علاوہ جو اسماء جزئیہ کے بندے ہیں اُن کی نظر
ہمیشہ لذات دنیوی واخروی مثل جنت وحور وقصور
واولاد واموال پر رہتی ہے۔ اور آپ کے بندے
آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے اسلئے
کہ غیر کا وجود محال ہے اور جو کچھ اللہ کا حکم ہے
اُس سے آگے نہیں بڑھتے اسم ہادی اور اسم مضل
کو جانتے ہیں اور شیطان کے مداخلت کو بھی پہچانتے
ہیں ایسے ہی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
یعنی میرے اُن بندوں پر جن کو کہ میں نے اپنا بندہ
کہا ہے شیطان اور نفس کا غلبہ وتصرف ہوتا ہے۔
شیطان کا مکر وفریب اُن بندگان کے سامنے کچھ
بھی حقیقت نہیں رکھتا شیطان کا مکر ضعیف ہے
اُن بندگان کے سامنے شیطان ضعیف ہے جیسا
کہ شیطان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
نہیں ہے واسطے تیرے اُن پر غلبہ اور یہی اللہ
تعالیٰ فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور

Marfat.com

علیہم سلطان وحال آنکہ گفتہ است ولقد
خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ
وگفتہ است در باب جماعۂ دیگر اولٰئک
حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان
ہم الاخسرون پس معلوم شد کہ از عبادی
جماعہ دیگر مراد اند کہ آنہا حزب اند کہ آنہا
حزب اللہ اند کہ حرکات وسکنات
ایشان از خدا بخدا برای خدا بسوی خدا
باشد و مر شیطان واسم مضل را بر ایشان
تسلط وغلبہ نیست فان حزب اللہ
ہم الغالبون وچون سوال وطلب
کرد از حق تعالیٰ حفظ خود را در جمیع
احوال واظہار کتاب فصوص الحکم
خواست کہ طلب کند از حق تعالیٰ اینکہ
مخصوص گرداند او را بخواطر رحمانی وارادات
سبحانی چنانکہ می شنوی
قٓ وان یخصنی فی جمیع ما یرقمہ بنانی
وینطق بہ لسانی وینطوی علیہ جنانی
بالالقاء السبوحی والنفث الروحی

اُن کو بھی ہم جانتے ہیں جو بُرائی اُس کے نفس
میں پیدا ہوتی ہے اور دوسری جماعت کیلئے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ شیطان
کے گروہ کے ہیں بیشک شیطان کا گروہ خسارہ
پانیوالوں میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عبادی سے
مراد ایک دوسری جماعت ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
اللہ تعالیٰ کے حفاظت میں ہیں اللہ تعالیٰ اُن
کے حرکات سکنات کا محافظ ہے اُن لوگوں کے
حرکات وسکنات خدا سے خدا پر خدا کے لئے
خدا کی طرف ہوتے ہیں شیطان اور اسم مضل
کا اُن کے اوپر غلبہ نہیں ہے۔ سب پر غالب
ہیں اور جب میں نے اللہ تعالیٰ سے کتاب
فصوص الحکم کے اسرار ومعارف ظاہر کرنے
کے لئے خواستگار ہوا کہ میرے تمام احوال
وافعال میں اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہو جاوے۔
تو اُس کے بعد میں اس امر کا بھی طلبگار ہوا کہ
اللہ تعالیٰ میرے لئے خواطر رحمانی ووارادات
سبحانی کو مخصوص کر دے جیسا کہ سنو گے۔
شیخ قدس سرہ العزیز کا قول جو کہ ان یخصنی ہے

Marfat.com

فی الروع النفسی بالتائید الاعتصامی

ل قول شیخ قدس سرہ ایخفنی عطف است براں یجعلنی و بنانی بضم اول مضاف باشد بسوی یای متکلم واحد و آں جمع بنانہ است بمعنی سرانگشت وجنان بفتح اول نیز مضاف است چنانکہ بنانی و جنان دل را گویند وینطوی از نطوی است بمعنی اشتمال و بالالقاء سبوحی متعلق است بان یخفنی ای یخفنی بالقاء الخاطر الرحمانی بلا واسطہ المنزہ وعما یقتضیہ اسم المضل من الخواطر الباطلۃ الغیر المطابقۃ نفس الامر و القا ہا دالنفث عطف است برالالقاء السبوحی یعنی دمیدن نفس بزمی ای ایخفنی بالنفث المنسوب الی روح القدس یعنی بالقاء الخواطر الرحمانی الذی تفیضہ الحق تعالیٰ بواسطہ روح القدس فی روح الکامل چنانکہ گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ان یجعلنی پر عطف ہے اور بنانی بضم اول بائے متکلم واحد کی طرف مضاف ہے اور بنانہ کی جمع ہے جسکے معنی سرانگشت کے ہیں اور جنانی بھی بفتح اول مضاف ہے جس طرح سے کہ بنانی ہے اور جناں دل کو کہتے ہیں اور ینطوی النطوی سے ہے جس کے معنی اشتمال کے ہیں اور بالقار و اسبوحی ان یخفنی سے متعلق ہے اور القاہا والنفث القار سبوحی پر عطف ہے جس کے معنی ہیں آہستہ آہستہ پھونکنا اور یہ نفث روح القدس کی طرف منسوب ہے اور خاص کی گئی ہے یعنی القار خواطر رحمانی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ روح القدس کے روح کامل میں پہنچنا ہے۔

جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جبرئیل نے میرے دل میں پھونک دیا ہے کہ کوئی شخص اُس وقت تک نہیں مرتا جب تک روزی پوری نہیں کرلیتا۔ اسی وجہ سے اس مقام پر فی روع النفسی فرمایا اور روع بضم رائے مہملہ جس کے معنی عقل کے ہیں اور دل نفث کے ساتھ متعلق

Marfat.com

وسلم ان جبریل نفث فی روعی ان
نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقہا
ازینجا گفت فی الردع النفسی و ردع
بضم را مہملہ بمعنی عقل است و دل
متعلق است با النفث و النفسی
اشارت است باینکہ معانی حاصل
می شوند مر نفس منطبعہ را بنفث
روحی و القار ملکی بواسطہ نفس
ناطقہ چہ ہیچ چیزے فائض نمی شود
از جناب اعلیٰ بر اسفل از غیر طریق
خاص مگر بواسطہ نفس شریف و
لطیف پس فائض نفس ناطقہ نیز
نمی شود مگر بواسطہ روح انسانی یا
غیر او از مجردات و قول او بالتائید
الاعتصامی متعلق است بان یخصنی
ای سالت اللہ من ان یخصنی بالالقار
السبوحی و النفث الروحی حال متلبسا
متمسکا بالتائید الاعتصامی مؤیدا
باسمیہ العاصم و الحفیظ لا عاصم الیوم

ہے اور نفسی سے یہ اشارہ ہے کہ معانی نفس
منطبعہ کو بذریعہ نفس ناطقہ کے
و القار ملکی سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ جو چیز
کہ جناب اعلیٰ سے اسفل پر آتی ہے وہ بذریعہ
نفس شریف و لطیف کے آتی ہے اس کے علاوہ
دوسرے طریقے سے نہیں آتی ہے پس نفس ناطقہ
پر بھی بذریعہ روح انسانی یا علاوہ اس کے مجردات
سے معنی فائض ہوتے ہیں۔

اور شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ بالتائید
الاعتصامی ہے ان یخصنی سے متعلق ہے۔
اے سالت اللہ من یخصنی بالقار السبوحی
ونفث الروحی حال متلبسا متمسکا بالتائید
الاعتصامی مؤیدا باسمیہ العاصم والحفیظ
لا عاصم الیوم الذین رحمہ واعتصموا بحبل اللہ
ومن یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
یعنی اللہ تعالیٰ سے میں نے سوال کیا اور
خواہش کی کہ اے اللہ تو مجھ کو مخصوص
مخصوص کردے ان تمام چیزوں میں دیکھے
ہیں انگشتان میری اور پڑھی اور بات کرتی ہے

Marfat.com

الذین رحمہ واعتصموا بحبل اللہ ومن
یعتصم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
یعنی خواستم وسوال کردم کہ منفرد و
مخصوص گرداند حق تعالیٰ مرا در جمیع چیزی
کہ می نویسد انگشتان من ونطق میکند
ومیخواند زبان من ومشتمل و در گرفتہ است
آن دل من بالقار واضافہ کہ منسوب
باشد بسوی سبوح یعنی در من نباشد
مگر القار معانی وحکم کہ منسوب باشد
بجناب سبوح ومنزہ از شوائب
شیطانی کی دست نباشد برآں حکم والقار
معانی مگر حضرت رحمانی را ومر واسطہ
را در ایصال آن حکم راہ نباشد بلکہ دمدم
مرا ورا نہ اسم باشد و نہ رسم ومخصوص
گرداند حق تعالیٰ مرا بدمیدن نفس
رحمانی کہ بواسطہ روح منفوث باشد
در دل کہ نصیبی رسد بنفس منطبعہ ٥
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ؛
دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد ؛

زبان میری ہر وہ اسرار حکم وعلوم ومعارف کہ جس کو
جناب سبوح کے القار واضافہ سے میرے دل نے
لے لیا ہے اور احاطہ کر لیا ہے یعنی مجھ سے ظاہر نہ ہو
مگر القار معانی اور حکم جو شوائب شیطانی سے پاک
اور جناب سبوح کی طرف منسوب ہیں اور اُس
حکم ومعانی پر سوائے حضرت رحمٰن کے اور کسی کا
غلبہ نہ ہو اور واسطہ کا قدم بھی درمیان میں نہ ہو
بلکہ اس کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم ۔
اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی
سے دم کرنے سے جو کہ نفس منطبعہ سے بذریعہ منفوث
کے دل کو حصہ ملتا ہے فیض روح القدس ار باز
مدد فرماید ؛ دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد ۔
یعنی مجھ میں حضرت رحمٰن سے بلا واسطہ القار و
افاضہ ہو جو خطرات شیطانی سے محفوظ ہو اور
اُس حکم والقار کے پہنچانے میں سوائے حضرت
رحمٰن کے درمیان میں کسی کا قدم نہ ہو بلکہ اُس
کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم ۔
اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی
کے پھونکنے میں یعنی جو معارف اور علوم اور بھید

Marfat.com

یعنی درمن افاضہ نکند مگر القاء خواطر رحمانی
بلا واسطہ از شائبہ خطرات شیطانی کہ
دست نباشد بر آں حکم و القاء مگر حضرت
رحمانی را و مر واسطہ را در ایصال آن حکم
قدم نباشد بلکہ مرا ورا نہ اسم باشد و
نہ رسم و مخصوص گرداند حق تعالیٰ مرا
بدمیدن نفس رحمانی کہ منزہ باشد
درحالیکہ متلبس باشم بتائید اعتصامی و
وچنگ زدہ بدامن اسم او کہ عاصم باشد
وحفیظ از رفتن در بادیہ ضلالت وغوایت
واز انکشاف یافتن امور باطلہ کہ مطابق
نفس الامر نباشد

ق حتی اکون مترجما متحلما تحقق من
وقفت علیہ من اہل اللہ اصحاب القلوب
ان من مقام التقدیس المنزہ من
الاعراض النفسیۃ اللتی یدخلہا التلبیس

ل اکون متعلق است بقول شیخ قدس
سرہ کہ سالت اللہ ان یجعلنی باشد الی
آخرہ مترجما بکسر جیم صیغہ اسم فاعل است

کی باتیں لوگوں میں ظاہر و بیان کردوں اُس وقت
میں ایسے حال میں رہوں اور میری یہ حالت ہو کہ
تائید اعتصامی سے متلبس ہوں
اور اسم عاصم وحفیظ کا دامن پکڑے ہوئے ہوں
تاکہ گمراہی کے بیابان وجنگل سے دور رہوں اور
میں امور باطلہ کا جو دراصل مطابق نفس الامر نہیں
ہے اُن کا ظاہر کرنے والا اور کھولنے والا ہوں۔
اکون سالت اللہ ان یجعلنی الی آخرہ سے متعلق ہے
اور مترجما بکسر جیم ترجیم سے ہے اور اسم فاعل کا
صیغہ ہے یعنی معانی کو بیان کرنا عبارت میں لانا
اور متحلما تحلم سے ہے اور صیغہ اسم فاعل ہے جس
کے معنی اپنی زور وقوت نفس سے حلم کرنا ہے یہ
قول دلالت کرتا ہے کہ عبارت فصوص الحکم کی
عالم باطن سے نہیں ہے اور جس چیز کے افادہ کرنے
کے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا
ہے وہ معنی تھے جیسا کہ قبل اس کے اشارہ کیا
جا چکا ہے۔ ہ

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسی محرم اسرار کجاست

Marfat.com

از ترجم بمعنی بیان معانی است یعنی در عبادت آوردن معانی و متحکما نیز صیغہ اسم فاعل است از تحکم بمعنی حکم کردن بزور و بتصرف نفس و این قول دلالت میکند کہ عبارت کتاب فصوص الحکم از عالم باطن نباشد و آنچہ رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام باخذ آن امر فرمودہ معانی بودند چنانکہ قبل ازیں اشارت کردہ شد چہ در عالم باطن عبارت مفقود است ؏ انکس است اہل بشارت کہ اشارت داند ؞ نکتہا ہست بسی محرم اسرار کجاست ؞ و قول او لتحقق صیغہ مضارع معروف از تحقق مبنی است مر فاعل را و من وقف فاعل وے و وقف از وقوف است بمعنی اطلاع و در بعضی نسخہ یقف واقع است بجاے وقف و من اہل اللہ بیان من وقف است و اصحاب القلوب صفت اہل اللہ و انہ من مقام التقدیس

اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ لتحقق ہے تحقق سے ہے اور صیغہ مضارع معروف ہے فاعل کے لئے مبنی ہے اور من وقف اُس کا فاعل ہے اور وقف وقوف سے ہے جسکے معنی اطلاع کے ہیں اور بعضے نسخوں میں بجائے وقف کے یقف واقع ہے اور من اہل اللہ من وقف کا بیان ہے اصحاب القلوب صفت اہل اللہ کی ہے ورنہ مقام التقدیس لتحقق کا مفعول ہے و من مقام التقدیس انہ کی خبر ہے اور المنزہ الاغراض النفسیۃ انہ کیلئے خبر دوم ہے۔

یدخلہا التلبیس اغراض کے لئے صفت ہے۔

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور چاہا کہ مجھ کو شیطان اور اسم مضل سے دور رکھئے تاکہ میں اُن علوم و معارف کا جو کہ مجھ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ملا ہے اور مجھے اُن کے اظہار کا حکم دیا ہے اُس کو عمدہ عبارات اور اچھے اشارات میں ظاہر کروں اور اپنے نفس کے تصرف سے علوم و معارف کو نہ بیان کروں اور اُلٹ پھیر کر اُس کو عالم شہادت میں نہ لاؤں یعنی میں ترجمہ کرنیوالا ہوں اور بس۔

Marfat.com

مفعول لتحقق دمن مقام التقدیس
خبرانہ والمنزہ من الاغراض النفسیتہ
خبردوم مرانہ رایا صفت مر مقام التقدیس
راوالتی یدخلہا التلبیس صفت مر
اغراض رایعنی سوال کردم از حق تعالیٰ
کہ مرا از شیطان واسم مضل دور دار
ومخصوص گرداند بالقارت سبوحی
نفث روحی بتائید اعتصامی تا باشم
مترجم در بیان حکم ومطالب کہ دادہ است
حق تعالیٰ بوساطت دست مبارک
رسول خود صلی اللہ علیہ وسلم وامر
کردہ باظہار آن بزبان مبارک
وے نہ متحکم کہ حکم کردہ باشم تبصرف
نفس وتغیر در مطالب ومعارف
یعنی از من ترجمہ باشد وبس نہ حکم
بحکم ومعارف بلکہ حکم خاصہ حق است
تا تلبیس واقع نشود تا کسیکہ واقف
بود بر کتاب از اہل اللہ بداند بیقین
کہ کتاب مذکور از مقام تقدیس است

اور حکم ومعارف کے بیان کرنے میں اپنے
خواہش نفس سے حکم کرنے والا نہ ہوں جس
سے کہ تلبیس واقع ہو حکم چلانا اے میرے اللہ
آپ ہی کیلئے ہے۔ اور اہل اللہ میں سے جو بھی اس
کتاب فصوص الحکم سے آگاہ ہو وہ یقین سے
جانے اور سمجھے کہ یہ کتاب مقام تقدیس سے
ہے کیونکہ اہل اللہ صاحب کشف وشہود ہیں
اور یقین کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں اور وجود
کے جاننے والے ہیں تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ
کے ذات کی طرف دیکھنے والے ہیں ہمیشہ وہر
اپنے دل کی طرف رجوع ہیں اسی وجہ سے
اصحاب القلوب کہا ہے اور جو اہل اللہ کہ
صاحب دل نہیں ہے وہ اہل اللہ نہیں ہے۔
صاحب دل ہونا بھی دلالت ثانی ہے حضرت
مسیح علیہ السلام کے قول کا یہی مطلب ہے
ہرگز آسمان وزمین کی بادشاہت اس سے
زیادہ نہ بڑھے گی اور نہ دوبارہ پیدا ہوگی پس
اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب
مقام تقدیس سے ہے جو کہ باطن کا باطن ہے

Marfat.com

چہ اہل اللہ صاحب کشف است وشہود واصل بر تبۂ یقین و وجود ناظر بسوئے وجہہ اللہ در ہمہ چیز راجع علی الدوام بجناب دل ازینجا گفت اصحاب القلوب چہ تا آنکہ کسی صاحب دل نباشد اہل اللہ نیست و بودن کس صاحب دل ہمیں ولادت ثانی است ومراد از قول مسیح علیہ السلام لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین پس اہل اللہ میداند بہ یقین کہ ایں کتاب ز مقام تقدیس است کہ باطن الباطن باشد و دران مقام شیطان ونفس را راہ نیست یعنی بداند اہل اللہ کہ این کتاب کہ از مقام اقدس است کہ مرا ابراز را در آنجا راہ نیست ؎

اگر یک سر موی برتر پرم :: فروغ تجلی بسوزد پرم :: چہ جائے نفس وشیطان چنانکہ گفت قدس سرہ المنزہ من الاغراض النفسیتہ یعنی پاک است کتا ما مقام تقدیس

اور اُس مقام پر نفس وشیطان کا گذر نہیں ہے۔ یعنی اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب مقام اقدس سے ہے اور ابراز کو اُس میں راستہ نہیں ہے اگر یک سر موے برتر پرم :: فروغ تجلی بسوزد پرم ۔

یعنی مقام تقدیس واقدس وہ بلند مقام ہے کہ جہاں فرشتوں کا گذر نہیں ہے نفس وشیطان کا گذر کیسے ہوسکتا ہے اسی وجہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ کتاب فصوص الحکم اغراض نفسانی سے پاک ومنزہ ہے یعنی ہماری کتاب فصوص الحکم پاک ہے اور مقام تقدیس سے ہے مقام تقدیس وہ مقام ہے کہ جہاں اغراض نفسانی اور وسوسہ شیطانی کا ذرا بھی گذر نہیں ہے اور ابلیس کے آنے کے تمام راستے بند ہیں کیونکہ اغراض نفسانی وشوائب شیطانی جس مقام پر گذر کرتے ہیں حق کو باطل کا لباس پہنا دیتے ہیں اور حقیقت چھپا دیتے ہیں اور خلاف نفس الامر ظاہر کرتے ہیں ۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ سے امید دار ہوں کہ جو وقت

Marfat.com

از شائبہ اغراض نفسانی وشوائب شیطانی کہ موا قع درآمد تلبیس حق بباطل اند و موجب استتار حقیقت حال وظہور خلاف نفس الامر

ق وارجو ان یکون الحق لما اسمع دعائی قد اجاب ندائی

ل یعنی امید دارم کہ ہر گاہ بشنود حق تعالیٰ طلب و رغبت من در امور مذکور فانہ ہو السمیع العلیم بتحقیق اجابت کند وفریاد مرا یعنی مسئول را بمن مرحمت نماید والانعام فرماید وکلمۂ ارجو از شیخ قدس سرہ ادب است بجناب حق تعالیٰ کہ منظور نظر عارف در ہمہ حال ادب باشد وخدمت وعبادت مطمح نظر عارف است ازینجا است کہ میگویند ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ واگر نہ عارف ہماں چیز طلب کند کہ مشیت ایزدی بوقوع آن تعلق گرفتہ باشد وازینجا است کہ میگویند کہ دعای انبیاء علیہ السلام مقبول است

اللہ تعالیٰ میرے طلب و رغبت کو سُنے اس لئے کہ وہی سننے والا دیکھنے جاننے والا ہے اور جو کچھ میں نے طلب کیا ہے ازراہ بخشش و مہربانی انعام و مرحمت فرمائے۔

شیخ قدس سرہ نے جو ارجو فرمایا ہے اس کہنے میں جناب حق تعالیٰ کے دربار میں ادب ہے اور عارف کے منظور نظر تمام احوال میں ادب ہی مد نظر رہتا ہے ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ۔

عارف اللہ تعالیٰ سے وہی خیر طلب کرتا ہے جس کے واقع ہونے میں مشیت ایزدی متعلق ہوتی ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ اور ہر نبی سے اُس چیز کے طلب کرنے پر کہ اُس کے واقع ہونے میں مشیت ایزدی متعلق نہیں ہے تعریض اور تعرض واقع ہوا ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے قول کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ تمہارا اہل نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔

اور جس چیز کا تجھ کو علم نہیں ہے اُس کو مجھ سے

Marfat.com

وبر انبیا لطلب چیزے کہ مشیت حق تعالیٰ
بوقوع آن تعلق نگرفتہ باشد تعریض وتعرض
واقع می شود چنانکہ گفت حق تعالیٰ در
رد قول نوح علیہ السلام کہ ان ابنی من اہلی
باشد انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح ما
لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من
الجاہلین وہ مر عارف را این عتاب و
وجاہل خواندن سرزنش تمام است و
توبہ واستغفار ار چنین سوال وجواب
واجب ولازم باشد چنانکہ گفت نوح
علیہ السلام رب انی اعوذبک ان اسالک
مالیس لی بہ علم والا تغفرلی وترحمنی اکن
من الخاسرین واستقصا این مطلب
وشرح بعضی نکات آیات مذکور در
انفاس الخواص نمودہ شد

ق فما القی الا مایلقی الی ولا انزل فی
ہذا المسطور الا ماینزل بہ علی

ل القی از القا است صیغہ مضارع
مر متکلم واحد مبنی است مر فاعل را ویلقی

ست طلب کرو نہیں تو میں تمہارا نام جاہلوں کے فہرست
میں لکھ دوں گا۔

عارف کے شان میں اللہ تعالیٰ کا جاہل کہنا بہت بڑی
سرزنش اور بہت بڑا عتاب ہے اس قسم کے سوال
پر توبہ واستغفار واجب ولازم ہے جیسا کہ حضرت
نوح علیہ السلام نے بعد میں فرمایا ہے اے رب میرے
پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ میں تجھ سے سوال کروں یا
مانگوں اُس چیز کو کہ جس کا مجھے علم نہیں ہے اور اگر تو
مجھے نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں خسارہ اٹھانیوالوں
میں سے ہو جاؤں گا۔

اس آیت کے بعضے نکات وباریکیاں انفاس الخواص
میں ظاہر کی گئی ہیں۔

القی القا سے ہے صیغہ مضارع متکلم واحد ہے
اور فاعل کیلئے مبنی ہے اور یلقی بھی القاء سے ہے۔
صیغہ مضارع واحد مذکر غائب کا ہے اور مفعول
کیلئے مبنی ہے وانزل ینزل تنزیل سے ہے الاول
کا الاول وثانی کر ثانی اور با بہ میں زائد ہے
اور بامفعول میں مالم لیم ینزل کے لئے فاعل ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انزل نزول سے ہو اور

Marfat.com

نیز از القار صیغہ مضارع است مر واحد
مذکر غائب را مبنی است مر مفعول را
و نزول و ینزل از تنزیل الاول
کالاول والثانی کالثانی و باد رہ زائد
باشد و مدخول با مفعول مالم یسم فاعلہ است
مر ینزل را و تواند بود کہ ینزل از نزول
باشد مبنی مر فاعل را یعنی چون امید وارم
کہ دعائے و سوال مرا استجابت نماید
پس القار و افاضہ نمیکنم بر تو ای برادر مگر
چیزیکہ القار و افاضہ نمودہ شد بسوی من
یعنی ہرچہ از حضرۃ الاحدیۃ کہ مفصل شدہ است
در اعیان انبیاء مذکورہ دریں کتاب بر من
فایض و نازل شدہ باشد بوساطت مظہر اسم
جامع کہ رسول ما باشد علیہ السلام من افاضہ
میکنم بر تو ای طالب و القار میکنم آنرا در
کتاب و فرود نمی آرم از عرش قلب خود
قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ دریں سطور
مگر چیزیکہ فرود آوردہ شد بر من از حضرت
الاحدیۃ در صورت رسول ما علیہ السلام یا

فاعل کیلئے مبنی ہو۔ یعنی میں امید رکھتا ہوں کہ جب
اللہ تعالیٰ نے میرے سوال و دعا کو قبول فرمایا
تو اے برادران من و طالبان حق جو کچھ کہ بذریعہ اسم
جامع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الاحدیۃ
سے جو انبیاء علیہم السلام کے اعیان میں تھا اور
تفصیل کے ساتھ مجھ پر فائض و نازل ہوا ہے۔
بجنسہ وہی خبر تم پر میں القار و افاضہ کرتا ہوں اور
اور اس کتاب نصوص الحکم میں اپنے عرش قلب سے
وہی خبر لکھتا اور بیان کرتا ہوں جو چیز کہ بذریعہ مظہر
اسم جامع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الاحدیۃ
سے مجھ پر القار و نازل ہوا ہے۔
یا جو کچھ کہ خواب صادق میں مجھ پر وارد ہوا ہے
مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اُسی کو عبارت
کے لباس سے آراستہ و پیراستہ کرکے ظاہر و بیان
کرتا ہوں اور اُس میں کوئی تغیر و تبدل اپنے حکم
سے نہیں کرتا ہوں۔
ایسی صورت میں حضرت شیخ قدس سرہ پر معترض
کا اعتراض کرنا اُن کے محجوب ہونے اور صحیح صحیح نہ
سمجھنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ شیخ قدس سرہ کوئی

Marfat.com

بگویم کہ ہرچہ در مبشرہ بر من نازل شد ہمان را
در لباس عبارت جلوہ میدہم و تغیری واقع
نشود پس اعتراض بر شیخ قدس سرہ ارجب
و نارسیدگی معترض باشد چہ شیخ قدس سرہ
ہیچ مسئلہ در فصوص الحکم از خود نہ گفتہ است
و از خلاف شریعت نیاوردہ چنانکہ گذشت
از قول شیخ و بیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب
فقال لی ہذا الکتاب فصوص الحکم خذہ چہ
ایں قول اشارت است کہ ہرچہ در کتاب
مسطور است از نبی باشد و ہرچہ از نبی
باشد خلاف شریعت نیست یا گفتہ شود کہ
امید دار استجابت سوال خودم کہ تا القار
نکنم الی آخرہ

ق ولست بنی ولا رسول ولکنی وارث والا
خرثی حارث

ل ایں قول برای دفع توہم متوہم پیدا است
یعنی نیستم من نبی از انبیاء و نہ رسولے از
رسل و رسول خاص است از نبی بمعنی
پیغامبر باشد و خبردار و رسول و آنکہ

مسئلہ کتاب فصوص الحکم میں اپنے طرف سے خلاف
شریعت نہیں لائے اور نہ لکھا ہے جیسا کہ شیخ قدس
سرہ کے قول سے ظاہر ہے اور وہ قول (بیدہ صلی اللہ
علیہ وسلم کتاب فقال لی ہذا الکتاب فصوص الحکم خذہ)
یہ قول اس بات اور اس امر کی طرف اشارہ کرتا اور
راستہ دکھلاتا ہے کہ جو کچھ اس کتاب فصوص الحکم میں
رکھا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور جو کچھ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا وہ ہرگز خلاف شریعت
نہ ہوگا اور نہ ہے۔

شیخ قدس سرہ نے جو ولست بنی ولا رسول الا آخرہ
فرمایا ہے وہ بھدّے موٹے۔ کج فہم سمجھ والوں کی
نظر سے کہا ہے یعنی میں نہ نبی ہوں اور نہ رسول ہوں
لیکن میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں
اس لئے کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے اور یہ بھی قرآن میں ہے
آج کے دن پورا کر دیا ہم نے تمہارے لئے دین تمہارا
اور پورا کردیا اوپر تمہارے اپنی نعمت کو اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔
میں اس لئے پیدا ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کو

Marfat.com

صاحب کتاب باشد از پیغامبران و بعضی فرق نکنند ولیکن دارنم مر رسول را علیہ السلام چہ محمد رسول اللہ علیہ السلام خاتم النبیین آمد چنانکہ در قرآن مذکور است و نیز گفتہ است الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و گفت رسول علیہ السلام بعثت لاتمم مکارم الاخلاق و از دیاد بر کمال نقصان باشد الشی اذا جاوز حدہ جانس ضدہ ۵ ختم شد بر کمال لطف سخن :: ہر چہ بعد از کمال نقصان است پس امروز عارف وارث نبی باشد چنانکہ گفت علیہ السلام العلماء ورثۃ الانبیاء و علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل والانبیاء ما ورثوا دینارًا ولا درہمًا وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ حظہ وافر وغناء وارث بحسب غناء مورث باشد پس رسول ما علیہ السلام چوں غنی ترین مورثان و اعرف ایشان باشد پس رسول علیہ السلام غنی ترین وارثان باشد از ورثۂ انبیاء دیگر

پورا کر دوں اب اس کے بعد اور کچھ لکھنا اور بڑھانا اور زیادہ کرنا نقصان کا باعث ہے۔ ختم شد بر کمال لطف سخن + ہر چہ بعد از کمال نقصان است جو شے اپنے حد سے تجاوز کرتی ہے تو وہ ضد کی طرف جاتی ہے اس لئے عارف آج کے دن نبی کا وارث ہے جیسے کہ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں اور میرے امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں۔ اور انبیا کا ورثہ درہم و دینار نہیں ہے اُن کا ورثہ علم ہے وہ تم کو وراثت میں ملا ہے اُس کو پورا پورا حاصل کر و۔ اور یہ بھی یقین کرو کہ وارث کی غنا مورث کے غنا کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے جب کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غنی ترین مورثوں میں ہیں اور سب لوگوں میں اعرف ہیں ایسی صورت میں اُن کے ورثا بھی ... انبیا علیہم السلام کے ورثا سے غنی ترین وارث میں ہیں۔ شیخ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں اس بات کی

Marfat.com

علیہ السلام و قول او وارث تنبیہ است کہ
گنجینہ علوم و معارف بزور و قہر بدست
او دادہ اند چہ ارث تملیک قہری است
پس علوم مکتسبہ برای علماء روایت از راہ
ارث نباشد و از علماء در قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء
و غیر ان علماء درایت و عرفاء اہل کشف
کہ اولیاء اند مراد باشد چہ اخذ ایشان
مر آلی علوم و جواہر معارف را از صندوقی
باشد کہ اخذ موروثان کہ انبیاء باشند از
آں بود و چنگ در زدن اولیاء اللہ
در کشف بعضی مطالب باحادیث و
قرآن نظر بتانیس محجوبان است و
دفع وہم ایشاں کہ اثبات مطالب
از قرآن و احادیث میکنند و گرنہ عارف
مکاشف نیست چہ نزد آں ہر چہ ہست
از دولت شہود و امداد باطن و وجدانست
و تواند بود کہ مراد از علماء کہ در قول
رسول صلی اللہ علیہ وسلم است ہر دو فریق

تنبیہ ہے کہ علوم و معارف کا خزانہ بزور و جبر سے اُن کے
قبضہ میں دیا گیا ہے اس لئے کہ ارث تملیک قہری ہے
اس وجہ سے علوم مکتسبہ علماء روایت کیلئے از راہ ارث
نہیں ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں
علماء سے مراد علماء درایت و عرفاء اہل کشف جو کہ
اولیاء میں مراد ہیں کیونکہ علوم و معارف کے جواہرات
اور موتی کو اولیاء اللہ اُسی صندوق سے لیتے ہیں جس
صندوق سے انبیاء علیہم السلام لیتے ہیں۔ اولیاء اللہ
کا کشف کے ذریعہ چنگل مارنا قرآن و حدیث کے بعضے
مطالب بیان کرنا اور اثبات محجوب لوگوں کے انس و
محبت پیدا کرنے کے نظر سے کہا گیا ہے اور اُن لوگوں
کے وہم اور شبہہ کو دفع کرنے کے لئے ہے ورنہ
عارف صاحب کشف اور اولیاء کے پاس جو کچھ ہے
وہ اُس کے شہود و امداد باطن اور وجدانی کی دولت
ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علماء سے مراد جیسا کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دونوں فریق ہیں
علماء ظاہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم
ظاہر کے وارث ہیں اور علماء باطن رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم باطن کے وارث ہیں اور

Marfat.com

باشند کہ علماء ظاہر ورثہ علوم ظاہر رسول
اند و علماء باطن ورثہ علوم باطن رسول و آنکہ
جامع باشد میان علوم ظاہر و علوم باطن
او کاملترین و غنی ترین جمیع ورثہ اند و ہماں
کامل مر مقتدا بودن را شاید و مر راہ نمودن
را بمردم زیباست چنانکہ در نفحات الانس
مذکور است غایۃ الامر علماء ظاہر را ورثہ
ازاں می تواں گفت کہ علم از مقولہ کیف است
و مر قدم اختیار را بر جناب کیف گذر نیست
آری طریق وصول بہ علوم اختیاری است
و ایں منافی ارث نیست وگرنہ وراثت
علماء باطن نیز ثابت نشود چہ کشود و شہود
عرفاء نیز بریاضت و مجاہدہ است فان
المجاہدت تورث المشاہدت پس من نبی
و رسول نیم لیکن وارث ویم و مر آخرۃ
خود را حارث و کشت و کار میکنم چہ در آخرت
ہماں ظاہر گردد کہ در اینجا بکارند چنانکہ
گفت رسول علیہ السلام الدنیا مزرعۃ الآخرت
دیگر از محرکات فقیر بہ نوشتن انفاس الخواص

جو علماء کہ علوم ظاہر و باطن کے جامع ہیں کامل ترین
اور غنی ترین تمام ورثاء میں سے ہیں اور ایسا ہی کامل
مقتدا کیلئے لائق ہے اور لوگوں کو راستہ بتانے کے
قابل ہے جیسا کہ نفحات الانس میں ہے خلاصہ یہ کہ
علماء ظاہر کو وارث اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ علم مقولہ
کیف سے ہے اور کیف کے دربار میں اختیار کے
قدم کا گذر نہیں ہے لیکن پہنچنے کا طریقہ علوم اختیاری
پر ہے اور یہ وراثت کے منافی نہیں ہے نہیں تو
علماء باطن کی بھی وراثت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ
عرفاء کا شہود و کشف بھی مجاہدہ و ریاضت
سے ہے پس تحقیق مجاہدہ مشاہدہ میں اثر کرنیوالا
ہوتا ہے اس لئے میں نبی و رسول نہیں ہوں لیکن
نبی کا وارث ہوں اور اپنے آخرت کے لئے
کھیتی کرنے والا ہوں۔

جو کچھ اس جگہ ہم کریں گے وہی چیز آخرت میں ہم
پر ظاہر ہوگی یعنی جو چیز یہاں ہم بوئیں گے آخرت میں
اُسی کا پھل ہم پائیں گے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
اور انفاس الخواص لکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے

Marfat.com

اینست ازینجا است کہ در اکثر انفاس این
مطلب ذکر یافتہ است وآیۂ چند بر تو
بخوانم اگر مومن بایتہا فرقانی اذعان و
قبول بر تو لازم گردد وگرنہ جز رد وردد
درمیان نیاید واز میان مردود گردی
واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی
کل نفس ماکسبت وہم لایظلمون لہا ما
کسبت وعلیہا ما اکتسبت ووفیت کل
نفس ماکسبت وہم لایظلمون یوم تجد
کل نفس ماعملت من خیر محضرا وماعملت
من سوءٍ تود لو ان بینہا وبینہ امداً بعیداً
وامثال این آیات در قرآن بسیار اند
ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا ووجدوا
ماعملوا حاضراً ولا یظلم ربک احداً آمن
الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون
کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا
نفرق بین احد من رسلہ پس بہشت
در پہلوے راست تست ودوزخ
در پہلوے چپ فمن یعمل مثقال ذرۃ

کہ جو کچھ ہم کریں گے آخرت میں اُس کا پھل پاوینگے
اس مطلب کو ظاہر کیا گیا ہے اب اس کے بعد چند
آیتیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اگر آپ
لوگ آیتوں اور فرقان پر ایمان رکھتے ہیں تو اُس کا
قبول کرنا آپ لوگوں پر لازم وفرض ہے ورنہ
سوائے رد اور تردید کے درمیان میں کچھ نہیں
ہے۔ اور مردودوں کے زمرہ میں شامل ہوجائیگا
اندیشہ ہے ای لوگو اُس دن سے ڈرو جب
اُس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو ہر شخص اپنے
کمائی کا پورا پورا بدلہ پاوے گا اور اس کے ساتھ
ظلم نہ ہوگا۔ ہر شخص نے جو کچھ کمایا ہے اُس کا نفع
اُس کے لئے ہے اور جس نے برائی کمائی ہے اُس کا
ضرر یا نقصان اُس کیلئے ہے ہر شخص نے جو کچھ
کمائی کی ہے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی
پر ظلم نہ ہوگا اُس دن جس شخص نے نیک اعمال
کئے ہوں گے وہ اس کے سامنے ہوگا اور جس نے
بُرے اعمال کئے ہوں گے وہ بھی اُس کے سامنے
ہوگا بُرے افعال کرنیوالا کہے گا کہ کاش میرے
اعمال اور میرے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہوتا

Marfat.com

خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ آری
در بعضی آیات کلمہ جزا و اجر واقع شدہ است
و آن نظر بتغیر لباس وصورت اعمال
واقع است چنانکہ صبّاغ بگوید کہ ہر کہ بر
من پارہ طلا بیارد اجر او پارہ طلا باشد
وہم چنین نقرہ و مس و جز آن و اگر یافندہ
بگوید کہ اگر بر من ریسمان حریر بیاری جزا
آن جامہ حریر باشد و اگر ریسمان پنبہ
آری جزا آن جامہ پنبہ باشد و صبّاغ
و یافندہ را از خود بیرون مگیر و غیر خود مدار
بلکہ او عین تست و تو عین اوئی در وجود
آن ہرچہ رسول علیہ السلام آوردہ است
از احکام دنیا و آخرت ہمہ برحق اند و متحقق
وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون
و تواند بود کہ معنی قول شیخ قدس سرہ العزیز
والآخرۃ حارث این باشد کہ برای آخرت
خود یعنی برای چیزی کہ آخر کار و انجام کردار
رجوع بان است و آن فنا فی اللہ است
و بقا باللہ حارث ام و حریص چہ از عارف

اور میں اُس کو دیکھ نہ سکتا مثل ان آیتوں کے
قرآن میں بے شمار آیتیں ہیں اُن لوگوں کی اتباع
نہ کر جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا،
ہے جو کچھ تم نے عمل کیا ہو گا اُس کو دیکھو گے تمہارا
رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔
ایمان لائے رسول جو کچھ اترا اُن کو ان کے رب
کی طرف سے اور سب ایمان لائے اللہ پر اور اُس
کے فرشتوں پر اور اُس کے کتابوں پر اور اُس کے
رسولوں پر نہیں فرق کرتے ہم درمیان رسولوں کے
کسی میں۔ اسلئے تمہارے داہنے پہلو میں بہشت
اور بائیں پہلو میں دوزخ ہے۔
سو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جس نے
ذرہ بھر برائی کی اُس کو بھی دیکھ لیگا
ہاں بعضے آیات میں کلمات جزا و اجر کا بیان ہے وہ
تغیر لباس اور اعمال کے صورت کی نظر سے ہے
جیسا کہ سونار کہتا ہے کہ جو شخص میرے پاس سونے کا
ٹکڑا لاوے گا اُس کا اجر سونے کا ٹکڑا ہی ہو گا
اسی طرح چاندی اور تانبہ و کسات و پیتل اور
علاوہ اُس کے جو بھی ہو اس کا اجر وہی ہو گا۔

Marfat.com

طلب آخرت از جنت وحور وقصور نقصان
است وقصور وقول رسول علیہ السلام الدنیا
مزرعۃ الآخرۃ نیز اشارت باشد بایں حکم
ای الامور السابقۃ اسباب للامور الآخرۃ
و للاحقۃ ای ماکان آخر الامر من الفنا
فی اللہ والبقا بہ و در بعضی نسخہ والخوانی
واقع است بجای والآخرتی یعنی برای
برادران خود کہ طالبان حق باشند حارث
ام والمنبت ہو اللہ انبتہ اللہ نباتا حسنا
ق فمن اللہ فاسمعوا والی اللہ فارجعوا
ل یعنی چوں معارف واسرار ایں کتاب
از حق اند نہ از من و من مامور نشدہ ام
مگر باظہار معارف واخراج اسرارے
کہ دریں کتاب مذکور اند بسوی مردم از
غیر تصرف بزیادتی و نقصان پس از ضدار
تعالیٰ کی جامع جمیع اسماء و صفات باشد
و محیط بہمہ کائنات بشنوید اسرار و معارف
کتاب را ای برادران نہ از من و یکی از
دو فا زائدہ است یا گفتہ شود کہ تقدیر

اور بُننے والا کہتا ہے کہ جو شخص میرے پاس ریشمی سوت
لادیگا جزا اُس کا ریشمی کپڑا ہوگا اور اگر سوت لادیگا
جزا اس کا سوتی کپڑا ہوگا زیورات بنانیوالا اور کپڑا
بُننے والا اپنے سے علاوہ دوسرا نہیں ہے۔ یعنی اپنے
سے علاوہ اُس کو مت سمجھو بلکہ وہ تمہارا عین ہے اور
تم اُس کے عین ہو اور کبھی بھی اُس کو اپنے سے دور
نہ سمجھو باوجود اس کے کہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم دنیا و آخرت کے احکام لائے ہیں وہ سب برحق
ہیں اور ثابت ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیخ قدس سرہٗ
کے قول حارث کے یہ معنی ہوں کہ میں اپنے آخرت
کے ایسی چیز کیلئے کھیتی کرنیوالا اور حریث ہوں کہ جس کا
آخرکار و انجام اُسی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور
وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے اسلئے کہ عارف کا
آخرت کیلئے جنت وحور و قصور۔
و مثل اُسکے طلب کرنا نقصان و خسارہ ہے اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا جو الدنیا
مزرعۃ الآخرۃ ہے اسی طرف اشارہ ہے یعنی یہ امور
سابقہ اسباب امور آخرت کے ہیں اور انجام کار
فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے۔ اور بعضے نسخوں

Marfat.com

کلام اینست فاقول اذا کان الامر علی ما
مضی وعرف فاسمعوا ما فی الکتاب من
الاسرار والمعارف من اللہ لا منی دلبسوی
خدا رتعالیٰ رجوع کنید چون بشنوید چیزی
از کتاب کہ در فہم ناقص شما نیاید نہ لبسوی
من کہ القاوا فاضہ معانی کتاب از حق است
نہ از من وہو المیسر لکل عیسر وہو علم آدم
الاسماء کلہا لا انا فلعلیہ لیطلعکم علی ما نیہ
کما ہی بانوار وجہہ ودر قول مذکور تنبیہ است
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر
اسم اللہ است چہ آمر برای شیخ قدس سرہ
باخراج این اسرار ومعارف از جناب
او بود علیہ السلام

ق فاذا سمعتم ما اتیت بہ فعوا

ل عوا کہ در فعوا است از وعی یعنی است
بمعنی حفظ یعنی پس وقتیکہ بشنوید چیزی
کہ آوردہ ام درین کتاب پس یاد گیرید
آنرا کہ از حق است نہ از من چنانکہ گذشت

ق ثم بالفہم فصلوا مجمل القول واجمعوا

میں لاخوانی کے بجائے والآخرتی واقع ہے یعنی اپنے
بھائیوں کیلئے جو کہ طالبان حق ہیں کھیتی کرنیوالا ہوں
اُگانیوالا وہی اللہ ہے۔ اُگانے اللہ اگانا اچھا
یعنی جب کہ علوم ومعارف اس کتاب فصوص الحکم
کے حق سے ہیں مجھ سے نہیں ہیں اور میں صرف اسلئے
مقرر کیا گیا ہوں کہ کتاب کے اسرار ومعارف کو
جو لوگوں کی طرف ذکر کئے گئے ہیں بغیر کسی کمی و
زیادتی کے اظہار واخراج کروں ایسی صورت میں
اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ سے جو کہ جامع جمیع
اسماء وصفات اور تمام کائنات کا محیط ہے
اسرار ومعارف کو سنو اور سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ
ہی اسرار ومعارف کا اظہار کرنے والا اور
اخراج کرنیوالا ہے اور ربس اور ودف میں سے
ایک ف زائد ہے یا یہ کہا جائے کہ تقدیر کلام یہ ہے
فاقول اذا کان الامر ما مضی وعرف فاسمعو
فانی الکتاب من اسرار والمعارف من اللہ لا منی
یعنی اے برادران من دگر دیدہ اسرار ومعارف
جب کوئی اسرار ومعارف اس کتاب فصوص الحکم
کے سنو اور تمہارے فہم میں نہ آوے تو اسرار

Marfat.com

ل فصلوا صیغہ امر است از تفصیل یعنی
بعد از فہم معانی و دریافت مراد کتاب
تفصیل بکنید و شرح و بسط بدہید قول
مجمل کتاب را یعنی مراد کتاب فہمیدہ
و بمعانی آں چنانکہ باشد دارسیدہ
کلام مجمل مرا شرح و بسط بدہید نہ از
تخمین و ظن واگر نہ راہ گم شود و مطلوب
فوت گردد و جمع کنید میان قول مجمل و
و مفصل و توفیق بدہید میان ہر دو
قول کہ آں کلام حق است چنانکہ گذشت
و در کلام حق تعالیٰ تدافع نیست ولو
کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلاف
کثیرا و تواند بود کہ مراد آں باشد کہ جمع
بکنید و توفیق بدہید میان قول مجمل ایں
کتاب و میان آیات قرآن و احادیث
نبوی کہ فی الحقیقت درمیان ہر دو تدافع
نیست ق ثم منوا بہ علی طالبیہ لا تمنعوا
ہذہ الرحمۃ التی وسعتکم فوسعوا
ل منوا صیغہ امر است از من یمن منا

و معارف سمجھنے کیلئے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف
رجوع کرو اسلئے کہ معانی کا القار و افاضہ اللہ
تعالیٰ سے ہے میرے طرف سے نہیں ہے وہی آسان
کرنیوالا کل سختیوں کا ہے اور اُس نے آدم کو کل
اسما سکھلادئے پس شاید نہ ہو اطلاع پانے
والے اوپر معانی کے جیسا کہ اُس کے چہرہ کی
روشنی ہے ۔ قول مذکور میں تنبیہ یہ ہے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ کے مظہر ہیں کیونکہ
شیخ قدس پر حکم چلانا اور اسرار و معارف کے
رواج کا حکم دینا اور مقرر کرنا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب سے ہے اور بس
عوا در کہ فعوا میں ہے وعی سے ہے بمعنی حفظ
کرنا یعنی اس کتاب میں جو اسرار و معارف ظاہر
کئے گئے ہیں وہ تمہارے نظر سے گذریں اور تم
لوگ اُس کو سنو تو اس بات کو یاد کرو کہ وہ
اللہ تعالیٰ سے ہے مجھ سے نہیں ہے جیسا کہ
بیان کیا گیا ۔ فصلوا تفصیل سے ہے اور امر کا
صیغہ ہے ۔ یعنی کتاب فصوص الحکم کے مطالب
سمجھنے اور حاصل کرنے کے بعد معنی مجمل کو شرح

Marfat.com

ومنتا بمعنی نعمت دادن ولا تمنعوا صیغہ
نہی است از منع یمنع بمعنی باز داشتن
گویا لا تمنعوا بیان است وتاکید مر قول منوا بہ
را وہذہ الرحمۃ منصوب است ومفعول
مر لا تمنعو را ووسعوا صیغہ امر است از
توسیع یعنی پستر منت بنہید بچیزی کہ
شنیدید از کتاب وفہمیدید بر طالبان
کتاب وبیان بکنید اسرار ومعانی بر
ایشان کہ خود قوت اخراج آن ندارند
وباز ندارید از طالبان چنیں رحمتی کہ
شامل ومحیط است بجمیع شما چہ طلب اسلام
مختص بکی نیست واللہ یدعوا الی دار السلام
چہ اسلام وشارع بوی عام نباشد
افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین
وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ
کہ منت ناممود است ونامرضی د
نزدیک فقیر لا تمنعوا صیغہ مضارع
مجہول است مر ذکور حاضر را جواب است
مر منوا بہ را از ینجا نون اعرابی ساقط شد

وبسط دیگر تفصیل سے بیان کرو یعنی کتاب کے
معارف واسرار اور اُس کے مراد ومعنی کو
جیسا کہ چاہیے سمجھنے اور حاصل کرنے کے
بعد کلام مجمل کی شرح وبسط کرو قیاس اور
گمان سے اپنی طرف سے کچھ نہ کہو نہیں تو
راستہ بھول جاؤ گے اور مطلب کو نہ پاؤ گے
اور مطلوب فوت ہو جاویگا اور قول مجمل
ومفصل کے درمیان موافقت پیدا کرو
اور جمع کرو اسوجہ سے کہ یہ کلام حق ہے اور
کلام حق میں تدافع نہیں ہے۔ اور اگر ہوتا
نزدیک سے غیر اللہ کے پاتے اُس میں اختلاف
بہت اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو یعنی
درمیان قول مجمل اس کتاب کے اور قرآن
وحدیث نبوی کے جمع کرو اور مقابلہ کرو کیونکہ
فی الحقیقت ان دونوں کے درمیان تدافع
نہیں ہے۔ منوا امر کا صیغہ ہے منا ومنت سے
ہے جسکے معنی نعمت دینے کے ہیں ولا تمنعوا نہی
کا صیغہ ہے منع ویمنع سے ہے جس کے معنی
باز رکھنا ہے گویا لا تمنعوا قول منوا بہ کیلئے

Marfat.com

ای ان تمنتوا بہ علی طالبیہ لاتمنعوا رحمۃ اللہ
ونعمتہ التی وسعتکم فوسعوا ولاتبخلوا یعنی پس
وسیع کنید آن رحمت را کہ شامل حال تمام
مردم گردد چہ ہر کہ ضنت وبخل ورزد بہ
نعمت ورحمت حق تعالیٰ آن نعمت ورحمت
را کہ شامل حال اوست از وی سلب
گرداند ونزدا وآن رحمت ونعمت
نسیا منسیا گردد ان رحمۃ اللہ قریب
من المحسنین الذین لایبخلون مما رزقہم اللہ
پس تو از بیان معنی دریغ مدار ؎
زبان بکشا باسرار الٰہی :: بگو شرح معانی
را کماہی :: واین وہم ترا زحمت ندہد کہ
بمواعظ الٰہی ہمی کس منتفع ونید پذیرہ
نمی شوند کہ انتفاع واتعاظ موقوف
برامر تکوینی است واین امر بدست اوست
وبس چنانکہ گفت وماکان لنفس ان
تؤمن الا باذن اللہ ومر عین ترا این
استعداد نیست کار عین تو تبلیغ احکام
است بمردم انک لاتہتدی من احببت

بیان اور تاکید ہے ۔ اور ہذہ الرحمۃ تمنعوا کیلئے
مفعول اور منسوب ہے اور وسعوا توسیع سے
ہے امر کا صیغہ ہے ۔ یعنی جب کہ کتاب فصوص الحکم
کو تم نے پڑھا اور سمجھا تو اُس کے معارف
واسرار کو بیان کرنے اور سمجھانے کے لئے
جو اُس کے طالب اور اہل ہیں اُن پر کسی قسم کا
احسان مت رکھو اور معانی ومطالب کے
سمجھانے میں کوتاہی ودریغ نہ کرو کیونکہ وہ
لوگ کتاب کے معنی کو سمجھتے اور اخذ کرنیکی
قوت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے اُس رحمت
کو جو تمہارے اور اُن کے شامل حال ہے
طالبوں کو باز نہ رکھو یعنی اُس رحمت سے محروم
نہ کرو کیونکہ اسلام کا طلب کرنا کسی ایک کے لئے
مخصوص نہیں ہے واللہ یدعوا الی دارالسلام
اس وجہ سے اسلام اور اُس سے مشرف ہونا عام
نہیں ہے ۔ پس کیا تم اُن کو بُری نگاہ سے دیکھتے
ہو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں کوئی شخص
بغیر حکم اللہ کے ایمان نہیں لاتا ۔ بخل کرنا اچھا
نہیں ہے اور خدا اور رسول کے مرضی کیخلاف ہے

Marfat.com

ولکن اللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین وما علیکم الا البلاغ

ق ولا تضنوا الطالبیہ فیمنعوا

ل ولا تضنو صیغہ نہی است از ضن یضن ضنا بالکسر وضنانۃ بالفتح بمعنی بخیلی کردن از باب ضرب یضرب تمنعوا صیغہ مضارع مجہولست از منع مر مذکور حاضر را یعنی ضنت نکنید شمایان بدان رحمت در حق طالبان تا باز داشتہ نشوید از آن رحمت و ایں قول موید توجیہ اخیر در لا تمنعوا است و این قول در بعضی نسخہ یافتہ نمی شود بدانکہ منع اسرار الٰہی از اہل اللہ قبیح نزبا شد از اظہار آن بر نا اہل و وجہ ایں در انفاس الخواص ذکر یافتہ

ق ومن اللہ ارجوا ان اکون ممن اید فتاید واید وقید بالشرع المحمدی المطہر فتقید وقید وان یحشرنا فی زمرتہ کما جعلنا من امتہ

اس مقام پر صاحب شارح لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک لا تمنعوا صیغہ مضارع مجہول ہے ذکور حاضر کیلئے منوا بہ کا جواب ہے اس جگہ نون اعرابی ساقط ہو گیا اے تمنعوا بہ علی طالبیہ لا تمنعوا رحمۃ اللہ ونعمۃ اللتی وسعتکم فوسعوا ولا تبخلوا یعنی اُس عام رحمت کو وسیع کرو اور وہ رحمت تمہارے اور سب کے شامل حال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رحمت میں جو شخص ضنت اور بخل کرتا ہے حالانکہ وہ رحمت اُس کے بھی شامل حال ہے تو اللہ تعالیٰ اُس رحمت ونعمت کو اُس سے سلب کر لیتے ہیں اور اُس کے لئے وہ رحمت نسیا منسیا ہو جاتی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کی رحمت اچھے لوگوں کے قریب ہے وہ لوگ جو اللہ کے رزق میں بخل کرتے۔ پس تم اسرار ومعارف کے اظہار کرنے اور بیان کرنے میں جیساکہ صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک تم جان چکے ہو اور سمجھ چکے ہو کوتاہی ودریغ نہ کرو۔

زبان بکشا باسرار الٰہی ۔ بگو شرح معانی را کماہی

اس بات سے تم بے دل نہ ہو اور یہ وہم تجھے رحمت

Marfat.com

ل ایدصیغہ ماضی مجہول ست از باب
تفعیل ای ممن ایدہ اللہ تعالیٰ بتوفیقہ
وتائید الاعتصامی لامن ردہ اللہ تعالیٰ
من جنابہ مجدامرہ وایاہ وتاید صیغہ
ماضی معلوم است از باب تفعل و
اید نیز صیغہ ماضی معلوم است از
باب تفعیل ای تاید بتائیدہ الاعتصامی
وایدہ غیرہ بان جعلہ مستعد اللتائید
الالٰہی بالارشاد والتلقین وچون
سعادت عظمی در متابعت محمد رسول اللہ
است صلی اللہ علیہ وسلم وازاینجا است
کہ او گفت لوکان موسیٰ حیا لما وسعہ
الا اتباعی ویکی گفت اللھم اجعلنی من
امتہ محمد ودیگری گفت اللھم اجعلنی
من محبیہ وعلی ہذا القیاس گفت شیخ
قدس سرہ وقید بالشرع المحمدی المطہر
ای عن ادناس الطبیعۃ وخبث الھوی
تاصاحب مقامات گردد واز
اہل الدرجات وقید صیغہ ماضی مجہول ست

نہ دے کہ مواعظ آپکی سے ہر شخص منتفع نہیں ہوتا اور
نفع نہیں پاتا اور نصیحت اُس کے کارگر نہیں
ہوتی تو اب اسکو اس طرح سمجھو اور جانو کہ فائدہ
اُٹھانا اور نصیحت پانا امر تکوینی پر موقوف اور
یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور بس۔
جیسا کہ کہا گیا کہ کوئی شخص ایمان نہیں لاتا بغیر
حکم اللہ کے تمہارے عین کی یہ استعداد نہیں ہے
کہ تمہارے وعظ سے ہر شخص مستفید ہو ہاں تمہارے
عین کی یہ استعداد ہے کہ لوگوں میں تبلیغ احکام
کرو حضور کے شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ
ہدایت کے راہ پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ جس کو
چاہتا ہے راہ ہدایت دیتا ہے آپکا کام ہدایت
دینا نہیں ہے آپ تو صرف مبلغ ہیں ہدایت دینا
اللہ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ ہدایت پانیوالوں
کو خوب جانتا ہے۔ تمہارا کام تبلیغ احکام ہے
ولا تضنوا نہی کا صیغہ ہے ضنن یضنن سے ہے ضنا
بالکسر ہے وضنانۃ بالفتح ہے جس کے معنی بخیلی کرنے
کے ہیں۔ جو باب ضرب یضرب سے ہے وتمنعوا صیغہ
مضارع مجہول ہے ذکور حاضر کیلئے منع سے ہے۔

Marfat.com

ازباب تفعیل عطف است بر ایَّد
اول ای من اللہ ارجوا ان اکون
ممن قید اللہ بالشرع المذکور وتقید
صیغہ ماضی معلوم چون تاید وقید
صیغہ ماضی معلوم چون اید بعد تائید
ای تقید بالقبول والانقیاد والسمع
والطاعت وقید غیرہ باعلام جلال
قدرہ وکمال امرہ علیہ السلام وان
یحشرنا عطف است بر ان اکون
ای من اللہ ارجوا ان یحشرنا فی الدار
الآخرۃ فی زمرۃ ای فی اہل اللہ التابعین
لہ علیہ السلام الفایزین بالسعادت
العظمی والدرجۃ العلیا کما جعلنا فی
الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی
از خدای تعالیٰ امید وارم کہ باشم از
آن کسانے کہ موید ساختہ است حق
تعالیٰ آنہارا بتوفیق وعنایت خود
ومتایَّد شدند وقبول نمودند اوامر
ونواہی اورا وتائید بخشیدہ اند

یعنی طالبوں کے حق میں تم اُس رحمت کو وسیع کرنے
میں بخیلی وکوتاہی نہ کرو اگر ایسا کروگے تو تم سے وہ
رحمت واپس لے لی جائیگی اور تمہارے لیئے وہ
رحمت نسیا منسیا ہوجائیگی اور یہ قول بعضے نسخوں
میں نہیں پایا گیا۔ جانو اور سمجھو کہ اسرار ومعارف
الٰہی کا روکنا اور نہ بیان کرنا جوکہ اُس کا اہل ہے اور
جوکہ نااہل ہے اُس سے بیان کرنا بہت ہی برا ہے
اسکی وجہ انفاس الخواص میں لکھی گئی ہے۔
ایَّدَ باب تفعیل سے صیغہ ماضی مجہول ہے اے ممن
ہذہ اللہ تعالیٰ بتوفیقہ وتائید الاعتصامی لا ممن ایدہ
اللہ تعالیٰ من جنابہ مجید امرہ وایاہ۔ وتایَّدَ باب
تفعیل سے ہے اور صیغہ ماضی معلوم ہے وایَّدَ
بھی باب تفعیل سے ہے اور ماضی معلوم کا صیغہ ہے
اے تاید بتائید الاعتصامی۔ وایدغیرہ بان جعلہ
مستعد اللتائید الالٰہی بالارشاد وتلقین۔ جب کہ سعادت
عظمیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہیں ہے
اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے
تو اُن کو میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور بھی
کسی نے کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو امت محمدؐ میں کردے

Marfat.com

دیگران را و مستعد ساختہ اند برای
طلب حق و محبت او تبلقین وارشاد
راہ حق تعالیٰ وامید دارم کہ باشم از
آن کسانی کہ مقید ساختہ است
حق تعالیٰ آنہا را بشرع محمدی کہ
طہارت یافتہ است و پاک شدہ
از چرک طبیعت و نجاست ہوا
فانہ ما ینطق عن الھویٰ ان ہوا الا
وحی یوحی یعنی باشم ازان جماعت کہ
پای ایشان را حق تعالیٰ بسلاسل
امواج شریعت مطہر محمدی
مقید ساختہ باشد کہ ہرگز قدم از
دائرہ شریعت بیرون نمی تواند نہاد
ودریں قول بیان است کہ شیخ
قدس سرہ خلاف شریعت نمی کند
ونمی گوید خاص دریں کتاب اگرچہ
محجوب واقف نباشد ومحروم باز
محجوب را ازہیچ چراغی نصیب نیست
پس مقید شدند آن کسان بقبول

اور بھی کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو محبت اُن کی عطا فرما اور
اور علیٰ ہذا القیاس شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے وقید
بالشرع المحمدی المطہر اے عن ادناس الطبیعۃ وخبث الہویٰ
یہ اس لئے کہا ہے کہ شرائع محمدی پر چلنے والا صاحب مقامات
اور اہل الدرجات ہو۔ وقید صیغہ ماضی مجہول باب تفعیل
سے ہے ایداول کے اوپر عطف ہے اے من اللہ ارجو
ان اکون ممن قید اللہ بالشرع المذکور وتقید ماضی معلوم
کا صیغہ ہے مثل تاید وتقید صیغہ ماضی معلوم کے ہے
اے تقید بالقبول والانقیاد والسمع والطاعات و
قید غیرہ باعلامہ وجلال قدرہ وکمال امرہ علیہ السلام
وان یحشرنا اور ان یکون کے عطف ہے اے من اللہ ارجوا
یحشرنا فی الدار الآخرۃ فی زمرہ اے فی اہل اللہ تابعین
لہ علیہ السلام فائضین بالسعادت العظمیٰ والرجبۃ العلیا
کما جعلنا فی الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی اللہ تعالیٰ
سے میں امیدوار وخواستگار ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ
اُن لوگوں میں سے کردے اور اُس گروہ میں شامل کرلے
کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت وتوفیق سے
مضبوط کیا ہے اور اوامر ونواہی کے قبول کرنے میں
اُن کی مدد کی ہے اور تائید بخشتا ہے اور اُن لوگوں نے

Marfat.com

وانقیاد شریعت وسمع وطاعت
آن ودر قید شریعت آوردند دیگران
را بہ بیان جلال قدر رسول علیہ السلام
وکمال امرا وعلیہ السلام وطہارت و
وپاکی شریعت او از خبث طبیعت
وہوای نفس وامیدوارم کہ برانگیزد
مرا ومقتدیان مرا در آخرت درمیان
زمرۂ رسول ودوستان او علیہ السلام
کہ کمر متابعت برمیان دارند تا بسعادت
العظمیٰ ودرجۃ العلیا مشرف شوند
چنانکہ گردانیدہ است مارا در دار دنیا
زامنہ وگروہ رسول علیہ السلام ودرین
تعلیم است وادب وحفظ آن چہ شیخ
قدس سرہ عالم ومتیقن است کہ او از
جماعہ مذکور باشد پس اکنون شروع
در مقصود آمد چنانکہ می شنوی
ق فاول ما القاہ المالک علی العبد
من ذلک فص حکمۃ الٰہیۃ فی کلمۃ آدمیۃ
ل اول مبتدا رمضاف است بسوی

دوسروں کو مدد پہنچائی ہے اور طلب حق کیلئے اُنکو
مستعد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت وراستے پر
چلنے کی تلقین کی ہے۔ اور میں امیدوار ہوں کہ میں
اُن لوگوں میں سے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں
کو شرح محمدی سے مضبوط کیا ہے اور وہ لوگ
طبیعت دناست اور نجاست سے پاک ہو گئے
ہیں تحقیق اُن لوگوں نے اپنی خواہش نفس سے
کوئی کلام نہیں کیا تو بے شک شبہ اُن کا اسطرح
کلام کرنا وحی الٰہی کے علاوہ دوسری چیز نہیں ہے
اور میں یہی اللہ تعالیٰ سے امید اور خواہش رکھتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اُن لوگوں میں شامل کرلے
کہ جن کے قدوم کو اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدی
سے وابستہ ومقید کردیا ہے کہ وہ لوگ کسی حالت
میں بھی دائرہ شریعت سے قدم نکال نہیں سکتے۔
حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کے اس قول میں اس
امر کا بیان ہے کہ شیخ قدس سرہ خلاف شریعت
نہیں کہتے اور نہیں جانتے خصوصاً اس کتاب
فصوص الحکم میں کوئی مسئلہ اور نہ کوئی حکم اور نہ
کوئی اسرار ومعارف نہ تو لکھتے ہیں اور نہ بیان

Marfat.com

ماموصولہ یا موصوفہ و مالک فاعل القاؔ
وعلی العبد من ذلک متعلق بالقاہ و
فص حکمۃ آلہیۃ خبر مبتدا و فی کلمۃ آدمیۃ
صفۃ مرفص را و اضافۃ اول بسوی ما
بیانیہ باشد یا من ذالک بیان ما باشد
یعنی پس اول چیزیکہ القا و افاضہ کرد
آنرا مالک خاص و معبود بندہ خویش
ازان کتابی کہ دادہ بود آنرا و امر کردہ باخذ
آن رسول اللہ صلعم فص حکمۃ آلہیہ است
کہ واقع است در کلمہ آدمیہ یعنی در عینی
در وحی کہ منسوب باشد بآدم صفی اللہ
کہ اول فرد نوع انسانی باشد علیہ الصلوۃ
والسلام ازینجا است کہ فص حکمۃ آلہیہ منسوب
بآدم شد و اگرنہ حکم آلہیہ در روح ہر نبی
دعین او واقع اند خاص رسول ما صلی اللہ
علیہ وسلم کہ خاتم الانبیا و افضل العرفا
است و مظہر اسم جامع باصالت بلکہ
معارف آلہیہ در عین ہر فرد انسانی کل
باشد اگرچہ بظہور نیایند۔

کہتے ہیں اگر محجوب اس سے واقف نہیں ہوتا اور محروم
لوٹتا ہے تو ہم کہیں گے کہ

محجوب را ز ہیچ چراغ نصیب نیست

اور اُن لوگوں نے سمعاً و طاعۃً شریعت مطہرہ محمدی کو
قبول کرلیا ہے اور اسکے تابع ہوگئے اور دوسروں کو بھی
رسول علیہ السلام کے مرتبہ اور جلال و بزرگی و کمال سے
آگاہ کرکے شریعت کی پاکیزگی سے آگاہ کیا اور اُن کو
خبث نفس اور خواہشات نفسانی سے نجات دلایا
اور میں یہ بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور
امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے مقتدیوں
کو دار آخرت میں درمیان زمرہ رسول اور اُن کے
دوستوں کے گروہ میں اُٹھا دے کہ انکا پیروی کا کمر
پر اپنے رکھتے ہیں تاکہ بڑے بڑے سعادت کے درجوں
سے مشرف ہوں جیسے کہ اس دار دنیا میں ہم لوگ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے امت میں ہیں اس تعلیم
میں اس بات کے سمجھنے کیلئے حفظ ادب ہے کہ شیخ قدس
سرہ جانتے اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ اور اُن مقتدیاں
اُسی جماعت میں سے ہیں۔

اول مبتدا مضاف ماموصولہ یا موصوفہ کی طرف ہے

Marfat.com

مصرع ۔ وصف جبریلی در انسان بود و رفت
پس ہر فرد انسان کل باشد چنانکہ گفت
باری تعالیٰ من قتل نفسا بغیر نفس او
فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا
ومن احیاہا فکانما احیا الناس جمیعا یا
بگوی کہ اول باب از آن کتابی کہ القا
کرد مالک بر بندۂ خویش تا آخر و مالک
و عبد گفت تا تنبیہ کند کہ گنجینہ معارف
و حکم ملک حق است و بندہ مالک
آن نیست پس تصرف بندہ در آن
گنجینہ روا نباشد مگر وقتیکہ ماذون
باشد چنانکہ شیخ قدس سرہ ماذون
شد و مامور شد با اخراج این اسرار
و فص ہر حکمت کہ درین کتاب است
کلمہ است کہ منسوب باشد آن فص
بسوی آن چنانکہ در آخر این فص شیخ
قدس سرہ خود خواہد گفت یعنی
محل نقوش حکمۃ الٰہیہ است کہ عین
ثابتہ یا روح آدم صفی باشد یعنی

و مالک فاعل القاہ ہے و علی العبد من
ذلک متعلق القاہ کے ہے و فص حکمۃ الٰہیہ خبر
مبتدا ہے و فی کلمۃ آدمیۃ فص کی صفت اور اضافہ
اول طرف مابیانیہ کے ہے یا من ذلک بیان ما کا
ہے ۔ یعنی سب سے پہلے اول چیز جسکو کہ مالک
خاص و معبود نے اپنے بندہ پر القاء و افاضہ کیا
اُس کتاب سے کہ جو کتاب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک میں تھی اور جس کیلئے
لینے کیلئے مجھے حکم دیا تھا وہ حکمت الٰہیہ ہے جو کلمہ
آدمیہ میں ہے ۔ چونکہ اول فرد نوع انسانی حضرت
آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس وجہ
سے یہ فص حکمت الٰہیہ حضرت آدم صفی اللہ کی طرف
منسوب ہے جو عین یا روح حضرت آدم صفی اللہ
ہے حقیقت میں حکمت فص الٰہیہ ہر نبی کے روح
و عین میں واقع ہے خصوصاً ہمارے سردار
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روح و عین
میں جو کہ خاتم الانبیا و مظہر اسم جامع اصالتاً ہیں
واقع ہے ۔
بلکہ معارف الٰہیہ ہر فرد انسانی کی روح و عین

Marfat.com

اول چیز بکہ القا، کرد آنرا حق تعالیٰ بر
بندۂ خویش فص حکمۃ الٰہیہ است کہ
واقع شدہ است در کلمہ آدمیہ وازینجا
ظاہر شد وجہ تسمیہ این کتاب باین
اسم و الٰہیہ اسم مرتبہ است کہ جامع
جمیع اسما و حقایق است

ق لما شاء الحق تعالیٰ من حیث اسماءہ
الحسنیٰ التی لا یبلغہا الاحصاء ان یری
اعیانہا

ل لما شاء با متعلقات شرط است
وجزا شرط محذوف باشد یعنی اوجد
آدم چنانکہ ظاہر کردہ خواہد شد
انشاء اللہ تعالیٰ یعنی ہرگاہ خواست
حق تعالیٰ و تعلق گرفت مشیت او
باینکہ بہ بیند حق تعالیٰ اعیان اسماء
خود لیکن مشیت مذکور نظر باسمائیہ
جزئیہ باشد کہ در شمار نیایند ہر واحد
جنس اند و مراد از اعیان اسماء الٰہیہ
صور حقایق آن اسما اند یا مراد درینجا

میں واقع ہیں اگرچہ اُس کا ظہور نہ ہو۔ وصف جبرئیلی
در انسان بود و رفت۔ پس ہر فرد انسان کا ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا کہو کہ اول باب
اس کتاب سے مالک نے اپنے بندہ پر القا و افاضہ
فرمایا وہ حکمت الٰہیہ ہے۔ مالک معبود نے اپنے کو
مالک اور جس پر علم و معارف القا فرمایا اُس کو
عبد کہا اس کہنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ
گنجینہ معارف و حکم اللہ تعالیٰ کی ملک ہے بندہ اُسکا
مالک نہیں ہے اور اُس گنجینہ معارف و حکم میں تصرف
یا اُس کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ
اُس کے ظاہر کرنیکا حکم دے تو وہ ظاہر کر سکتا ہے
اور اُس کے ظاہر کرنے میں وہ بندہ مامور و معذور
ہوتا ہے جس طرح ابن عربی قدس سرہ اللہ تعالیٰ
کے خزانہ میں تصرف کرنے میں منجانب اللہ مقرر
کئے گئے ہیں اور اسرار و معارف کو ظاہر کرنے میں
وہ معذور ہیں۔ اور فص ہر حکمت کی جو کہ اس کتاب
میں ہے وہ کلمہ ہے اور وہ فص اُسی کلمہ کی طرف
منسوب ہے۔ جیسا کہ آخر میں خود شیخ قدس سرہ اسکی
تشریح کریں گے۔ یعنی محل نقوش حکمۃ الٰہیہ ہے جو کہ

Marfat.com

ذوات اسما باشند کہ ارباب اعیان
و ماہیات کونیہ اند

ق و ان شئت قلت ان یری عینہ

ل یعنی اگر بخواہی بگوی بجای ان یری
اعیانہا ان یری عینہ ۔ یعنی ہرگاہ خواست
حق تعالیٰ بحسب اسمار غیر متناہی خود کہ
بہ بیند عین خود را مآل ہر دو عبارت
یکے ہست چہ صور حقائق و اعیان اسمار
حق تعالیٰ عین حق اند فی جامع کون
یحصر الامر یعنی بہ بیند حق تعالیٰ اسمار
حقائق صور و اعیان خود در کون مختصر
کہ جامع باشد مر جامع حقائق کونیہ
مفردات و مرکبات را کہ حاضر او جمیع
اسمار باشد و کون عبارت است
از وجود خلق ازین رو کہ خلق باشد
نہ حق و مراد این جا کون موجود است
و کون جامع حاضر انسان کامل باشد
یا بگوئی کہ انسان مطلق فی لکونہ متصفاً
بالوجود ول این قول تعلیل است مر قول

عین ثابتہ یا روح حضرت آدم صفی اللہ کی ہے ۔ یعنی سب سے
پہلے جو چیز کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندہ پر القار فرمایا وہ
فص حکمت الٰہیہ ہے جو کلمہ آدمیہ میں واقع ہے اور اس
مقام پر وجہ تسمیہ اس کتاب فصوص الحکم کی اس اسم
کے ساتھ ظاہر ہوئی اور اسم الٰہیہ اُس مرتبہ کا نام ہے
جو کہ تمام اسمار و حقائق کا جامع ہے ۔

لما شار متعلقات کے ساتھ شرط ہے اور شرط کی جزا
محذوف ہے یعنی او جد آدم جیسا کہ ظاہر کیا جائیگا
انشاء اللہ تعالیٰ یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالیٰ نے اور
اُس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اپنے اسمار
جزئیہ کے اعیان کو جس کی کوئی حد و انتہا نہیں اور
ہر ایک دوسرے کے جنس میں ملاحظہ کرے اعیان
اسمار سے مراد اُن اسمار کے حقائق کی صورتیں ہیں یا
اُن اسمار کی ذات میں ارباب اعیان و ماہیات کونیہ ہیں
یعنی اگر چاہو تو ان یری اعیانہا کے بجائے ان یری
عینہ کہو یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمار غیر
متناہی کے لحاظ سے اپنے عین کو دیکھے اسلئے کہ حقائق
کی صورتیں اور اعیان اسمار حق تعالیٰ عین حق ہیں
اور نتیجہ دونوں عبارتوں کا ایک ہے ۔

Marfat.com

شیخ را کہ بحصر الامر باشد یعنی حاصر بودن
کون جامع مر جمیع اسمار را نظر باین باشد
کہ کون جامع متصف است بوجود اگرچہ
بذات خود معدوم باشد یعنی کون جامع
نظر باینکہ موجود است بوجود حق وقابل
تکون جمیع اسرار وجود حصر کردہ است
مرامر جمیع اسمار الٰہیہ را ودر بعضے نسخہ
متصفاً بالوجوہ واقع است بجاے
متصفاً بالوجود یعنی سارس کو کون
جامع متصف است بوجوہ اسمار حق
بس ہر موجود اسم او باشد کہ حق تعالیٰ
عین خود را بوجہے دران موجود و اسم
می بیند در کامل یا مطلق انسان می
بیند وجوہ او بجمیع اسمار حق و لیطہر بہ
سرہ ال این قول عطف است
بر یحصر یعنی کونے کہ ظاہر شد گردد
بدان سر حق تعالیٰ بسوئے حق تعالےٰ
چہ انسان سر او از اسمار و صفات
ظاہر میگردد بسوئے او کہ انسان مظہر

یعنی ملاحظہ کرے حق تعالیٰ اپنے اسمار و اپنے عین اور حقائق
کی صورتوں کو ایسے کون جامع و مختصر میں کہ جو اپنے
استعداد و قابلیت سے تمامی حقائق کونیہ مفردات و مرکبات
کا جمع کرنیوالا اور تمامی اسمار کا حصر کرنیوالا ہو اور کون سے
مراد خلق کا وجود ہے اس اعتبار سے کہ خلق ہے حق نہیں
ہے اور اس جگہ یکون اور وجود مراد ہے و کون جامع
حاصر انسان کامل ہے یا کہو کہ انسان مطلق حقائق کونیہ
متصفاً بالوجود ل۔ یہ قول شیخ کے اس قول کا جو کہ
یحصر الامر ہے تعلیل ہے یعنی گھیر لینا اور احاطہ کر لینا
کون جامع یعنی انسان کامل کا تمامی اسمار الٰہی و نامتناہی
اس نظر سے ہے کہ کون جامع حاصر وجود حق سے
متصف ہے اگرچہ ذات کے اعتبار سے معدوم ہے یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجود حق سے
متصف ہے اور موجود ہے اپنے اندر وجود کے تمام
اسرار و معارف کے پیدا ہونے اور ظاہر ہونے کی
استعداد و قابلیت رکھتا ہے اور اسمار الٰہیہ کے کل
احکامات کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ بعضے نسخوں میں
متصفا بالوجود کی جگہ پر متصفا بالوجوہ واقع ہے۔ یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجوہ حق سے

Marfat.com

جمیع اسماء وصفات وکمالات حق تعالیٰ باشد
پس تا آنکہ انسان در عرصہ ظہور نیامدہ
بود سرِّ او در سرادقات غیب مستور
بود الانسان سرّی وانا سرہ وجائزات
کہ قول مذکور معطوف باشد بر یریٰ یعنی
ہرگاہ خواست حق تعالیٰ بحسب اسماء
کہ غیر متناہی اند اکہ ببیند حق تعالیٰ
اعیان اسماء یا عین خود را در کون
جامع وخواست کہ ظاہر شود بدان
کون سرِ حق بسوئے حق وتواند بود
کہ معطوف باشد بر متصفاً بتاویل
یتصف بلا تاویل وبرین تقدیر
قول او لکونہ تعلیل باشد مر رویت
حق تعالیٰ را کہ متعلق است باعیان
اسماء وعین حق در کون جامع - یعنی
رویت حق تعالیٰ مر عین خود را واعیان
اسماء را در کون جامع کہ حاصر باشد
مرام جمیع اسماء را بنا بران است کہ
کون جامع متصف می شود بوجود

متصف ہے اس لئے ہر موجود حق تعالیٰ کی اور اسم میں
حق تعالیٰ اپنی ہی وجہ اور اسم میں اپنے عین کو دیکھتا ہے
یا یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عین و جمیع اسماء و وجوہ کو
انسان کامل یا انسان مطلق میں دیکھتا ہے یہ قول یحصر
ر عطف ہے یعنی وہ کون جامع جس سے کہ اللہ تعالیٰ
کا سر اللہ تعالیٰ کی طرف ظاہر ہو اور وہ انسان کامل یا
انسان مطلق ہے اسلئے کہ انسان کامل یا انسان مطلق
سے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات ظاہر ہوتے
ہیں اور تمام اسماء وصفات وکمالات کا مظہر ہے
جب تک انسان کامل پیدا نہیں ہوا تھا اللہ تعالیٰ
کا سرّ پردہ غیب میں پوشیدہ تھا اللہ تعالیٰ نے
خود ہی فرمایا ہے کہ انسان میرا سرّ ہے اور میں اُس کا
سرّ ہوں - آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قول مذکور
یریٰ پر معطوف ہے - یعنی جس وقت چاہا اللہ
تعالیٰ نے اپنے اسماء لامتناہی کے ظہور کے تقاضا سے
کہ دیکھے اپنے عین کو یا اپنے اسماء کے عین کو ایسے
کون جامع میں کہ اُس کون جامع سے اللہ تعالیٰ
کا سر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ظاہر ہو اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ متصفاً یتصف بتاویل بالا تاویل

Marfat.com

ظاہر میگردد بوے سر حق تعالیٰ بسوئے
حق تعالیٰ ۔ بدانکہ شیخ قدس سرہ اسم
حق گفت کہ اسم ذات باشد تا تنبیہ کنید
کہ مشیت مذکور مقتضائے ذات حق
تعالیٰ است نہ مقتضائے صفتے از صفات
او و فرق کردن میان اسمار ذاتیہ و
اسمار صفاتیہ کار عارف باللہ باشد
و فقیر آنرا در انفاس الخواص گفتہ است
و مشیت باری تعالیٰ مر ہر چیز را ازلی است
چہ مشیت او عبارت است از تجلی ذاتی
و عنایت سابق بایجاد و اعلام پس
مراد ایں جا تعلق مشیت باشد و ایں
حادث باشد پس کلمہ لما بجائے خود
واقع است و من حیث اسمار الحسنیٰ
گفت تا تنبیہ کند کہ مشیت حق تعالیٰ
بدیدن عین حق و اعیان اسمار حق
در کون جامع نظر باسمار باشد چہ
ذات او بہ ہیچ چیز محتاج نیست
ان اللہ غنی عن العالمین ۔

معطوف ہو ۔ ایسی صورت میں قول لکونہ اللہ
تعالیٰ کے رویت کیلئے جو کون جامع میں اعیان
اسمار و عین حق کے دیکھنے کے متعلق ہے تعلیل ہے
یعنی دیکھنا اللہ تعالیٰ کا اپنے عین کو یا اپنے اسمار
کے اعیان کو ایسے کون جامع میں ۔ جو اُس کے تمام
اسمار و صفات کا احاطہ کرنیوالا اور گھیرنے والا ہو
اسلئے ہے کہ کون جامع اللہ تعالیٰ کے وجود سے
متصف ہے اور اُس کون جامع سے اللہ تعالیٰ کا
سر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ظاہر ہو رہا ہے جانو کہ
شیخ قدس سرہ نے اسم حق کہا ہے کہ اسم ذات ہے تاکہ
متنبہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ذات کے تقاضا کرنے
سے مشیت مذکورہ اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ
اللہ تعالیٰ اپنے عین کو ملاحظہ کرے اور اللہ تعالیٰ
کے کسی صفات کے تقاضا سے مشیت مذکورہ امر
مذکور کی مقتضی نہیں ہوتی اور درمیان اسمار ذاتیہ
اور اسمائے صفاتیہ کے فرق کرنا عارف باللہ کا کام
ہے اور انفاس الخواص میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
اور مشیت حق تعالیٰ کی ہر چیز کو ظاہر کرنے کیلئے ازلی
ہے ۔ اب سمجھو کہ مشیت اللہ تعالیٰ کی تجلی ذات اور

Marfat.com

بخلاف اسمار چہ غفار صاحب وتب را
خواہاں ومنعم نعمت را قرآن را کہ نعمت
بد ہد طالب است چنانکہ سلطان بذات
بہیچ حیز از لباس فاخرہ وتخت وفیل و
اسپ ولشکر محتاج نباشد ونظر باسمار
کہ آمر شد وناہی وعادل وغیر آن بہ لبا
چیز محتاج باشد واسم عبارت است
از ذاتے کہ متصف باشد بصفتے از صفات
مثلاً ذاتے کہ متصف باشد رحمت امتنانیہ
رحمٰن است وذاتے کہ متصف باشد
برحمت وجوبیہ رحیم باشد وذاتے کہ
متصف باشد بمغفرت غفار است
وذاتے کہ متصف باشد بانتقام منتقم است
وعلیٰ ہذا القیاس چنانکہ انسان ذاتے
است ولبس ۔ وذات باصفت کتابت
وفضیلت وضحک وتعجب وحسن الوجہ
وقبیح الطلعۃ اسمار انسان باشد
پس ذات انسان واحد باشد واسمار
آں متکبر پس زید اسم باشد وعمر خالد

عنایت ازلی کی پہلے سے موجودات عالم کے اعلام و
ایجاد کیلئے ہے اور اس جگہ مراد تعلق مشیت کا ہے
اور یہ حادث ہے پس کلمہ لما بجائے خود دافع ہے
اور من حیث اسمار الحسنیٰ کہا تا متنبہ کرے کہ مشیت
اللہ تعالیٰ کی کون جامع یعنی انسان کامل میں اپنے
اسمار کے اعیان کو یا اپنے عین کو دیکھنا اسمار کے
نظر سے ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم سے غنی
اور بے پروا ہے اور کسی چیز کی محتاج نہیں ہے ان اللہ
غنی عن العالمین ۔ خلاف اسمار کے ۔ کیونکہ اسم غفار
گنہگار کا اور اسم منعم نعمت کا اور جسکو نعمت دیجائے
اس کا طالب وخواہاں ہے جیسے کہ بادشاہ ذات کی
نظر واعتبار سے کسی چیز کا مثل لباس فاخرہ اور
تخت وہاتھی وگھوڑا ولشکر وغیرہ کا محتاج نہیں ہے
لیکن اسمار کے نظر سے روکنے والا حکم چلانیوالا انصاف
کرنیوالا اور علاوہ اس کے بہت ہی چیزوں کا محتاج
ہے اسم عبارت ہے ایسے ذات کی جو اپنے اسمار کے
کسی نہ کسی اسم سے متصف ہو مثلاً جو ذات کہ رحمت
امتنانیہ کے صفت سے موصوف ہو وہ رحمٰن ہے اور
جوذات کہ رحمت وجوبیہ کے صفت سے موصوف ہو

Marfat.com

اسم باشد دبکر و عمر آن باآنکہ ہر واحد
عین انسان اند ہم چنیں حق تعالیٰ واحد
باشد بذات و متکثر باسمار پس اکنوں
دانستی کہ اسم عین مسمی باشد وکلمہ رحمٰن
ورحیم وغفار منتقم اسم الاسم است واسم
حق تعالیٰ نظر بذات وحقیقت طالب است
ومظہر را تا انوار مکنونہ واسرار مخزونہ او
ظاہر گردد چنانکہ اسم انسان کہ سخی باشد
مظہر می طلبد والا سخاوت وکمالات
او ظاہر نگردد ہم چنیں چند چیز دیگر
مطلوب است وگرنہ سخاوت ظاہر
بگردد ہم چنیں غفار مظہر می خواہد
وچند چیز دیگر از وتب وندتب
مطلوبہ است چنانکہ فرمود رسول
صلی اللہ علیہ وسلم لولم تذنب الذہب
اللہ بکم وآتی بقوم ید
وگرنہ اسم عفار وذکرب دکانت
باشد وہر موجود اسمے است از اسمار
حق تعالیٰ ومظہر عین ظاہر باشد پس

وہ رحیم ہے اور جو ذات کہ انتقام کے صفت سے
موصوف ہو وہ منتقم ہے اور اسی طرح اُس کے کل
اسمار کو قیاس کرلو۔ جیسے کہ انسان ایک ذات ہے
اور بس۔ ذات انسان کا کتابت وفضیلت ومنشی
ولنجیب وخوبصورتی وبدصورتی کے صفتوں سے
متصف ہونا یہ سب اُسکے اسمار ہیں اب اسکو بھی
سمجھ لو کہ ذات انسان اکیلی ہے اور اسمار اُس کے
ہیں زید وبکر وعلاوہ اُسکے اسم ہیں حالانکہ ہر ایک
عین انسان ہے اسی طرح حق تعالیٰ ذات کے اعتبار
سے واحد ہے اور اسمار کے اعتبار سے کثیر ہے اب تم
اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہوگے کہ اسم عین مسمی ہے۔
اور کلمہ رحمٰن ورحیم وعفار ومنتقم اسم الاسم ہیں اور
اللہ تعالیٰ کا اسم اپنے ذات وحقیقت کی نظر سے
مظہر کا طالب ہے تاکہ چھپے ہوئے خزانے اور اُسکے
انوار ظاہر ہوں جیسے کہ انسان کا اسم جو کہ سخی ہے
مظہر کا طالب ہے جس سے اُسکے سخاوت وکمالات
ظاہر ہوں نہیں تو سخاوت وکمالات اُسکے ظاہر نہ
ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اسم عفار اپنے
مظہر کا خواہاں ہے اور چند چیزوں کا مثل گناہ

Marfat.com

ہر موجود عین حق باشد بانکہ غفار منتقم
نیست و ہادی مضل نہ چنانکہ قائم قاعد
نباشد و قاعد ساجد نہ پس شاہد
شریعت راہ یافت و بر منصہ شہود متجلی
شد پس باطل باطل باشد و حق حق
چنانکہ نافع نافع است و ضار ضار را ے
انکار باطل نتواں کرد کہ انکار حق باشد
چہ باطل عین حق است ۵
چوں بعض ظہورات حق آمد باطل
پس منکر باطل نشود جز جاہل
وامر بمعروف و نہی از منکر غیر انکار باشد
باطل نظر بانکہ موجود است
حق باشد و ازیں راکہ متضمن عدم است
باطل و مردود از جناب اسم ہادی پس
قول شیخ قدس سرہ اسماء الحسنیٰ اشارتست
کہ ہر موجود مظہر اسم است از اسماے
حق چنانکہ گذشت جس باشد بذات خود
یا شر شرارت آں نظر بعارض است
و عارض معارض ذات نمی تواند شد

وگنہگار کا طالب ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر پیدا ہونیوالی مخلوق سے گناہ سرزد نہ ہوتا اور کوئی گنہگار نہ ہوتا تو میں اُن سب کو اپنے طرف اُٹھالیتا اور ایک ایسی مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتے اور میں اُن سب کو معاف کرتا اور بخشدیتا اب تم سمجھ لو کہ اگر گنہگار نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا اسم غفار کرب و بے چینی میں رہتا۔ ہر موجود اللہ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور مظہر عین ظاہر ہے اس لئے ہر موجود عین حق ہے۔ باوجود اس کے اب سوچو اور سمجھو کہ پھر بھی غفار منتقم نہیں ہے اور ہادی مضل نہیں ہو سکتا جیسا کہ بیٹھنے والا کھڑا ہونیوالا نہیں ہے اور کھڑا ہونیوالا سجدہ کرنیوالا نہیں ہو سکتا۔

پس شاہد شریعت درمیان میں آئی اور شہود کے چبوترے پر متجلی ہوئی اور بتایا کہ باطل باطل ہے اور حق حق ہے جیسا کہ نافع نافع ہے اور ضار ضار ہے لیکن باطل کا انکار نہیں کرنا چاہئے کہ باطل کا انکار حق کا انکار ہے کیونکہ باطل عین حق ہے۔

Marfat.com

پس مراد باسمار حق تعالیٰ اسمار جزئیہ
باشند ازیں جا گفت اللتی لایبلغہا
الاحصار یعنی در شمار نیایند چہ اسمار جزئیہ
او غیر متناہی اند وازیں جا می بینی کہ موجودات
غیر متناہی اند اگرچہ اسمار کلیہ او متناہی
باشند نود ونہ گوئی یا اک ہزار
واک یا غیر آن مثلاً نافع اسم کلی اوست
ومر نافع را جزئیات غیر متناہی اند
ازین جاست کہ موجودات نافع غیر
متناہی اند وہم چنیں ضار وغیر آن قل
لو کان البحر مدادا لکلمات ربی
لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
وقدم صفات قبل سمیع وبصیر وار
آنہا منافی نیست کہ آثار صفات در
لایزال باشند وظہور آنہا مقرون
بحدوث گردد چنانکہ زید مثلاً امرار
سمیع است وظہور این صفت فردا کہ
متعلق بمسموعات خواہد شد خواہد
گشت بخلاف جدار واشجار کہ چون

اچھے اچھے کاموں کے کرنیکا حکم دینا اور برے افعال سے
پرہیز کرنے کو منع کرنا اس سے باطل کا انکار لازم نہیں
آتا ہے باطل اس نظر سے کہ موجود ہے حق اور اس نظر
سے کہ متضمن عدم سے ہے اسم ہادی کے جناب میں باطل
ومردود ہے اب سمجھو کہ قول شیخ قدس سرہ جو کہ اسمار الحسنیٰ
سے اشارہ ہے کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی
اسم کے مظہر ہیں بذات خود کسی چیز کا اچھا ہونا یا برا ہونا
جیسا کہ ذکر کیا گیا عارض ہے اور عرض ذات کا معارض
نہیں ہو سکتا حق تعالیٰ کے اسمار سے مراد اس جگہ اسمار
جزئیہ ہیں جن کا شمار نہیں ہے اسی جگہ سے کہا ہے کہ
موجودات عالم غیر متناہی ہیں کیونکہ اسمار جزئیہ حق تعالیٰ
کے غیر متناہی ہیں اگرچہ اسمار کلیہ اُس کے متناہی ہیں
ننانوے کہو یا ایک ہزار کہو یا اُس سے زیادہ کہو مثلاً
اسم نافع اللہ تعالیٰ کا اسم کلی ہے اور اسم نافع کے جزئیات
غیر متناہی ہیں اسی جگہ سے ہے کہ موجودات نافع غیر
متناہی ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے اسم ضار
کو سمجھ لو اور اُس کے دوسرے اسموں کو بھی جان لو
کہہ دو کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات لکھنے کیلئے
سیاہی ہو جائیں تب بھی میرے رب کے کلمات کو نہیں

Marfat.com

سمیع نیستند در ہیچ وقتے مسموعات
را آنہا انکشاف نخواہد یافت پس در
اولیت و باطنیت علم بود و در آخریت
وظاہریت شہود ہو الاول والآخر
والظاہر والباطن قد احاط بکل شیٔ علما
واحصی کل شیٔ عددا

ق فان رویۃ الشیٔ نفسہ بنفسہ ما ہی
مثل رویۃ نفسہ فی امر آخر یکون لہ
کالمرآۃ

ل ایں قول تعلیل است مر قول
سابق را کہ لما شاء الحق تا آخر
یعنی خواست حق تعالیٰ کہ بہ بیند عین
خود را واعیان اسماء را در کون جامع
حاصر چہ دیدن شے مر ذات خود را
بذات خود نیست مثل دیدن شے مر
ذات خود را امرے دیگر کہ مثل آئینہ
باشد چہ درین جا شہود دیگر باشد
ونمود دیگر بلکہ اول شہود ونمود بود
چنانکہ اشارت کردہ است وامر دیگر

لکھ سکیں گے۔ صفتوں کا قدیم ہونا مثل سمیع وبصیر
اور اُس کا ازل میں پایا جانا اس امر کی منافی نہیں
ہے کہ صفت کے آثار لایزال میں ہوں اور ظاہر ہونا
اُس کا حدوث پر موقوف ہو کہ جیسا کہ زید آج کے
دن سمیع ہے اور ظہور اُس صفت کا کل کے دن جبکہ
سننے والی چیزوں سے متعلق ہوگا تب سمیع ہوگا ایسا
نہیں ہے بلکہ اولیت وباطنیت میں علم تھا اور ظاہریت
اور آخریت میں شہود ہے۔ خلاف دیوار اور درخت
کے جبکہ وہ سننے والے نہیں ہیں کسی وقت بھی سننے
والی چیزوں کا انکشاف نہیں ہوگا وہی اول ہے
وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔

یہ قول پہلے والے قول پر جو کہ لما شاء الحق ہے
تعلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے عین
کو یا اپنے اسماء کے اعیان کو کون حاصر جامع میں
کہ جو انسان مطلق ہے دیکھے کیونکہ دیکھنا کسی شے
کا اپنے ذات کو اپنے ذات میں مثل اُس دیکھنے
کے نہیں ہے کہ دیکھنے سے اپنی ذات کو کسی دوسری
چیز میں کہ جو مثل آئینہ کے ہے۔ کیونکہ اس طرح
دیکھنے میں شہود ونمود دوسری قسم کا ہے۔

Marfat.com

نظر بظاہر گفتہ شد کہ محجوب برآنست
واگرنہ امر دیگر موجود نیست ہر چہ ہست
عین اوست ؎

غیر تش غیر در جہاں نگذاشت :: لاجرم
عین جملہ اشیا شد :: ازینجا است کہ
گفت شیخ قدس سرہ یکون لہ کالمرآۃ
یعنی باشد امر دیگر مر آن سی را ہمچو آئینہ
ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن

ق فانہ یظہر لہ نفسہ فی صورۃ یعطیھا
المحل المنظور فیہ مما لم یکن یظہر لہ من
غیر وجود ہذا المحل ولا تجلیہ لہ

ل این قول تعلیل است مر قول
شیخ را کہ فان رویۃ الشی نفسہ فی نفسہ
باشد تا آخر یعنی رویت اول مثل رویت
ثانی نباشد چہ در رویت ثانی ظاہر می
شود مر شی را نفس وذات آن بصورتی
وشکلی کہ میدہد آنرا محل مذکور کہ منظور
فیہ باشد کہ نظر وتجلی در وے واقع
باشد کہ آنرا آئینہ فرض کردہ یعنی آن

بلکہ پہلے جس طرح سے کہ دیکھنا تھا اُس کے لئے
کہہ سکتے ہیں کہ اُس دیکھنے میں شہود و نمود نہیں
تھا جیسا کہ کہا گیا۔

اور دوسری بات یعنی دوسرا دیکھنا ظاہر نظر و اعتبار
سے کہا گیا ہے کیونکہ جو حجاب میں ہے اُس کے
نظروں میں دو وجود ہیں دراصل کوئی دوسری
چیز موجود نہیں ہے جو کچھ ہے عین شہود ہے۔
اسی جگہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وہ
دوسری چیز مثل آئینہ کے ہے وہی اول ہے
وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔

یہ قول حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کیلئے جو کہ فان
رویت الشی نفسہ فی نفسہ تا آخر ہے تعلیل ہے
یعنی پہلا دیکھنا مثل دوسرے دیکھنے کے نہیں ہے
کیونکہ دوسری طرح سے دیکھنے میں دیکھنے والے
کی نفس وذات ایسے صورت وشکل میں جس پر
کہ نظر و تجلی واقع ہوتی ہے وہ محل مثل آئینہ فرض
کرلیا گیا ہے ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی وہ صورت
بلا تخصص محل ظاہر نہیں ہوتی اور دیکھنے والے کا
سامنے ہونا بھی ضروری ہے یعنی دیکھنے والے کا

Marfat.com

صورت ظاہر می شود مر آن شی را بلا تحقیق
محل مذکور و بی تجلی شدن شی دران محل چہ
ظہور صورت کسی بی محل منظور فیہ کہ در وے
صورت مذکور ہویدا گردد و بی مقابلہ
نمودن آنکس مر محل منظور فیہ را متصور
نیست برای ظہور صورت غریب و شکل
عجیب محل منظور فیہ و مقابلہ ناظر بوے
لازم باشد و ضروری و بہمین اعتبار
یعطیہا المحل المنظور فیہ گفتہ است وگرنہ
فاعل و موجد صورت و شکل ہمان ناظر
و شاہد است و ہو الشاہد و ہو المشہود
و شاہد و مشہود و چون سخن در حق بود
از مقابلہ بتجلی تعبیر نمود بعضی بدل تجلیہ
کہ مصدر مضاف باشد بسوی ضمیر
غائب از باب تفعل تجلیہ خوانده ند
مصدر غیر مضاف از باب تفعیل چون
تسمیہ یعنی از غیر جلا دادن مر محل منظور فیہ
را چہ مر شہود صورت و ظہور شکل را
وجود محل و جلا دادن محل ضروریست

اور اُس محل جس میں وہ نظر کرتا ہے دونوں کا ہونا
لازمی و ضروری ہے اور شکل عجیب و غریب کے
ظاہر ہونے کیلئے وہ محل منظور فیہ جس میں دیکھنے والا
نظر کرتا ہے دیکھنے والے کا مقابل ہونا بھی لازمی و
ضروری ہے اسی نظر و اعتبار سے یعطیہا المحل منظور
فیہ کہا ہے نہیں تو فاعل یعنی صورت کا پیدا کرنیوالا
اور شکل یہ سب کے سب وہی ناظر و شاہد ہے یعنی
فاعل و موجد صورت و شکل وہی ہے وہی ناظر
و شاہد ہے اور وہی شاہد ہے وہی مشہود ہے وہ
شاہد اور مشہود ہے جو کچھ کہا گیا یہ حق کے بارے
میں تھا اس وجہ سے مقابلہ سے تجلی کو تعبیر کیا بعضوں نے
تجلیہ کا بدل جو کہ مصدر مضاف ہے ضمیر غائب کی
طرف باب تفعیل سے تجلیہ پڑھا ہے مصدر غیر مضاف
باب تفعیل سے جیسے تسمیہ یعنی بغیر محل منظور فیہ کے
جلا دئے ہوتے ۔

اب سنو اور سمجھو کہ صورت عجیب و شکل غریب کے
دیکھنے کیلئے جگہ کا موجود ہونا اور اُس کا جلا دسا ضروری
ہے اس لئے کہ ان دونوں چیزوں کے بغیر شکل کا
دیکھنا اور ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے اب تم نے سمجھا اور

Marfat.com

که بدون این دو امر شهود و نمود شکل نمی
شود پس دریافتی که دیدن کس مر ذات
خود را در ذات خود نه چون دیدن آنکس
باشد مر خود را در آئینه ○ تو هم در آئینه
حیران حسن خویشتنی:: زمانه الیست که
هرکس بخود گرفتار است:: ازینجا است
که هرکس از صبیح و ملیح و حسن و قبیح آئینه
را از دست برغبت نمی دهد پس در آئینه
چیزی دیده که بی آئینه آن چیز هویدا
نبود ○ چه دیده که با آئینه مائل شب و روزی
زمن نهفته مدار انچه رو نمود انجا::

ق وقد کان الحق اوجد العالم کله وجود
شبح مسوی لا روح فیه فکان کمراة غیر
مجلوة ومن شان الحکم الالٰهی انه ماسوی
محلا الا ولابد ان یقبل روحاً الٰهیه عبر عنه
بالنفخ فیه

ل این قول جمله حالیه است مرتبط
بقول سابق که لما شاء الحق باشد تا آخر
یعنی و حال آنکه بتحقیق حق تعالیٰ خلق

جاناکہ دیکھنا کسی کا اپنی ذات کو اپنی ذات میں مثل اُس
دیکھنے کے نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کو آئینہ میں دیکھے۔
تو بھی آئینہ میں اپنا حسن وجمال دیکھ کے حیران ہے
ایک زمانہ ہو گیا کہ ہر شخص اپنے ہی میں گرفتار ہے یہی
وجہ ہے کہ ہر شخص چاہے وہ خوبصورت ہو یا بدصورت
آئینہ کو اپنے ہاتھ سے چھوڑنے کا جی نہیں چاہتا یعنی
آئینہ میں تم نے وہ چیز دیکھا کہ بغیر آئینہ کے اُس چیز کا
دیکھنا محال تھا۔
آئینہ میں تم نے کیا دیکھا کہ تمام دن اُسی کی طرف مائل
رہتے ہو۔ مجھ سے مت چھپاؤ جو کچھ کہ آئینہ میں دیکھا

یہ قول جملہ حالیہ ہے اس کا ارتباط قول سابق سے
جو کہ لما شاء الحق تا آخر ہے۔
یعنی حال یہ ہے کہ پیدا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انسان
کے علاوہ تمامی اہل عالم کو۔ شبح کالبدے مستوی
ومعتدل یعنی عالم مثل ایک خوبصورت پتلا تھا لیکن
اُس میں روح وجان نہ تھی یعنی عالم مثل آئینہ تھا
جس میں قلعی نہ تھی اور تاریک تھا حالانکہ شان
حکم خداوندی وسنت الٰہی یہ ہے کہ جس محل کو
برابر کرے اور اعتدال پہ لادے اُس حالت میں

Marfat.com

کردہ بود تمامی اہل عالم را سوای انسان
کالبدی مستوی و معتدل لیکن بی روح
بود و جان نداشت پس بود عالم چون
آئینہ غیر مجلو و غیر روشن و حال آنکہ
شان حکم خدائی و سنت الٰہی آنست
کہ تسویہ نکرد معدل و معتدل نساخت
ہیچ محلی را مگر بحالی کہ قبول کند ناچار
و بضرورت روح الٰہی و جان قدسی
را کہ نسبت تمام بحق دارد و محرم اسرار
است و نفخ روح در محل کنایت و عبارت
ازاین قبول است چنانکہ گفت در حق
آدم علیہ السلام فاذا سویتہ ونفخت فیہ
من روحی فقعوا لہ ساجدین و قول او
کہ وجود شیخ مستوی باشد مصدر است
مراد وجد را چنانکہ تو میگوی انبتہ اللہ
نباتا حسنا بدانکہ این قول دفع شبہ
است کہ متوجہ می شود بر قول او کہ
لما شاء الحق باشد تا آخر و شبہ اینست
کہ چوں امر دیگر مثل آئینہ موجود است

وہ محل مجبوراً اور ضرورتاً روح الٰہی اور جان
قدسی کو قبول کرلیوے اسلئے کہ وہ حق تعالیٰ
سے نسبت تمام رکھتا ہے وہ محرم اسرار ہے
اور بھید دل کا جاننے والا ہے اُس محل میں
اللہ تعالیٰ کا نفخ روح کرنا اسی کی طرف اشارہ
ہے جیسا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت میں
سوینہ کر چکوں اور اُس میں اپنی روح پھونکدوں
تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا اور قول
شیخ قدس سرہ کا جو کہ وجود شیخ مستوی ہے
وجد کے لئے مصدر ہے جیسا کہ تم کہتے ہو
اوگاوے اوگانا اچھا۔

شیخ قدس سرہ کے قول سے جو کہ لما شاء الحق
تا آخر ہے اُس پر ایک شبہ ہوتا ہے اُس
شبہ کا دفع کرنیوالا جو قول کے اوپر بیان
ہوا ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ جب کہ دوسری چیز
مثل آئینہ موجود ہے۔

جو کہ عالم ہے سوائے انسان کے اور وہ اپنی
حسین و خوبصورت شکل کو اُس آئینہ میں

Marfat.com

که عالم باشد سوائے انسان وجمیله صورت
وشاہد شکل در آئینہ روئے خود را
می تواند نمود و برائے ذات حق تعالیٰ
عروس مذکور بر حجلہ عالم جلوہ می تواند
داد پس چہ حاجت است کہ ایجاد آدم
کند کہ شیخ قدس سرہ در صدد بیان
اثبات آں نست پس گفت شیخ قدس
سرہ وقد کان الحق اوجد العالم الی
آخرہ وہم دریں قول اشارت است
بوجہ دیگر برائے ایجاد آدم غیر از وجہ
سابق چنانکہ گفت ومن شان الحکم
الالٰہی تا آخر یعنی ہر گاہ کہ عالم چوں مراٰة
غیر مجلو بود وسنت اللہ بریں است
کہ ہر محل مستوی معدل کہ در عرصۂ
وجود ونمود آید البتہ روح الٰہی و
جان قدس را قبول کند پس حق آدم را
موجود ساخت تا جلاء مراٰة حاصل
گردد وعالم بہ آدم کہ روح عالم باشد
زندہ شود چنانکہ پیشتر خود گفت

دیکھ سکتا ہے ایسی صورت میں آدم کے پیدا کرنیکی
کیا ضرورت پیش آئی کیونکہ شیخ قدس سرہ کا یہ
بیان انسان کے پیدا کرنیکی ضرور تائید میں ہے
اس لئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا وقد کان الحق
الی آخرہ ہمارے اس کہنے میں آدم کے پیدا کرنے
کیلئے ایک دوسری وجہ بھی ہے جیسا کہ شیخ قدس
سرہ نے فرمایا ہے من شان الحکم الالٰہی الا آخرہ
یعنی جبکہ عالم مثل آئینہ تاریک تھا اور اُس میں قلعی
نہ تھی اور اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب کوئی
محل مستوی ومعدل عرصہ وجود میں آئے اور
اور ظاہر وپیدا ہو تو اُس کے لئے ضروری
ولازمی ہے کہ روح الٰہی وجان قدسی کو قبول
کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا
تاکہ آئینہ کو جلا حاصل ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام چونکہ عالم کی روح تھے
اس وجہ سے اُن کے پیدا ہونے سے عالم نے
زندگی پائی ان تمام کلاموں کا حاصل یہ ہے
کہ عالم بغیر انسان کے تیرہ وتاریک آئینہ تھا
اُس میں قلعی نہ تھی اس لئے دل بھانیوالی

Marfat.com

فاقتضی الامر جلاء مرآة العالم فکان
آدم عین جلاء تلک المرآة و روح
تلک الصورة و حاصل کلام اینست
کہ عالم بدون انسان آئینہ تیرہ و بی
صیقل بود مر شاہد شکل مر ذات حق
تعالی را دریں آئینہ روی نمود کہ بدون
انسان شبح بود بی روح و سنت اللہ
بریں است کہ ہر محل مستوی مر روح
الٰہی و جان قدس را قبول کند پس آدم
را موجود ساخت تا جلاء آئینہ و روح
محل مستوی ہویدا گردد

ق وما هو الا حصول الاستعداد من
تلک الصورة المسواة لقبول الفیض
المقدس والتجلی الدائم الذی لم یزل
ولا یزال

ل یعنی نسبت نفخ روح الٰہی در محل و
قبول نمودن محل مر روح الٰہی را مگر
حصول استعداد و صورت مستوی و
محل معدل کہ قبول فیض مقدس و تجلی

عجیب و غریب شکل اللہ تعالیٰ کے آئینہ عالم میں
ظاہر نہ ہوئی کیونکہ بغیر انسان کے عالم بغیر روح
کے ایک پُتلا تھا اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ ہر
صورت مستوی روح الٰہی اور جان قدسی کو
قبول کرے اس لئے آدم کو پیدا کیا تاکہ آئینہ
میں صیقل ہو جاوے اور صورت مستوی میں
حرکت آجائے اور روح ظاہر ہو۔

یعنی روح الٰہی کا صورت مستوی اور محل معدل
میں پھونکنا سوائے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ
محل معدل و صورت مستوی فیض مقدس اور
تجلی دائم کے قبول کرنے کی استعداد حاصل
کرلیتی ہے اور روح الٰہی و جان قدسی کو قبول
کرلیتی ہے اور یہ تجلی دائم عین فیض مقدس ہے
کہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری ہے اور شرح
قیصری سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نسخہ میں التجلی
دائم ہے بغیر واؤ عطف کے اس لئے التجلی دائم
صفت یا بدل ہو اور یہی اس شرح سے ظاہر
ہوتا ہے کہ بغیر لام تعریف کے فیض التجلی دائم

Marfat.com

دائم کند کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
و این تجلی دائم عین فیض مقدس
باشد کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری
باشد واز شرح قیصری ظاہر میشود
کہ نسخہ التجلی الدائم است بدون
واؤ عطف پس التجلی الدائم بدل باشد
یا صفت و نیز از شرح ظاہر میگردد
کہ در بعضی نسخہ فیض واقع است
بدون لام تعریف باضافہ فیض
بسوی التجلی الدائم و گفتہ است
در معنی اضافہ یعنی فیض کہ حصول
آن از تجلی دائم است و برین تقدیر
فیض غیر تجلی دائم باشد بخلاف تقدیر
بدل و صفت کہ بر تقدیر تعریف فیض
باشد پس تواند بود از قبل اضافت
صفت بسوی موصوف باشد یا عکس
آن واگر مراد از تجلی دائم افاضہ وجود
عینی باشد پس اضافہ بر حقیقت است

کی طرف اضافت سے فیض کے ساتھ واقع ہے اور اضافہ
کے معنی میں فرمایا ہے کہ فیض کا حاصل ہونا تجلی دائم
سے ہے ایسی صورت میں فیض غیر تجلی دائم ہو گا بخلاف
صورت بدل و صفت کے کہ اس صورت میں فیض
کی تعریف ہو گی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اضافت سے
پہلے صفت موصوف کی طرف ہو یا خلاف اس کے ہو
اور اگر تجلی دائم سے مراد افاضہ وجود عینی کا ہے پس
اضافت حقیقت پر ہے ایسی صورت میں نسخہ التجلی دائم
عطف سے عطف تفسیری ہے اور ایسی صورت میں
نسخہ التجلی الدائم بغیر واؤ عطف کے تھوڑے تبدیل
لباس سے صفت فیض کی ہے اس وجہ سے کہ فیض تجلی
دائم ہی سے حاصل ہوتا ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ فیض عین
تجلی دائم ہے۔ جانو اور سمجھو کہ جو صورت کسی دیکھنے والے
کی کسی چیز میں جو اس دیکھنے والے کیلئے مثل آئینہ ہو
وہ صورت اُس شخص کی صورت کے تابع نہیں ہوتی ہے
بلکہ آئینہ کے تابع وہ صورت ہے جیسا کہ آئینوں میں
مختلف صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ دیکھنے والا ایک
ہے جب آئینہ درست ہو گا دیکھنے والی کی صورت
ٹھیک درست دکھلائی دے گی۔ پس سمجھو اور جانو

Marfat.com

دبر تقدیر نسخہ فالتجلی الدائم بعطف عطف
تفسیر لیست و بر تقدیر نسخہ التجلی الدائم بدون
واو عطف صفت فیض است باد نی
ملابسہ چہ فیض حاصل نمی شود مگر بتجلی دائم
پس می تواں گفت کہ فیض عین تجلی دائم
باشد بدانکہ صورتیکہ ظاہر می شود بر کس
درامرے چوں آئینہ در تشکل تابع کس
نیست بلکہ بحسب محل ظاہر میگردد چنانکہ
در آئینہا صور مختلفہ ظاہر می شوند اگرچہ
ناظر یکی باشد و چوں آئینہ درست آید
صورت ناظر راست و درست نماید
پس دریاب کہ محل صورت انسانی و عین
ثابتہ او کہ آئینہ جمال و ظہور طلعت حق
باشد بغایت درست آمد تا صورت
حق کماہی دراں پیدا شد پس ندا در
دادند کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
پستر بدانکہ نفخ حق تعالیٰ مر روح را
در منی و خون رحم چہ باشد یعنی چوں مدت
معہود منی با خون امتزاج یافت استعداد

کہ صورت انسانی کا محل اور اُس کا عین ثابتہ جو کہ
آئینہ جمال و ظہور طلعت حق کا ہے بے انتہا ٹھیک
و درست آیا یہاں تک کہ حق کی صورت جیسی کہ ہے
اُس میں ظاہر ہوئی پس آواز دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ
آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اب اس بات کو بھی
سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا منی اور خون رحم میں نفخ روح
کرنا کیا ہے اور کس طرح ہے۔ یعنی جب ایک مدت
مقررہ منی نے خون کے ساتھ امتزاج پایا فیض
مقدس اور تجلی دائم کی قبول کرنیکی استعداد منی
اور خون رحم میں پیدا ہوئی اُس وقت انسان ظاہر
ہوا اسی طرح زردی و سفیدی بیضہ کی جبکہ ایک
مدت مقررہ گرمی پایا فیض مقدس کی قبول کرنے
کے استعداد میں پیدا ہوئی اور جو کچھ اُس میں چھپا
ہوا تھا ظاہر ہوا۔ یہ قول پہلے قول کا جو کہ گذر چکا
اُس کا پورا کرنیوالا اور جو قول کہ آگے آویگا اس کا
خلاصہ ہے۔ والیہ یرجع الامر کلہ جو قول کہ اوپر
گذر چکا اور اُس پر جو اعتراضات پیدا ہوتے ہیں
اُن اعتراضات کا یہ قول دفع کرنیوالا ہے۔
جیسے کہ کوئی کہے کہ جس محل میں کہ حق تعالیٰ کے تجلی

Marfat.com

قبول فیض مقدس وتجلی دائم درمنی وخون
پیدا شد آنزمان انسان ہویدا گشت وہم
چنیں زردی وسپیدی بیضہ چوں مدتے
مزید گرمی یافت استعداد قبول فیض مقدس
درآنجا پیدا شد وآنچہ مستور بود ہویدا
گشت ق مابقی الاالقابل والقابل لایکون
الامن فیضہ الاقدس ل این قول تمیم ما
سبق است وتوطیہ قولی کہ می آید والیہ
یرجع الامر کلہ ودریں قول دفع دخل است
چہ میرسد کہ بگوی کہ چوں صورت ظاہر نمی
شود مگر در محل قابل بقبول فیض مقدس
وتجلی دائم پس محل نیز ثابت نباشد مگر
بفیض مقدس وتجلی دائم پس محل را محلی
دیگر باید کہ قابل باشد تا فیض این محل بداں
محل فائض گردد وہم چنین مر ایں محل را
محلی دیگر باید پس لازم می آید تسلسل
درجانب موقوف علیہ کہ ممتنع است
باتفاق عقلاء از متکلمین وحکماء یا ثبوت
محل بفیض مقدس وتجلی حق نباشد پس

دائم اور فیض مقدس کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے
اُسی محل میں صورت ظاہر ہوتی ہے ایسی صورت میں
فیض مقدس اور تجلی دائم سے اُس محل کا ثبوت ہے
اور اس سے یہ امر لازم آتا ہے کہ اُس محل کیلئے ایک
دوسرے محل کی ضرورت ہے جس سے کہ اُس محل
کا فیض اُس محل میں کہ جس محل میں صورت ظاہر ہوتی
ہے پہنچے اسی طرح اُس محل کیلئے ایک دوسرا محل
ضروری ہے اب سمجھو کہ اس بنا پر تسلسل لازم آتا
ہے کہ جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اس بات پر
متکلمین اور عقلا اور حکما کا اتفاق ہے کہ واجب الوجود
میں تسلسل نہیں ہے۔ دوسرا اعتراض آپ یہ
بھی کر سکتے ہیں کہ تجلی دائم اور فیض مقدس سے
محل کا ثبوت نہیں ہے تو محل بنفسہ واجب الوجود
ہوگا یہ بھی خلاف اجماع اہل عقل و ارباب نقل
کے ہے اس کو اصحاب روایت و درایت دونوں
ناپسند کرتے ہیں۔ اب سنو کہ شیخ قدس سرہ فرماتے
ہیں کہ مابقی الاالقابل تا آخر یعنی وہ کون سی چیز ہے
اور کیا ہے جو صورتوں کو قبول کرتی ہے اس لئے کہ
درمیان میں قابل ضرورت ہی ہے اُس قابل صورت کا

Marfat.com

محل واجب الوجود باشد بنفسه درین
نیز بخلاف اجماع اہل عقل وارباب
نقل است واین را نہ اصحاب روایت
می پسندد و نہ اصحاب درآیت پس
گفت شیخ قدس سرہ مابقی الاقابل تا
آخر یعنی باقی نماند درمیان مگر قابل
صورت وقابل صورت ثابت نمی
شود مگر از فیض اقدس از حق تعالیٰ چہ
اعیان ثابتہ کہ قابل فیض حق تعالیٰ
وتجلیات الٰہی باشند فایض اند بفیض
اقدس از حضرت قدس بلا واسطہ نہ
بفیض مقدس تا مر اعیان ثابتہ را
محال باشد چہ اگر واجب تعالیٰ درمیان
نباشد ثبوت ہر شئی محال باشد کہ غیر
او ممتنع الوجود است واین حکم پیش
ارباب درایت بدیہی است و الفرق
بین الفیض الاقدس و الفیض المقدس
ان الفیض الاقدس ہو التجلی الذاتی
الموجب لثبوت الاعیان واستعداداتہا

ثبوت حق تعالیٰ کے فیض اقدس سے ہے فیض مقدس
سے نہیں ہے کیونکہ اعیان ثابتہ جو کہ فیض حق تعالیٰ
وتجلیات الٰہی کے قبول کرنیوالے ہیں بلا واسطہ
حضرت قدس سے فیض اقدس سے فیض پاتے
ہیں تاکہ اعیان ثابتہ کیلئے محال ہوں کیونکہ اگر
واجب تعالیٰ درمیان میں نہ ہوتے کا ثبوت
محال ہے سوائے واجب الوجود کے دوسرا وجود
نہیں ہے یہ اس لئے کہ واجب الوجود دوسرے
وجود کا رد کرنے والا ہے فیض اقدس اور فیض
مقدس کے درمیان جو فرق ہے اُس کو بھی سمجھ لو
حق تعالیٰ کے ذاتی تجلی کا نام فیض اقدس ہے
جو کہ حضرت علمیہ اور اُس کے بعد حضرت عینیہ
میں اعیان اور اُن کے استعدادت کا جو کہ
عین ثابتہ ہے موجب و سبب ثبوت ہے
حق تعالیٰ کے اسمائے تجلیات دائمی کا نام فیض
مقدس ہے جو اسمار الٰہیہ کے اعیان کے طلب
وتقاضا و استعدادات (یعنی بموجب عین ثابتہ)
کے جن جن اسمار الٰہیہ کے عیان کا جب جب
خارج میں ظہور ہوتا ہے اور اُن اسمار کے

Marfat.com

فی الحضرت العلمیہ ثم العینیہ والفیض المقدس
ہی التجلیات الدائمۃ الاسمائیۃ الموجب
لظہور مایقتضیہ استعدادات تلک الاعیان
فی الخارج التی بانعدامہا انعدم العالم
کل یوم ہو فی شان مرتب علی الاول پس
بدانکہ اگر آئینہ گری مرایای کثیرہ راست
کرد کہ در ہر مراۃ مر آئینہ گر را صورت
دیگر پیدا می شود و یکی ازینہا دست آید
کہ صورت او راست و درست دروے
ظاہر گردد پس میگوید کہ این صورت
عین من است و من عین این صورت
ام اگرچہ ہر صورت در ہر مراۃ صورت
ذات او باشد و ہرگز صورت آئینہ را
تغیر نمی تواند داد اگرچہ آئینہ ازو باشد
ومفروض آنست کہ آئینہ نیز قابل تغیر
نیست پس آئینہ چہ کند و صورت بیچارہ
چہ کند و آئینہ گر چہ کند پس اگر آئینہ گر
بگوید کہ درین مرایا صورتی کہ من دارم
پیدا نیست میخواہم کہ خود را بجمیع اشکال

اعیان جو خارج میں پائے جاتے اُن کے فنا ہونے
سے سارا عالم فنا ہو جاتا ہے کل یوم ہو فی شان ۔
اُس کا سبب وثبوت فیض مقدس تجلی دائم اسمائیہ
ہے یعنی تجلی دائم اسمائیہ عین فیض مقدس ہے ۔
فیض مقدس فیض اقدس کے اوپر ترتیب پاتا ہے
جانو اور سمجھو کہ اگر کوئی آئینہ بنانیوالا بہت سے آئینہ
بنادے اور اُن آئینوں میں اُس آئینہ گر کی علیحدہ
علیحدہ صورتیں ظاہر ہوں اور اُن آئینوں میں سے
کسی ایک آئینہ میں آئینہ گر کی صورت ٹھیک ٹھیک
اور صحیح صحیح جیسے کہ ہے ظاہر ہو ایسی صورت میں
آئینہ گر کیوں نہ کہے کہ یہ صورت عین میری صورت
ہے اور اس صورت کا میں عین ہوں اگرچہ ہر آئینہ
میں آئینہ گر کی آئینہ کے استعداد کے مطابق صورت
ظاہر ہے آئینہ گر ہرگز آئینہ کی صورت کو تغیر نہیں
کرے گا اگرچہ آئینہ اُسی سے ہے اور یہ امر طے
شدہ ہے کہ آئینہ قابل تغیر نہیں ہے ۔ پس آئینہ
اور آئینہ گر کیا کریں اور صورت بیچاری کیا کرے
پس اگر آئینہ گر کہے کہ ان آئینوں میں جیسی صورت
کہ میری ہے ظاہر نہیں ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ تمام

Marfat.com

و تدویر وجه و اعتدال قامت به بینم در کون
جامعی که حاضر باشد جمیع اوصاف مرا درست
باشد و روا بود و زیاده ازین باید شنید که
آنچه در درخت است از بیخ و بن و برگ و
شاخ و ثمره همه از تخم درخت اند و غیر آن
نیستند و هیچ چیزی از امور مذکوره عین
تخم درخت نباشد مگر ثمر پس چرا نگویند مصرعه
ولدت امی ابا ها و ذا من اعجبات بیت
پدر خویش زاد مادر من ۔ این چنین کاروبار
بوالعجب است **ق** فالامر کله منه ابتداءُ
و انتهاءُه **ل** یعنی پس ابتدا و انتها ہر
چیزی که ثابت باشد بامر کن از حق تعالیٰ است
یعنی ہرگاہ قابل و عین ثابتہ ہر شی و اگر بخواہی
بگوئی ہیولائی ہر شی که اول است فایض
باستعدادات خود از جناب حق قدوس
بفیض اقدس و صورت ہر شی که مقبول
باشد و آخر فایض از جناب حق وہاب
بفیض مقدس و ہم چنین ہر چیزی که مرتب
باشد بر صورت از معارف و فضائل و غیر

شکلوں میں اپنے صاف و ستھرے چہرہ کو اعتدال قامت
کے ساتھ ایسے کون جامع میں دیکھوں جو کہ میرے تمام
اوصاف کا گھیرنے والا اور ظاہر کرنیوالا ہو اس طرح
سے میرا کہنا ٹھیک و درست و روا ہے اور اس سے
زیادہ واضح ہو جو کچھ کہ درخت میں از قسم جڑ و پتہ
وڈالیاں ہیں یہ سب تخم درخت سے ہیں علاوہ اُس کے
نہیں ہیں امور مذکورہ سے کوئی بھی عین تخم درخت
نہیں ہیں مگر پھل عین تخم درخت ہے ایسی صورت
میں پھل کیوں نہ کہے کہ پیدا کیا میرے ماں نے اپنے
باپ کو یہ عجائبات سے ہے۔ پدر خویش زاد مادر من
این چنین کاروبار بوالعجب است یعنی ہر چیز کی
ابتدا و انتہا جو کہ امر کن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ سے
ہے یعنی جبکہ قابل و عین ہر شے یا اگر چاہو تو کہو ہیولائے
ہر شے جو کہ اول ہے اپنے اپنے استعدادات سے
حق قدوس کے دربار سے فیض اقدس سے فایض
ہیں اور صورت ہر شے کی جو کہ مقبول اور آخر
ہے حق وہاب کے دربار سے فیض مقدس کا فیض
ہیں اسی طرح معارف و فضائل و حقائق کی صورتیں
جو کہ مرتب اور موجود ہیں اور علاوہ اُس کے جو

Marfat.com

آن پس ہرچہ در عرصہ وجود است فائض
باشد از حق بہ اول خود و آخر خود کہ قابل
باشد و استعدادات آن و مقبول وانچہ
مترتب باشد بر آن ق والیہ یرجع الامر
کلہ کما ابتدا منہ ل یعنی بسوی حق تعالیٰ
راجع اند جمیع امور چنانچہ ابتدا جمیع امور
از حق تعالیٰ است و این جملہ گویا تاکید
جملہ سابق است پس ہیچ چیزے خارج
از جناب حق تعالیٰ نباشد ق فاقتضی
الامر جلاء مراٰۃ العالم ل یعنی پس تقاضا
کرد وطلب نمود امر الٰہی و شان خدائی
جلاء آئینہ عالم را یعنی چون عالم بی وجود
آدم چون آئینہ غیر مجلو بود و شان امر
الٰہی آنست کہ ہر محل بعد از تسویہ و تعدیل
قبول کند روح الٰہی را چنانکہ دانستی پس
پس تقاضا نمود وطلب کرد شان امر الٰہی
کہ جلاء یابد آئینہ عالم و قبول کند این
محل روح الٰہی را ق فکان آدم عین
جلاء تلک المرآت و روح تلک الصورت

بھی عرصہ وجود میں آئی ہوئی ہیں اسی طرح حق قدوس
وحق وہاب کے دربار سے بذریعہ فیض اقدس وفیض
مقدس فیضیاب ہوتے ہیں. پس جو کچھ کہ وجود کی
صورتیں ہیں اور موجود ہیں اپنا اپنا حق وحصہ اپنے
اپنے استعدادات کے مطابق اول وآخر سے فیض
اقدس اور فیض مقدس سے فیضیاب ہوتے ہیں
اور اُسی کی طرف کل امر راجع ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ
کی طرف تمامی امور لوٹنے والے ہیں جس طرح سے کہ
ابتدا تمام امور کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس
کوئی موجود دربار خداوندی سے خارج نہیں ہے
پس اس امور کی وجہ سے شان اور امر الٰہی نے طلب
وتقاضا کیا کہ آئینہ عالم میں جلا ہو یعنی جب کہ عالم
بغیر وجود آدم علیہ السلام کے مثل آئینہ غیر مجلو تھا
اور شان الٰہی اور امر خداوندی یہ ہے کہ ہر محل
تعدیل اور تسویہ کے بعد روح الٰہی وجان قدسی
کو قبول کر لیتی ہے جیسا کہ تم نے سنا اور سمجھا پس شان
الٰہی اور امر خداوندی نے طلب وتقاضا کیا کہ آئینہ
عالم میں جلا ہوا اور محل مستوی و معتدل و مستوی
روح الٰہی وجان قدسی کو قبول کرے۔ اور آدم علیہ السلام

Marfat.com

ل یعنی پس باشد آدم عین روشنی آن
آئینہ و روح آن صورت کہ عالم باشد
و قبل این قول جزاء قول شیخ قدس سرہ
کہ لما شاء الحق باشد تا آخر محذوف است
ای فاوجد آدم یعنی ہرگاہ خواست حق
تعالی کہ بہ بیند عین خود را واعیان اسمار
خود را در کون جامع و عالم چون آئینہ غیر
مجلو بود و شان امر الٰہی چیزیست کہ شناختی
پس تقاضا کرد کار حق و امر الٰہی جلائی آئینہ
عالم را و طالب شد شان الٰہی کہ قبول کند
عالم روح الٰہی را پس ایجاد کرد حق تعالی
آدم را پس گشت عین آدم عین جلا آئینہ
عالم و عین روح عالم و لتواند بود کہ قول
فکان آدم عین جلاء تلک المراٰۃ و روح
تلک الصورۃ جزاء شرط مذکور باشد پس
بدانکہ امر دیگر کہ چون آئینہ باشد مر ذات
حق تعالی را کہ ذات خود را در وے بہ بیند
عالم است و تا آنکہ آدم نیامدہ بود مر
ذات حق تعالی را در عالم صورت ظاہر

عین و روشنی آئینہ عالم و روح عالم کی ہوں۔ اور
قبل اس قول کے جزاء قول شیخ قدس سرہ جو کہ
لما شاء الحق تا آخر ہے محذوف ہے۔ اسے فاوجد عالم
یعنی جس وقت چاہا اللہ تعالی نے کہ اپنے عین کو یا
اپنے اسماء غیر متناہی کے اعیان کو کون جامع میں
جو کہ انسان کامل ہے دیکھے اور عالم مثل آئینہ غیر مجلی
تھا اور شان خداوندی اور امر الٰہی وہ چیز ہے جس
کو تم نے سمجھا پس شان الٰہی اور امر خداوندی نے
طلب و تقاضا کیا کہ عالم جو کہ مثل آئینہ غیر مجلی ہے
جلا پا دے اور عالم روح الٰہی کو قبول کرے پس
حق تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا
پس عین آدم عین جلاء عالم [illegible] روح عالم
ہو گئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قول فکان آدم
عین تلک المراٰۃ و روح [illegible]
شرط مذکور ہو۔ جانو کہ دوسری چیز جو کہ ذات
حق تعالی کیلئے مثل آئینہ ہے اللہ تعالی [illegible]
اپنے ذات کی دیکھنے کی خواہش [illegible]
اور جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہیں
ہوئے تھے اللہ تعالی کے ذات کی صورت عالم

Marfat.com

نشده بود وچون آدم پیدا شد وآئینہ
عالم بوجود در جلا، یافت صورت ذات
حق پیدا شد وآن صورت باطن انسان
است چنانکہ افضل الخلق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم گفت من عرف نفسہ
فقد عرف ربہ پس انچہ صورت حق است
باطن انسان باشد ونفس او وتوانی
گفت کہ باطن عالم وباطن آدم ہر دو صورت
ذات حق اند عنایت الامر تا آنکہ آدم بر
سریر ہستی قدم نہادہ بود مر عالم را
جمال پیدا نبود وباطن آن بظہور نیامد
وچون آدم برین سریر قدم نہاد وضیاء
روی او بر سطح سریر افتاد مر عالم را
نوری دیگر تافت ومر ذات حق را صورت
ظاہر شد پس ہر چہ در انسان است ہمہ
در عالم باشد چنانکہ گفت حق تعالیٰ د
کذلک نریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم
وچون کلمہ فی مکرر آمد گنجائش توزیع
نماند وآیات حق تعالیٰ در آفاق ودر

میں ظاہر نہیں ہوئی تھی جس وقت حضرت آدم علیہ السلام
ظہور میں آئے اور آئینہ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام
کے وجود میں آنے سے جلا پایا ذات حق کی صورت
جو کہ باطن انسان ہے ظاہر ہوئی جیسا افضل الخلق
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے
پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اُس نے پہچانا اپنے رب کو
پس جو صورت حق کی ہے وہ باطن انسان اور اُس کا
نفس ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ باطن عالم و باطن
آدم دونوں حق کے ذات کی صورتیں ہیں۔ غرض یہ کہ
جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہستی کے
چبوترے پر قدم نہیں رکھا تھا اور اُس کا باطن
ظہور میں نہیں آیا تھا عالم کا جمال و کمال ظاہر نہیں
ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کے چہرہ کی
روشنی وجود کے تخت پر پڑی عالم اُن کے نور سے
چمک اُٹھا اور ذات حق تعالیٰ کیلئے صورت ظاہر ہوئی
بس جو کچھ کہ انسان میں ہے وہ سب عالم میں ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اسی طرح دکھلادیں گے
ہم اپنی نشانیاں آفاق میں اور تمہارے انفس میں۔
اب سمجھو کہ جبکہ کلمہ فی مکرر آیا تو توزیع کی گنجائش باقی

Marfat.com

الفس نہ چون جنیبت امیر باشد بر جناب
تو ولشکر وغیر آن در حریم تو بلک آیات
تو از بینی موزون وچشم میگون ولب
لعل وغیر آن در ذات تو اند وتو عین
این آیاتی چنانکہ گفت حق تعالیٰ بعد
ازین آیۃ حتی یتبین لہم انہ الحق پس
شک وریب چرا باشد افی اللہ شک
ازینجا است کہ گفت بعد آن قول الا
نہم فی مریۃ من لقاء ربہم پس ای
برادر سر بردار و دیدہ بکشا نہ سر تن
و دیدہ سر بلک سر و دیدۂ دل ولا
تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور پس گفت بعد این قول
الا انہ بکل شیء محیط وکشف این مطلب
وشرح این آیۃ در انفاس الخواص
واقع شدہ است ہذا بلاغ للناس
ولینذروا بہ ولیعلموا انما ہو الہ واحد
ولیذکر اولوا الالباب وتو اند بود کہ
بگوئی کہ چون ذات حق تعالیٰ اعیان

ہیں رہی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں آفاق و
الفس میں مثل گھوڑے ولشکر کے نہیں ہیں بلکہ
اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مثل سر کے نشانیوں
کے بینی موزوں وچشم میگون ولب لعل وغیرہ
کے ہیں اور تم عین وہ نشانیاں ہو جیسا کہ اس
آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہاں تک
کہ ظاہر تمہارے لئے حق پس شک وشبہ کیوں ہو
اور پھر بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
خبردار ہو تمہارے لئے اُس کے دیکھنے میں
تمہارے رب کی بقا ہے۔ پس اے بھائی
باطن کے سر کو اُٹھا اور دل کی آنکھ کھول اسنئے
کہ اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے
دل کی آنکھ جو اُن کے سینوں میں ہے اندھی ہے
بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق
اللہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس مطلب کا
کشف اور اس آیت کی شرح انفاس الخواص
میں کی گئی ہے۔ یہ ہے پہنچانا واسطے لوگوں کے
اور ڈرانا اُن کو اور جانتے ہیں وہ لوگ کہ تحقیق
وہ الہ واحد ہے اور یہ اولی الالباب کے واسطے

Marfat.com

ثابتۂ عالم را بہ پرتو ضیا ر ذات مقدس
خود نور وجود بخشید و بوجود عینی در نمود
وشہود آمدند بہ صورت ذات حق پیدا
نشد چہ اعیان ثابتۂ عالم مر ذات حق تعالیٰ
را چون آئینہ نبود چنانکہ مر روی صبیح ترا
گلِ تیرہ وجسم قبیح آئینہ نباید پس رایت
عنایت سلطانِ حقیقی سر خود بدر سرای
عین ثابتہ انسان درکشید انسان بروح
وبدن و باطن وظاہر ومعنی وصورت
ہویدا شدہ وقرۃ العین پیدا گشت و
فرزند خلف وخلیفۂ مطلق رو بنمود اگر
این سر برتو کشف شود شادمانی کنی ؎
باللہ ار چشم فکر باز کنی :. بر زمین و زمانہ ناز کنی
آسمان و زمین طفیلِ تواند :. تو امیری وجملہ
خیل تواند :. پس آن زمان دریابی کہ
حق چہ میگوید انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات
والارض والجبال فابین ان یحملنہا و
اشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان
ظلوماً جہولا یعنی ظلوما علی نفسہ ممیتا ایاہا

نصیحت ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جبکہ ذات
حق تعالیٰ نے اعیان ثابتہ عالم کو اپنے ذات مقدس
کے پرتو اور روشنی سے نور وجود بخشا اور موجود
عینی میں ظاہر ہو کر شہود میں آیا کسی صورت میں
اللہ تعالیٰ کی ذات ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ اعیان
ثابتہ عالم حق تعالیٰ کی ذات مقدس کیلئے مثل آئینہ
نہیں تھے جیسے کہ تمہارے خوبصورت چہرہ دیکھنے
کے لئے سیاہ مٹی وجسم قبیح مثل پتھر وغیرہ آئینہ نہیں
بن سکتے ایسی صورت میں سلطان حقیقی کے
عنایت ومہربانی کے علم نے اپنا سر انسان کے
عین ثابتہ کے دروازے سے بلند کیا انسان روح
وبدن باطن وظاہر معنی وصورت سے ظاہر وپیدا
ہو کر قرۃ العین ہوا۔ اور خلیفہ مطلق وفرزند
خلف بن کر ظاہر ہوا اگر یہ راز تم پر ظاہر ہو خوشی
کرو۔ اللہ کی قسم اگر فکر کی آنکھ تو کھولے تو زمانہ
وزمین پر ناز کرے اور یہ سمجھے کہ تمہارے ہی طفیل
یہ آسمان وزمین وجود میں آئے ہیں تو امیر ہے
اور یہ سب تیرے لشکر ہیں۔ پس اس وقت تو
تو سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہا ہے تحقیق میں نے

Marfat.com

مفنیا ذاته جهولاً لغیره نافیا لما سواه نافیا
لما علاه بقوله لا اله الا الله پس چنانکه گوید حق
تعالی وما قدروا الله حق قدره اذ قالوا ما
انزل الله علی بشر من شیء و درین آیته
کمال انسان مبین می شود چنانکه در
انفاس الخواص این فقیر ذکر کرده است
وقالوا انا کفرنا بما ارسلتم به وانا لفی شک
مما تدعوننا الیه مریب پس بدانکه انسان
اگرچه نظر بنشاء عنصری از اعیان بوده
عالم متاخر آمده چه نشاء عنصری انسان
موقوف بود بر حصول استعداد مزاج که
بی کسر وانکسار در ارکان عنصر حاصل
نمیشود چنانکه گفت حق تعالی خمرت
طینة آدم بیدی اربعین صباحا نظر
بنشاء علمیه قبل از جمیع اعیان است چنانکه
گفت رسول الله صلی الله علیه وسلم اول
ما خلق الله نوری او روحی و حق
تعالی لولاک لما خلقت الافلاک ای محمد
وجود ترا دخل است در خلقت افلاک

امانت اپنی آسمان وزمین وپہاڑ کے اوپر
پیش کی وہ سب آپس میں مل گئے اور ٹھہر گئے لیکن
انسان نے اُس کو اُٹھالیا کیونکہ وہ ظالم وجاہل تھا
یعنی ظلم کرنیوالا اوپر اپنے نفس کے اپنے مٹنے والا ذات
سے ذات میں فانی ہونیوالا غیر سے جاہل اُس کے
علاوہ دوسرے کو بھلانے والا اپنی ذات میں اپنے
کو فانی کرنیوالا اس لئے کہ اُس کے علاوہ دوسرا
وجود نہیں ہے بقولہ لا الہ الا اللہ پس اللہ تعالی
کیوں [illegible] انہیں قدر کیا [illegible] جیسا کہ حق قدر
کرنے کا ہے کہ کہا اُن لوگوں نے نہیں نازل کیا
بشر پر کوئی شے اس آیت سے انسان کا کمال ظاہر
ہوتا ہے جیسا کہ انفاس الخواص میں اس کا ذکر
کیا گیا [illegible] کہا ہم نے انکار [illegible] جس چیز کو تم لیکر
آئے [illegible] بے شک ہمیں شک ہے جس چیز کی
طرف [illegible] بلاتے ہو [illegible] کہ انسان اگرچہ
نشاء [illegible] کے اعتبار [illegible] سے تمام عالم کے
[illegible] کے بعد وجود [illegible] ہے اس کی
وجہ [illegible] انسان کی نشاء عنصری استعداد کے
حاصل ہونے پر موقوف تھی اور وہ استعداد

Marfat.com

چنانکہ میگوئی لولا زید لما سلم عمرو یعنی مر
وجود زید را دخل است در سلامتی عمرو
پس صاحب شہود و عارف بمراتب وجود
میداند کہ در جمیع مظاہر سماویہ و عنصریہ
ایں شریف ولطیف موجود باشد و مر
صورت ایں را در جمیع مراتب نزول کہ
از حضرت علمیہ بسوی عینیہ باشد و از حضرت
غیبیہ بسوی شہادت شاہدی باشد و
ہنوز چتر شاہی بر سر صورت انسانی کہ
حادث باشد و زمانی نکشیدہ است چنانکہ
گفت باری تعالیٰ وقد خلقکم اطوارا از ینجا
گفتہ اند علم الاولیاء تذکری لا تفکری چہ
در ہر مرتبہ مر مکاشف را عبوری واقع
است نہ کہ این قول ناطق است بجواز
تناسخ و وقوع آن و بعد از افتراق روح
از بدن انسان را بحسب اعمال مکتسبہ صورتی
می بخشند و بر مکاشف این صورت بوقت
مکشوف بشود و از ینجا توہم میکند کہ آنرا
بعد از افتراق از بدن دنیوی دادہ اند

بغیر ارکان عنصریہ کے ملے ہوئے اور بغیر کسر و انکسار
حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ گوندھا میں نے دونوں ہاتھوں سے آدم کے
مٹی کو چالیس صبح لیکن نشاۃ علمیہ کے اعتبار د
نظر سے جمیع اعیان عالم کے پہلے اُس کا وجود تھا
جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور اور روح
کو پیدا کیا اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر
آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا یعنی آپ کے
وجود کو افلاک کے پیدا کرنے میں دخل تمام ہے۔
جیسے کہ تو کہتا ہے اگر زید نہ ہوتا تو عمر سلامت نہ
رہتا یعنی عمر کے سلامتی میں زید کو دخل تمام ہے
پس صاحب شہود اور مرتبہ وجود کا جاننے اور
پہچاننے والا جانتا اور پہچانتا اور دیکھتا ہے کہ
یہ جوہر شریف ولطیف یعنی حضرت انسان کے
صورتوں کو مرتبہ نزول میں جو کہ حضرت علمیہ سے
عینیہ میں اور غیبیہ سے شہادت میں درجہ بدرجہ
نزول کرتا ہوا آیا ہے اور ابھی بادشاہی چتر انسان
کے سر و صورت پر جو کہ حادث زمانی ہے نہیں

Marfat.com

و نہ چنین است بلکہ اور متلبس شدہ است
بجسد اخروی کہ آن جسد را بدیدۂ باطن
وچشم دل توان دید چنانکہ در فص یونسی
انشاء اللہ العزیز ذکر این مطلب خواہد
شد **ق** وکانت الملائکۃ من بعض قوی
تلک الصورۃ التی ہی صورۃ العالم
المعبر عنہ فی اصطلاح القوم بالانسان
الکبیر **ل** این قول عطف است بر قول
فکان آدم عین جلاء تلک المراۃ وروح
تلک الصورۃ اگر این قول جزاء شرط
نباشد واگر نہ جملہ حالیہ است یعنی پس
باشد عین آدم جلاء و روح صورت
عالم و باشد ملائکہ واسطہ اندر تدبیر
صورت عالم بعض قوای صورت عالم
کہ تعبیر کردہ شدہ است از آن عالم در
اصطلاح اہل شہود وارباب وجود
بانسان کبیر پس قوا رکواکب سبعہ وغیر
آن از ثوابت واجرام داخل در ملائکہ
اندکہ آنہا بعض قوای صورت عالم

کھینچا ہے۔ یعنی حضرت انسان ہنوز وجود عینی میں نہیں
آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق ہم نے
تم سب کو طور طور پیدا کیا اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ
اولیاء اللہ کا علم ذکر سے حاصل ہوتا ہے فکر سے حاصل
نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہر مرتبہ نزول میں مکاشف کیلئے
عبور واقع ہوتا ہے۔ یہ بات تناسخ کو جائز کرنیوالی
نہیں ہے اور نہ اُس کو ثابت کرنیوالی ہے بدن سے
روح نکلنے کے بعد جیسا اعمال انسان کسب کرتا ہے
اُسی اعتبار سے اُس کو صورت بخشدیتے ہیں اور
مکاشف پر یہ صورت ہر وقت کشف ہوتی رہتی
ہے اور اس جگہ یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ اُس جسم کو
بدن دنیوی کے علیحدہ ہونے کے بعد دیتے میں
ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اسی دنیا میں جسم اخروی
سے متلبس ہوگیا ہے اور اس جسم کو باطن اور
دل کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ فص یونسی
میں انشاء اللہ العزیز اس کا ذکر کیا جائے گا۔
یہ قول اوپر قول فکان آدم عین جلاء تلک المراۃ
وروح تلک الصورت کے عطف ہے اگر یہ
قول جزاء شرط نہیں ہے تو یہ قول۔ قول فکان

Marfat.com

خوانده اند پس ہمہ چیز از قوائے روحانیہ و
نفوس منطبعہ کہ در اجرام علوی و سفلی اند
و قوای جسمانیہ ملائکہ اند و مدبر حق باشد
یا عین آدم کہ صورت اوست و این را
قطب الاقطاب میدانند چہ ہمہ تدبیر عالم
از عین اوست اگرچہ بحسب صورت و نظر
بنشار عنصری داخل صورت عالم باشد
و باکل و شرب و اشتغال بمشاغل مردم
مختفی و مستور و محجوب بخود مغرور است
و بکمال خویش مسرور چنانکہ گفتند و ما
لہذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی
الاسواق و گفت حق تعالیٰ ما المسیح ابن
مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل
و امہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام و نیز
گفتہ است و ما ارسلنا قبلک من المرسلین
الا انہم لیاکلون الطعام و یمشون فی الاسواق
چہ ایشان در سوق شوق باشند و اتباع
حصور نہ در بازار غفلت و خرید غرور و
محجوب ایشان را چوں خود می بیند و لا

آدم الی آخرہ پر عطف ہے نہیں تو جملہ حالیہ ہے۔ یعنی
عین آدم جلاء آئینہ عالم اور روح صورت عالم
کے ہوئے اور ملائکہ کہ جو تدبیر صورت عالم میں
واسطہ ہیں بعض قوائے صورت عالم کی جو کہ اصطلاح
میں اہل شہود کے انسان کبیر کہتے ہیں ہوئے پس
قوائے کواکب سبع اور علاوہ اُس کے ثوابت اور
اجرام سے ملائکہ میں داخل ہیں کہ جس کو صورت عالم
کا بعض قوائے کہا گیا ہے۔ پس تمام چیزیں خواہ وہ
وہ قوائے روحانیہ ہوں یا قوائے جسمانیہ ہوں یا
نفوس منطبع ہوں جو اجرام علوی و سفلی میں ہیں
سب ملائکہ ہیں اُن سب کا مدبر حق ہے یا عین آدم
ہے کہ صورت اُس کی ہے اور اُس کو قطب الاقطاب
جانتے ہیں اس لئے کہ تمام عالم کی تدبیر اُسی کے عین
سے ہوتی اگرچہ بحسب ظاہر اور نشارۂ عنصری
کے نظر سے عالم کی صورت میں داخل ہے دکھانے
و پینے و کام وغیرہ کرنے کی وجہ سے لوگوں میں پوشیدہ
ہے اور جو لوگ کہ حجاب میں ہیں وہ خود بخود مغرور
ہیں اور اپنے کمال پر خوش ہیں جیسا کہ اُن لوگوں
نے کہا ہے کہ یہ کیسے اور کس طرح سے رسول ہیں

Marfat.com

تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور لاجرم سیر بازار و خوردن
و آشامیدن و پوشیدن مانع دفاتر می
باشد پس دریافتی کہ حق چہ میگوید اولیای
تحت قبائی لا یعرفہم سوائی ونہ بدے
کہ قبای او چہ باشد سوائے او کہ رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام میگوید انی لست
کاحدکم ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی
یعنی او را در حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا مبین و طعام و آب او را چوں
طعام و آب ما و خود مخوان پس بر من
تقدیر حکم کردن بآنکہ بعضی ملائکہ مدبرات
اند بر سبیل مجاز باشد چنانکہ گفت باریتعالی
فالمدبرات امرا کہ فعل تمام دارند چنانکہ
سکین را قاطع میگوئی و اگر روحانیت
کواکب سبعہ وغیر آن را مدبر بر سبیل حقیقت
بخوانی اگرچہ خلاف واقع است و نازش
شیخ قدس سرہ پس مراد بملائکہ درین کلام
بعض ملائکہ اند یعنی بعضی ملائکہ قوای آن

کہ کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے
ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں ہے مسیح ابن مریم
مگر رسول جیسے کہ اُن کے پہلے رسول گذرے ہیں اور
اُن کی والدہ صدیقہ تھیں اور وہ سب کے سب
کھانا کھاتے تھے۔ دربھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ اور ہم اس کے پہلے بہت سے رسول بھیجے وہ
سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں
چلتے پھرتے تھے کیونکہ یہ لوگ حضوری کے بازار میں
حضوری کے خریدنے والے ہوتے ہیں اور غفلت
کے بازار میں غرور اور حجاب کے خریدنے والے
نہیں ہوتے اور محجوب ان لوگوں کو مثل اپنے سمجھتا
اور دیکھتا ہے آنکھیں اُن کی اندھی نہیں ہوتیں لیکن
اُن کا دل جو سینوں میں ہے اندھا ہوتا ہے اسلئے
سیر بازار اور کھانا و پینا اور پہننا اُن کا ... کے
والا اور چھپانے والا ہوتا ہے پس سمجھا ...
تو نے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ...
میرے قبا کے نیچے ہیں ... سوا
کو نہیں پہچانتا اور ... بھی کھا ...
ہے اور سوا کیا ہے رسول مقبول صلی ...

Marfat.com

صورت اند وبعضی دیگر مدبر آن صورت
ومن درمن بعضی قوای تلک الصورة زائد
است بر مذہب کوفیان کہ شیخ مائل است
بایشان وبرین تقدیر بعض قوای گفتن
ظاہر است واما بر تقدیر اول پس نظر
بہمان است چہ ہیمان ہنوز خبر ندارند
کہ آدم ظاہر در عرصہ وجود آمد است یا نہ
پس اینہا کہ داخل ملائکہ کہ گفت حق تعالی
مر آنہا را انی جاعل فی الارض خلیفۃ نباشد
عالم را انسان کبیر گفتن نظر بصورت
است نہ بمعنی چہ عالم تفصیل نشاء انسانی
است وتفصیل بصورت اکبر باشد از
اجمال نہ بمعنی چنانکہ میگوئی کہ ہر فاعل
مرفوع است ومیگوئی کہ زید در ضرب
زید وعمرو در انتقم وخالد در قام خالد
وبکر در قعد بکر وغیر آن مرفوع اند و
مر صورت را نزدیک اہل اعتبار اعتبار
نیست ازینجا گفتہ میشود خیر الکلام ماقل

فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کے مثل نہیں ہوں میں رات
بسر کرتا ہوں اپنے رب کے پاس وہی مجھے کھلاتا اور
پانی پلاتا ہے۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرہ
مبارک میں مت دیکھو اور اُن کا کھانا وپینا مثل
اپنے کھانے وپینے کے نہ سمجھو۔ پس ایسی صورت میں
جو کہا گیا ہے کہ بعضے ملائکہ مدبرات ہیں مجاز کے طریقہ
سے کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
فالمدبرات امرا کہ دخل تمام رکھتے ہیں جیسے کہ چھری
کو کاٹنے والا کہتے ہیں اور اگر روحانیت کواکب سبع
وغیرہ بر سبیل حقیقت مدبر کہو تو کوئی ہرج نہیں ہے
اگرچہ یہ شیخ قدس سرہ کے مرضی کے خلاف ہے۔ پس
اس جگہ ملائکہ سے مراد بعضے ملائکہ ہیں یعنی بعضے ملائکہ
اُس صورت کے قوای ہیں اور بعضے اُس صورت
کے مدبر ہیں من میں بعض قوای تلک الصورت
کوفیوں کے مذہب پر زائد ہے اور شیخ قدس سرہ
اُسی طرف مائل ہیں ایسی صورت میں بعض
قوائی کہنا ظاہر ہے لیکن پہلی صورت نظر

Marfat.com

ودل پس انسان کہ جامع است مر عالم
جمیع حقائق الٰہیہ را بہترین کلمات حق باشد
وازینجا گفت حضرت عباس رضی اللہ عنہ
انا اسنؓ و رسول اللہ اکبر وقتیکہ پرسیدند
از وے انت اکبرام رسول اللہ
ق فکانت الملائکۃ لہ کالقوی الروحانیۃ
والجسمیۃ التی ہی فی النشاۃ الانسانیہ
ل پس ہستند ملائکہ کہ تدبیر صورت
عالم بواسطہ آنہا است مر عالم را چون
قوای روحانی وجسمانی در نشاۃ انسانی
یعنی نسبت ملائکہ بسوے صورت عالم
چوں نسبت قوای روحانی وجسمانی در
نشاۃ انسانی بسوے انسان باشد و
قوای روحانی چون عقل نظری وعملی و
حواس باطن از وہم وخیال وغیر آن و
قوای جسمانی چون حواس ظاہری وقوت
غاذیہ ونامیہ ومولدہ وغیر آن پس ملائکہ

بیمانؐ ہے کیونکہ بیمان ابھی تک خبر نہیں رکھتے
کہ آدم عرصہ وجود میں آئے یا نہیں پس ملائکہ یہاں
ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کو مخاطب کرکے اللہ
جل شانہ نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں زمین پر اپنا
خلیفہ بنانیوالا ہوں اور عالم کو انسان کبیر کہنا
ظاہری اعتبار ونظر سے ہے کہ عالم تفصیل نشاۃ
انسانی کی ہے اور تفصیل مجمل سے بڑی صورت
میں ہوتی ہے معنی کے اعتبار سے بڑی صورت
نہیں ہے جیسے کہ کہے تو کہ ہر فاعل مرفوع ہے
اور کہے تو کہ زید ضرب زید میں اور عمر انتقام
عمر میں اور خالد قام خالد میں اور بکر در قعد بکر
میں وعلاوہ اس کے مرفوع ہیں۔ اور صورت
کا اہل اعتبار کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے
اسی جگہ ومقام پر کہا جاتا ہے کہ خیر الکلامؐ قل
ودلؐ پس انسان جوکہ تمامی حقائق الٰہیہ وعالم کا
جامع ہے بہترین کلمات حق ہے۔ اسی مقام سے
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے

لہ بیمان اُن فرشتوں کو کہا گیا ہے جو اللہ کے جلال وحیرت میں حیران ہیں اور کوئی خبر نہیں
رکھتے لہ اچھا کلام تھوڑا اور دلالت کرنیوالا زیادہ ہو۔

Marfat.com

صورت عالم قوای صورت عالم اند و
ملائکہ نشار انسانی قوای این نشا اکہ مر ہر
یکی را در تدبیر حق تعالیٰ مر ہر دو صورت را
دخلی تمام است و قدمی راسخ مثلاً شیرے
عقب تو فریاد کردیا زبان گرفتہ می آید
و تو ہرگز از آمدن او خبر داری ناگاہ ترا
بمعونت سامعہ تو خبر دار و ہوشیار ساختند
د آواز و یا صدا ر پائے او بگوش تو رسانند
د سامعہ دگوش ترا محافظ تو ساختند و
ہم چنین باصرہ چہ مارے نزدیک تو رسیدہ
است ناگاہ نظر تو بر آن واقع شد و
محفوظ ماندی و باصرہ محافظ حال تو
باشد و علی ہذا القیاس و محافظ تمام
بجناب لامسہ تعلق دارد و مرا ترا سلطنت
کلی است از ینجا است کہ در تمام ممالک
محروسہ سلطنت دستی دارد و اگر آنجناب
از تو بالکل اعراض نماید ہلاکت تو پدید
آید و غلبہ جست رد نماید و اگر در ینجا مدبر
نفس ناطقہ را بگوئی گنجائش دار دپس

کہ میں سن رسیدہ ہوں اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں نہ اُس وقت فرمایا
جس وقت کہ کسی دریافت کرنیوالے نے دریافت کیا
کہ اے چچا رسول اللہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بڑے ہیں پس صورت عالم
کی تدبیر ملائکہ کے ذریعہ و واسطہ سے ہوتی ہے جس
طرح نشار انسانی کی تدبیر قوای روحانی وجسمانی کے
ذریعہ ہوتی ہے یعنی نسبت ملائکہ کی صورت عالم کے
ساتھ مثل نسبت قوای روحانی وجسمانی کے انسان
کے ہے قوای روحانی مثل عقل نظری و عملی و خواص
باطن وہم وخیال اور علاوہ اُس کے اور مثل
خواص ظاہری و قوت غاذیہ و نامیہ و مولدہ و
علاوہ اُس کے قوای جسمانی میں۔ پس ملائکہ صورت
عالم قوائے صورت عالم کے ہیں اور ملائکہ نشار
انسانی قوای نشار انسانی میں اور ہر ایک کو
تدبیر حق تعالیٰ میں دونوں صورتوں کیلئے دخل
تمام اور قدم راسخ ہے مثلاً اگر کوئی شیر تمہارے
پیچھے سے زبان نکالے ہوئے اور شور مچاتا ہوا آتا
ہے تم اُس کے اس طرح پیچھے سے آنیکی خبر نہیں رکھتے

Marfat.com

اکنون دریاب کہ ساکنان قباب ملکوت
ومتوطنان سرادقات جبروت ونفوس اہل
تجرید از آسمان وزمین از تو جدائی ندارند
دار خانۂ تو بیرون نرفتہ اند و بر تو ہمیشہ
حاضر اند اگر خانۂ ترا از خاشاک علائق
خارعوائق روفتہ اند ہمہ را تو بر تو در تو
برتو متجلی خواہند ساخت وکشف وبسط
این مطلب در جای دیگر از انفاس الخواص
دعبیرآن مبین ومبرہن شدہ است پس
دریاب کہ استغفار ملائکہ مر انسان را چہ
باشد وچرا باشد ق وکل قوۃ منہا محجوبہ
بنفسہا لاتری افضل من ذاتہا یعنی
ہر قوت از قوای مذکورہ کہ تعلق بصورت
عالم دارند محجوب است بذات خود نمی
بیند فاضل تری را از خود وجز ذات خود
را بزرگ تر نمی یابد پس این قول گویا
بیان است مر قول اورا کہ کل قوۃ منہا
محجوبہ بنفسہا باشد از ینجا است کہ ترک
عطف کردہ ونواند بود کہ قوای مطلق

یکایک تمہارے کان اُس آواز سن لیتے ہیں اور تم
کو ہوشیار اور خبردار کر دیتے ہیں یا اُس شیر کے
پانوں کی آہٹ وآواز تمہارے کان میں پہنچی تم
ہوشیار و خبردار ہو گئے اور شیر کے حملہ سے بچ گئے
اب سمجھو کہ تمہارے کان اور تمہاری ... قوت
نے جو کہ ملائکہ میں تمہاری حفاظت ... اور تم
شیر کے شر سے محفوظ رہے اس طرح ... سانپ
تم کو نقصان پہنچانے کیلئے تمہارے ... راہ ہے
یکایک تمہاری نظر اُس پر پڑی ... سے
ضرر سے بچ گئے اس صورت میں ... اور
قوت باصرہ نے جو در اصل ملائکہ ... ی محافظ
ہے تمہاری محافظت کی اور تم محفوظ ... اسی
طرح سے تمام قوتوں کو جو کہ ملائک ... ی
محافظ ہیں قیاس کر لو در اصل تمہاری ... ولمال
محافظت قوت لامسہ سے ہوتی اور ... لئے
سلطنت کلی ہے یہی وجہ ہے کہ تمہارے ... تمہارے
محروسہ میں قوت لامسہ کی سلطنت ... اگر
قوت لامسہ جو کہ ملائکہ ہے تم سے بالکل علیحدہ ہو جاوے
یا علیحدہ کر دی جاوے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے اگر تم

Marfat.com

گرفتہ شود چہ مر عقل را دعوی دیگر است
میگوید انا خیر منہ خلقتی من نار وخلقتہ
من طین ۔ عمل من در ہمہ جا از حقائق
مائیات وکلیات وجزئیات مادیہ و
غیر مادیہ جاری است واین دعوی
کذب است چنانچہ عنقریب خواہد آمد
ہم چنین وہم دعوی سلطنت خود بر عالم
انسانی دارد وبینہ ادراک معانی جزئیہ
برین دعوی می گذراند واین نیز
کاذب است فان کل مدعی کذاب
چہ ملک مر قلب راست کہ قلاب است
در ہمہ اطوار متعلق است باخلاق اللہ
شائستہ خلافت حق تعالی اوست این
ہمہ نقیبان وخادمان قلب اند آرے
چون اینہا را قرب بقلب حاصل گردد
وبواسطہ قلب بحقیقت الحقائق
واصل شوند آن زمان نزہت وعلو مرتبہ
مر اینہا را رونماید ودریابند کہ قلب
چہ میخواند وچہ میگوید بیت ۔ جمال ہمنشین

اس جگہ نفس ناطقہ کو مد برکہو گنجائش ہے اب سمجھو
کہ قبہ ملکوت اور جبروت کے خیمہ کے اندر رہنے
والے اور آسمان وزمین کے نفوس اہل تجرید
تمہارے ساتھ رہتے اور تمہارے گھر کے اندر
تھیں کہیں باہر نہیں تھیں اور ہمیشہ تمہارے
سامنے میں اگر تمہارا گھر علائق کے کوڑا اور کرکٹ
اور عوائق کے کانٹوں سے پاک وصاف ہو جاوے
تو سب کے سب تجھ سے تجھ پر تجھ میں متجلی ہوں گے
اس کا حال دوسری لکھا گیا ہے پس سمجھو کہ انسان
انسان کے لئے ملائکہ کا طلب مغفرت کرنا کیا ہے
اور کیوں ہے اور کس لئے ہے ۔ یعنی ہر قوتیں
جو کہ ملائکہ ہیں اور صورت عالم سے تعلق رکھتی
ہیں اپنی ذات میں محجوب ہیں اپنے سے فاضل اور
بڑا دوسرے کو نہیں پاتے اور نہ دیکھتے ہیں ۔
یہ قول شیخ قدس سرہ کے اس قول کا جو کہ کل
قوۃ محجوبہ بنفسہ سے مال ہے اس وجہ سے ترک
عطف کیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قوای
مطلق کہا جائے اس لئے کہ عقلی کا دعوی
دوسرے قسم کا ہے جو کہتی ہے کہ میں انسان سے

Marfat.com

درمن اثر کرد:: وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم۔
ق وان فیما تزعم الاہلیۃ بکل منصب
عالی ومنزلت رفیعۃ عنداللہ ل این
قول عطف است بر قول افعل من ذاتہا
وقول او فیما تزعم مقدم است بر قول
او وان فیما یا موخر باشد از تمام این قول
وما مقدر یہ است یعنی ہر قوت از قوائے
مذکورہ محجوب است بذات خود نمی بیند
فاضل ترے را از خود نمی بیند در گمان
خود کہ در نشار انسانی اہلیت واستحقاق
ہر منصب بلند ومرتبہ سرفراز است
نزدیک خدا تعالیٰ چہ آنہا دیدہائے
خود جز برخود ہا نکشادہ اند وفضیلت
وجمعیت انسان را ندیدہ ومشاہدہ
جمال قلب او ننمودہ وبخود گمانے دیگر
دارند یا این قول جملہ حالیہ باشد واین
زمان قول او کہ فیما تزعم باشد ازتکاب
تکلف درست نمی شود یعنی ہر قوت از
قوائے مذکورہ محجوب است بذات خود

بہتر ہوں مجھ کو آگ سے اور انسان کو مٹی سے
پیدا کیا ہے اور عقل یہ بھی دعوی کرتی ہے کہ میرا
عمل داخل تمام حقائق ماسات وکلیات
وجزئیات ومادیہ وغیر مادیہ اور علاوہ اُس
کے سب جگہوں میں جاری وساری ہے عقل
کا دعویٰ جو وہ اپنے بزرگی اور بڑائی کے
ثبوت وتائید میں پیش کرتی ہے غلط ہے
چنانچہ اس کا بیان بہت جلد آدے گا۔
اسی طرح سے وہم اپنی سلطنت کا دعوی عالم
انسانی پر کرتا ہے اور رکھتا ہے اور دلیل
اس دعویٰ کی ما ثبات سمجھنے کی لاتا ہے اور
یہ بھی جھوٹا ہے جتنے بھی مدعی ہوں سب
جھوٹے ہیں اصل میں ملکیت قلب کیلئے ہے
کیونکہ وہ تمام اطوار میں قلابؑ ہے اللہ تعالی
کے اخلاق سے متعلق اور متصف اور خلافت
کے لائق ہے یہ سب خادم اور چوبدار قلب کے
ہیں لیکن جب ان کو قلب سے قربت حاصل ہوتی
ہے اور قلب کے ذریعہ وواسطہ سے حقیقت
الحقائق سے ملتے ہیں اس وقت ان کی زینت

Marfat.com

نمی بیند فاضل نزے را از خود حال آنکہ
بدرستیکہ در نشاء انسانی ست چنانکہ
گمان می برد و میداند نشاء مذکور اہلیت
و استحقاق ہر منصب عالی و مرتبہ رفیع
را نزد خدائے تعالیٰ و در بعضے نسخہ ما تزعم
واقع است بجائے فیما تزعم - یعنی در نشاء
انسانی چیزی است کہ گمان می برد و میداند
چیز مذکور را اہلیت و استحقاق منصب عالی
و مرتبہ رفیع را در خود نزد خدائے تعالیٰ
و بریں نسخہ اسم ان کلمہ ما است و منصب
اہلیت بنابر مفعولیت باشد مر تزعم را
چنانکہ بر نسخہ اول نصب آن بنا بر اہلیت
باشد مر انّ را و آں شئے قلب است
و معتبر نسخہ اول است ق لما عندھا
من الجمعیۃ الالٰہیۃ بین ما یرجع من ذلک
الی جناب الالٰہی و الی جناب حقیقۃ
الحقائق و فی النشاۃ الحاملۃ لہذا الاوصاف
الی ما تقتضیہ الطبیعۃ الکلۃ التی حصرت
قوابل العالم کلہا اعلاہ و اسفلہ این

اور پاکیزگی بڑھ جاتی ہے اور اُس کا مرتبہ بلند ظاہر
ہوتا اُس وقت وہ سمجھتے ہیں کہ قلب کیوں کہتا ہے
اور کیا کہتا ہے۔ ہمنشین کا جمال مجھ میں اثر کیا۔ اور نہیں
تو میں وہی مٹی ہوں جو تھی۔ قول افضل من ذاتہا کے
اوپر یہ قول عطف ہے اور قول تما تزعم اُس کے
قول پر مقدم ہے و ان فیما تمام قول سے موخر ہے اور
با مصدریہ ہے۔ یعنی ہر قوت از قوائے مذکورہ اپنی
ذات سے محجوب ہیں یعنی حجاب میں پڑے ہیں اپنے سے
بڑا اور بزرگ دوسرے کو نہیں دیکھتے اور اپنے گمان
اور خیال سے یہ نہیں دیکھتے اور نہ سمجھتے ہیں کہ نشاءہ
انسانی میں اہلیت و استحقاق ہر منصب بلند و
سرفرازی خدا رتعالیٰ کے نزدیک ہے کیونکہ اُن
قوتوں نے جو ملائکہ ہیں اپنی آنکھوں کو اپنے ذات پر
نہیں کھولا ہے اور نہ سمجھا ہے اور فضیلت جمعیت
انسانی اور اُس کے قلب کے جمال و کمال کو مشاہدہ
نہیں کیا ہے بلکہ اپنی جانب سے انسان کی طرف سے
کچھ اور ہی گمان رکھتے ہیں یا یہ قول جملہ حالیہ ہو ایسی
صورت میں شیخ کے قول کا مطلب جو کہ فیما تزعم ہے
بغیر ارتکاب تکلف درست نہیں ہوتا۔ یعنی ہر قوت

Marfat.com

قول تعلیل اہلیت واستحقاق نشار انسانی
است مرہر منصب عالی ومنزلت رفیع را
لما عند اللہ ومن الجمعیۃ بیان کلما است
کہ در لما عند ہا باشد وبین ما یرجع متعلق
بجمعیت است کہ در من الجمعۃ باشد وفی
النشار الحاملۃ عطف است بر بین من
حیث المعنی اے بین النشاہ الحاملۃ التی
حضرت صفت است مرطبیعت کلیہ را
یعنی اہلیت واستحقاق نشار انسانی مر
ہر منصب عالی ومنزلت رفیع راعند اللہ
بنا براین است کہ نزدیک نشار انسانی
جمعیۃ الالہیۃ است کہ ہیچ موجودے
ازین نشار بیرون نباشد چنانکہ حضرت
الالہ کہ شامل جمیع موجودات عینی وظلی
باشد یعنی انسان جامع است درمیان
چیزے کہ رجوع میکند انسان ازان
چیز وبسبب آن بسوئے جناب الٰہی و
بسوئے جناب حقیقت الحقائق وجناب
الٰہی حضرت اسماء وصفات باشد کہ مرہر

از قوای مذکورہ اپنی ذات میں محجوب ہیں اپنے سے
سے فاضل تر دوسرے کو نہیں دیکھتے اور حال ہے کہ
نشار انسانی ہیں ہے پھر بھی اُن کی نشارہ اپنے گمان
کے بموجب نشارہ انسارہ انسانی کے اہلیت واستحقاق
ہر منصب عالی ومرتبہ بلند کی نزدیک خدائے تعالیٰ
ہے اُس کو وہ نہیں دیکھتے اور نہ سمجھتے ہیں اور بعضے
نسخوں میں فیما تزعم واقع ہے۔ یعنی نسارہ انسانی
ہیں فیما تزعم کے بجائے ماتزعم واقع ہے یعنی نشارہ
انسانی میں ایک حر ہے اور وہ حر اس بات کو
سمجھتی ہے کہ نشاۃ انسانی میں اہلیت واستحقاق
مرتبہ عالی بلند کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور
اس نسخہ میں اسم اِنَّ کلمہ ما ہے ومنصب اہلیت
ہے اس واسطے تزعم کیلئے مفعولیت ہے جیسا کہ
پہلے نسخہ میں نصب اُس کا واسطے اہلیت اَنَّ
کیلئے ہے اور وہ شئے قلب ہے اور معتبر نسخہ اول ہے

Marfat.com

اسمے وصفتے راوجہ خاص باشد بسوئے
حق تعالیٰ بے واسطہ حقیقۃ الحقائق
حضرت الاحدیۃ باشد ودرمیان نشار
عنصری کہ حامل است مر اوصاف و
قوائے روحانی وجسمانی را تا باقی امور
کہ آنرا تقاضا میکند طبیعت کہ ضابط
وحاضر جمیع قوابل واعیان عالم علوی
وسفلی باشد وایں طبیعت مبدء
فعل وانفعال است کہ در ہر جوہر نہادہ
اند وہمیں طبیعت قابل تاثیرات
اسماء الٰہی است وامورے کہ حقتعالیٰ
طبیعت کلیہ اند استعدادات خاص اند
در صاحب ایں جمعیت عالم علوی وعالم
سماوی باشد وعالم سفلی وعالم عنصری
وعالم روحانی وعالم جسمانی باشد پس
خواص ملائکہ از انسان است چنانکہ گفت
واشارت کرد بایں معنی بقول خود فی
النشارہ الحاملۃ لھذہ الاوصاف۔
پس جمعیۃ الٰہی در نشار انسانی بہ سہ

یہ قول اہلیت واستحقاق نشار انسانی ہر منصب عالی
ومنزلت رفیع کیلئے ہے تعلیل ہے۔ لما عند اللہ من
الجمعیۃ ولما عند اللہ من الجمعیۃ کلمہ ما کا بیان ہے جو کہ
لما عندہا میں ہے وبین مایرجع جمعیت کے متعلق ہے
جو کہ من بین جمعہ کے ہے وفی النشارہ الحاملۃ عطف
ہے اوپر بین من حیث المعنی اے بین نشار الحاملۃ۔
التی حضرت صفت ہے طبیعت کلیہ کی یعنی اللہ
تعالیٰ کے نزدیک جو اہلیت اور استحقاق ہر
منصب عالی ومنزلت رفیع کی نشارہ انسانی
کی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ نشارہ انسانی میں
جمعیت الالٰہیہ ہے کہ کوئی موجود اُس سے
باہر نہیں ہے جیسے کہ حضرت الالٰہ کہ تمام
موجودات عینی وظلی میں شامل وظاہر ہے
یعنی انسان دو چیزوں کا جامع ہے ایک
چیز سے وہ اپنے کو جناب الٰہی کی طرف رجوع
کرتا ہے اور دوسری چیز سے وہ حقیقت
الحقائق کے طرف رجوع ہوتا ہے۔ اور

Marfat.com

چیز باشد حضرت الاسماء والصفات و
حضرت الاحدیۃ و طبیعت کلیہ کہ حاضر
تمامی اعیان عالم باشد اعلی و اسفل و
درین کلام اشارت است کہ حمل نشار
عنصری مراین قوائ و استعداد خاص
راببب طبیعت کلیہ است و در بعضے
نسخہ بجائے بسوی جناب حقیقۃ الحائق
جانب حقیقت الحائق واقع است و
مال ہر دو عبارت یکے است و بعضے
گفتہ اند کہ چون جناب الٰہی شامل احدیۃ
و واحدیۃ است پس مراد از حقیقۃ
الحقائق حضرت امکانالاست کہ جامع
حقائق ممکنات موجودہ و معدومہ است
و بہمین وجہ متصف است بعبودیت و
ممتاز از ربوبیت فتامل و نیز گفتہ است
کہ در کلام تقدیم و تاخیر است و تقدیر کلام
این است والے بالقیفۃ الطبیعۃ الکلیۃ
فی النشار الجاملۃ لہذا الاوصاف و این
معطوف است بر قول او کہ الی الجناب الالٰہی

جناب الٰہی حضرات اسماء وصفات ہیں اور ہر اسم
وصفت اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ وجہ خاص رکھتے
ہیں۔ اور حقیقت الحقائق حضرت الاحدیۃ ہے اور
درمیان نشارۃ عنصری جو کہ اُٹھانیوالی اوصاف
قوائے روحانی وجسمانی کی اور اُن امور کی کہ جس کو
طبیعت تقاضا کرتی ہے اور وہ طبیعت گھرنے
اور ضبط کرنیوالی تمام قوابل اور اعیان عالم علوی
وسفلی کی ہے اور یہ طبیعت مبدء فعل وانفعال
ہے جو کہ ہر جوہر میں رکھی گئی ہے اور یہی طبیعت
اسمار الٰہی کے اثرات کو قبول کرنے والی ہے اور
جو امور کہ مقتضائے طبیعت کلیہ ہیں وہ استعداد
خاص ہیں اور جس کو یہ جمعیت حاصل ہے اُس کے
جمعیت میں عالم علوی و عالم سماوی اور عالم سفلی
و عالم عنصری و عالم روحانی و عالم جسمانی ہے
پس انسان اعیان عالم سماوی و عالم عنصری
و عالم روحانی و عالم جسمانی کا گھرنے والا اور
احاطہ کرنیوالا ہے پس تمام وجود ملائکہ کا انسان
سے جیسا کہ کہا اور اشارہ کیا گیا ہے پس جمعیت الٰہی
نشارہ انسانی میں تین چیزیں ہیں۔

Marfat.com

باشد یا الی جناب حقیقۃ الحقائق فتامل
و در بعضے نسخہ الکل واقع است بجائے
الکلیۃ کہ دارا لطبعیۃ الکلیہ واقع است
پس برین تقدس قول شیخ قدس سرہ کہ
کہ فی النشارہ الحاملۃ است الی آخرہ جملہ
حالیہ است و الکل مبتدا است و
فی النشارہ خبر وے باشد مر فی النشارہ
را و حال آنکہ در نشار عنصری ہمہ انسان
خبر اند پس جمیعۃ الا آلہیۃ درست آمد
و این جا فعل لازم میائد میان موصوف
کہ الطبعیۃ باشد و میان صفت کہ التی
حضرت باشد باین معنی کہ الکل باشد
این روا است و انہ لقسم لو تعلمون عظیم
و احتمال دارد کہ توجیہ سابق بحال باشد
و الکل بدل یا عطف بیان باشد مر
طبعیت را ق و ہذا لا یعرفہ عمل بطریق
نظر فکری ل یعنی جمعیۃ الا لہیۃ را در
نشار انسانی نمی شناسد ہیچ عقل از راہ
نظر فکری چہ کار عقل ترتیب امور

۱۔ حضرات اسماء و صفات ۲۔ حضرت الاحدیۃ۔
۳۔ طبعیت کلیہ۔ اعیان عالم علوی و سفلی کو گھیرنے والی
طبیعت کلیہ ہے اور اس کلام میں اشارہ ہے کہ طبیعت
کلیہ اپنے استعدادات خاص سے نشار عنصری کو اٹھائے
ہوئے ہے اور بعضے نسخوں میں بجائے جناب حقیقت
الحقائق جانب حقیقت الحقائق لکھا ہوا ہے اور
مآل دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔ اور بعضوں نے
کہا ہے جب کہ جناب الٰہی احدیت و واحدیت میں
شامل ہے تو حقیقت الحقائق سے مراد حضرت الامکان
ہے جو حقائق ممکنات موجودہ اور معدومہ کا جامع
ہے اسی وجہ سے عبودیت کے صفت سے متصف
ہے اور ربوبیت سے ممتاز ہے اس مقام پر سوچو
اور تامل کرو۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کلام میں
تقدیم و تاخیر ہے تقدیم کلام یہ ہے والی لعصۃ الطبیعت
الکلیۃ فی النسا الحاملۃ بہذہ اوصاف یہ اُس کے
قول الی الجناب الالٰہی پر یا جناب حقیقت الحقائق
پر معطوف ہے اس مقام پر بھی سوچو اور تامل کرو
اور بعضے نسخوں میں بجائے الکلیۃ کے الکل واقع ہے
کہ الطبعیۃ الکلیہ میں واقع ہے۔ پس ایسی صورت

Marfat.com

معلومہ است یا تحصیل امرے تامتادی
شود بسوی مجہول وسخن در معلومۃ امرو
تحصیل وے است چہ اگر امر مرکب است
سخن در اجزا است وچارہ نیست ازین
کہ اک جزو آن بسیط باشد وبسیط تعریف
کردہ نمی شود مگر لوازم بینہ ولوازم شئے
اطلاع کنہ شئے نمی بخشد اگر بسیط باشد
پس ظاہر است۔ مثلاً انسان کہ جوہر
بسیط جنس عالی وی است بکنہ حاصل
نیست ہم چنین جمیع انواع جوہر وافراد
وے وہم چنیں تصدیق خاص بر مذہب
کسے کہ تصدیق را مرکب دارد و مثلاً اگر
بگوئی کہ انسان حادث است وچون انسان
وحادث را بکنہ معلوم نکردی پس بر کہ
وبچہ حکم کردی واز مناقشہ طالب علمان
نجات نیست گوش بصدائے ایشان
نیامد ادمیگوئند کہ ابوعلی سینا در حق
خود نزدیک بانزہاق روح از بدن
گفتہ است ؎ بموت ولیس لہ حاصل

میں شیخ قدس سرہٗ کا یہ قول جو کہ فی النشاء الحاملۃ ہے
جملہ حالیہ ہے اور الکل مبتدا ہے اور فی النشاء
اُس کی خبر ہے اور حال یہ ہے کہ نشارہ عنصری میں
تمام انسان حسر ہیں ایسی صورت میں جمعیت الٓہیہ
درست آئی۔ اور اس جگہ درمیان میں الطبعیہ کے
کہ موصوف ہے اور الٰہی حضرت کے کہ جو صفت ہے
فعل لازم آتا ہے اس معنی سے کہ الکل ہے اور یہ
جائز ہے۔ اور بیشک یہ ایک بڑی قسم ہے اگر تم
جانتے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے والی توجہ اپنے
حال پر ہو اور الکل ضبیت کیلئے بدل یا عطف
بیان ہو۔ یعنی جمعیت الٓہیہ کو نشارۃ انسانی میں
ازراہ نظر وفکر اور ازراہ دانش کوئی عقل نہیں
پہچانتی کیونکہ عقل کا کام ترتیب امور معلومہ سے
یا کسی امر کا حاصل کرنا ہے تاکہ مجہول کی طرف ادا
کرنیوالا ہو اور بات امر معلوم ہونے اور حاصل
کرنے پر ہے کیونکہ اگر امر مرکب ہے تو اجزا میں
گفتگو ہے اور اس سے چارہ نہیں ہے کہ اُس کا
ایک جز بسیط ہے اور بسیط کی تعریف ظاہری
لوازمات سے ہوتی ہے اور لوازمات شئے جیسے کہ

Marfat.com

سوی علم انہ ماعلم وامام رازی گفتہ است
وغایۃ سعی العالمین ضلال لاجرم عقول
گفتند سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم ۔ ؎
دانستہ شد کہ ہیچ نہ دانستہ ایم ما
پس مر عقل را محال حرکت نیست مگر
وقتیکہ بعنایت رب تعالی قلب منور
بنور الٰہی مشتعل ہدایت عقل گردد و فرا
راہ او آمد آن زمان در ضیا ر آئے بدریائے
معرفت شناوری نماند و دُرر فاخرہ
ولوالی متکاثرہ بدست آرد و اگر نہ از
تلاطم امواج اوہام و انیاب نہنگ
شکوک ہلاک و ناپیدا گردد و باز از راہ
معرفت نہ از راہ جہالت معترف گردد
و گوید سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا الآیۃ
ازین جا گفت بطریق نظر فکری ۔ بیت
ادراک حقائق بے رسالت قلب و واسطہ
آن کار عقل نیست کہ طور آن ورائے
طور عقل باشد و بے کشف الٰہی شاہد

وہ ہے اس کی اطلاع نہیں دیتے اور اگر امر بسیط
ہے تو ظاہر ہے۔ مثلاً انسان کہ جوہر بسیط اُس کا جنس
عالی ہے کنہیہ سے حاصل نہیں ہے اسی طرح تمام اقسام
جوہر اور اُس کے افراد ہیں اور اسی طرح تصدیق خاص
کسی کے مذہب پر کہ وہ تصدیق کو مرکب جانتا ہے۔
مثلاً اگر تم کہو کہ انسان حادث ہے اور جبکہ انسان
اور حادث کو تم نے کنہیہ سے معلوم نہیں کیا تو کس
پر اور کس طرح پر تم نے حکم کیا کہ انسان حادث ہے
طالب علموں کے جھگڑے سے نجات نہیں ہے
اُن کی آواز کو سننا نہیں چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ ابو علی
سینا اپنے حق میں جسم سے روح نکلنے کے قریب
کہا ہے۔ مر رہے ہیں ہم اور ہم کو کچھ حاصل نہیں
ہے سوائے اُس علم کے کہ جو کچھ علم ہوا ہے۔ اور
امام رازی نے کہا ہے انتہائی کوشش عالم
والوں کی گمراہی ہے اس وجہ سے عقول نے کہا
آپ پاک ہیں نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر اُسی قدر
جس قدر کہ آپ نے ہم کو علم دیا ہے اب بہت
بڑے علم والے اور حکم میں دانستہ شد کہ ہیچ نہ دانستہ
ایم ما۔ پس عقل کو حرکت کی طاقت نہیں ہے مگر

Marfat.com

معرفت جمال خود نہ نماید و مر ترا کمال حاصل
نشود چنانکہ مثنوی۔ **ق** بل ہٰذا الفن
من الادراک لایکون الامن کشف الالٰہی
ل یعنی بلکہ فن ادراک خاص و معرفت
مخصوص کہ مذکور شد حاصل نمی شود مگر از
کشف الٰہی کہ این معرفت و ادراک تا
آنکہ نور ربانی از مطلع عنایت پرتو خود
بر قلب کس نیداز د حاصل نشود و
حقائق کو سہ آئیہ بے پرتو نور بر دل
ظاہر نہ گردد **ق** منہ یعرف ما اصل صور
العالم القابلۃ لاوارحہ **ل** یعنی از
کشف الٰہی دیدہ و دانستہ می شود
کہ چیست اصل صور و اجسام عالم
کی قبول کردہ اند مر ارواح عالم را
و لتواند بود کہ صور عبارت باشند از
اجسام و اجساد مثل و ہیاکل نار یہ
و نوریہ تا جمیع موجودات را از عقول
و نفوس مجردہ و غیر آن از جن و غیر آن
شامل شوند کہ مر ہر چیز را بحسب ما یلیق

اُس وقت کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی
سے قلب منور نور الٰہی سے ہدایت کی مشعل
عقل کیلئے روشن کرے اور اس کو راستہ
دکھا دے۔ اُس وقت اُس کے روشنی میں معرفت
کے دریا میں تیراکی کرتا ہے اور بیش بہا جواہرات
اور موتی حاصل کرتا ہے۔ نہیں تو امواج کے
تلاطم اور اوہام اور شکوک کے نہنگ سے ہلاک
اور ناپید ہو جاتا ہے! اُس وقت وہ معرفت
کے راہ سے اعتراف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ
پاک ہیں نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر وہی جو کچھ
آپ نے ہم کو علم دیا ہے بیشک آپ بہت بڑے
علم والے اور حکم ہیں اس جگہ طریق نظر فکری
کہا گیا ہے کیونکہ حقیقت کا ادراک ہونا بغیر قلب
کے وساطت سے ممکن نہیں ہے یہ کام عقل کا نہیں
ہے بلکہ عقل کے طریقہ کے علاوہ ہے۔ بغیر کشف
الٰہی کے شاہد معرفت اپنا جمال نہیں دکھلاتا اور
تم کو جمال و کمال حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے امور
کے سمجھنے کا خاص فن اور معرفت مخصوص کا حاصل
جیسا کہ اوپر ذکر ہوا بغیر کشف الٰہی کے حاصل

Marfat.com

بہ صورتے ہست و بکشف الٰہی دیدہ
و دانستہ می شود کہ چہ ظاہر شدہ است
بہ صور عالم کہ قبول کردہ ارواح عالم را
یعنی اصل صور عالم ذات حق است
کہ غیر ذات حق وجودے و نمودے
ندارد و این بکشف الٰہی حاصل میشود
بخلاف کشف القلوب والقبور و
کشف انچہ واقع شد و خواہد شد در
عالم و این در معرفت و قرب مالہ بکار
نمی آید آثار این کشف ازدحام عوام
و احراز مال و انعام است و ایں چیزہا
شرافت نہ بخشند ازدحام خلق آفتہ
لاشرافتہ فقیران توجہ باین کشف
ندارند و خضر را مثل موسیٰ علیہ السلام نہ
انکارند اگرچہ موسیٰ گفت ہل نتبعک
علیٰ ان تعلمن مما علمت رشدا بلکہ این
را مطلب ساختن کفر است و بت پرستی
اگر ازیں چیزہا رستی بحق پیوستی ۔
جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل

نہیں ہوتا کیونکہ یہ معرفت اور سمجھداری جب
تک کہ نور ربانی عنایت کے مطلع سے کسی کے
قلب پر سایہ نہیں ڈالتا حاصل نہیں ہوتا اور
عالم کی حقیقت اور حقائق الٰہیہ بغیر نور کے
سایہ ڈالے ہوئے دل پر ظاہر نہیں ہوتے
یعنی کشف الٰہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ
عالم کے صورتوں کی اصلیت اور اجسام عالم
کیا ہیں کہ جس نے عالم کے ارواحوں کو قبول کرلیا
ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ صورت عبارت ہے
اجسام و اجساد مثالیہ اور ہیاکل نوریہ و ناریہ
سے تاکہ تمام موجودات از قسم عقول و نفوس
مجردہ اور جن وغیرہ سے شامل ہوں کیونکہ ہر چیز
کی جس کے لائق وہ ہے ایک صورت ہے
کشف الٰہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ عالم
کے صورتوں میں کیا ظاہر ہوا ہے کہ جس نے
عالم کے ارواحوں کو قبول کرلیا ہے۔ یعنی اصل
میں عالم کی صورتیں ذات حق ہیں کہ خدا کی
ذات کے علاوہ کوئی چیز وجود و نمود نہیں رکھتی
اور یہ کشف الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اس کے

Marfat.com

کان ذہو قا اعلم ان کشف الحقائق الاسمائیۃ
والتجلیات الصفاتیہ یعد القلوب للتجلیات
الذاتیہ المفیئہ لما سوا الی علۃ لجبال
الانیات دکا مصی فیہا ماء یوجب
الابدی فیطلع بحقہا وحقیقتہ غیرہا بالحق
تعالیٰ ولیعلم ان الذات الالٰہیہ ہی اللتی
تظہر لصور العالم وان اصل تلک الحقائق
وصورہا تلک الذات وانہا ہی اللتی ظہرت
فی الصورۃ الجوہریہ المطلق اللتی قبلت
ہذہ الصور کلہا من حیث فیوضہا ۔
ق فسمی ہذا المذکور انسانا وخلیفۃ اما
الانسانیۃ فالعموم نشاءۃ وحصرہ الحقائق
کلہا وہو للحق بمنزلۃ انسان العین من العین
الذی یہ یقول النظر وہو المعبر عنہ بالبصر
المفصلت فی العالم ل و در بعضے نسخہ
فاما الانسانیۃ واقع است بجائے اما الانسان
یعنی پس نام کردہ شد این مذکور کہ قول
جامع مختصر و حلا مراد عالم و روح
صورت عالم باشد انسان و خلیفہ

علاوہ عالم میں اور بہت سے کشف ہیں مثلاً کشف
القلوب وکشف القبور وغیرہ جو کہ عالم میں پائے
جاتے ہیں یہ دوسری طریقہ سے بھی حاصل ہوتے
ہیں لیکن یہ معرفت اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے
کام نہیں آتی اس قسم کے کشف کے آثار عوام کا
ازدحام اور مال کا کرنا اور لوگوں سے انعام کا مستحق
ہوتا ہے یہ چیزیں بڑائی نہیں بخشش خلائق کا ازدحام
آفت ہے شرافت نہیں ہے خضر لوگ ایسے کشف پر
توجہ نہیں رکھتے اور خضر کو مثل موسیٰ علیہ السلام کے
نہیں سمجھتے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو
کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس وجہ سے کہ تو سکھا دے
کچھ جو تجھ کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے بھلی راہ ۔ بلکہ
اس کو مطلب کیلئے استعمال کرنا کفر اور بت پرستی
ہے اگر ان چیزوں سے تم نے چھٹکارہ پایا خدا سے
مل گئے حق آگیا اور باطل چلا گیا اور باطل جانیوالا ہے
جانو اور تجھے معلوم ہو کہ حقائق اسمائیہ اور تجلیات
صفاتیہ کا دلوں پر کشف ہونا معلوم ہوتا کہ
کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے سب سے پہلے
دل پر ذاتی تجلی ہوتی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا

Marfat.com

اما بودن این مذکور انسان ونام کردن او
بانسان پس بعموم نشأہ کون مذکور است
وحقیر کردن وے مر تمامی حقائق را
چہ نشاء مذکور شامل باشد مر جمیع اسماء
الٰہی و مراتب نزول نامتناہی را حاصر و
ضابط است و تمامی حقائق را کہ مفصل
شدہ اند در عالم و کون مذکور مر حق تعالیٰ
بمنزلہ انسان عین و مردم چشم باشد مر
چشم را و مردم چشم آن است کہ حاصل میشود
بوے نظر و بینائی و تعبیر میکند ازاں بہ
بصر یعنی چون قول مذکور شامل شد مر جمیع
انبیاء الٰہی و مراتب نزول نامتناہی را
وضبط و احاطہ کرد مر حقائق عالم را پس
حق تعالیٰ باین مذکور تمامی حقائق و مظاہر
انبیاء و صفات را دید پس نسبت این
مذکور را بحق تعالیٰ نسبت مردم چشم باشد
بچشم و معنی انسان مردم چشم است ق
فلهذا سمّی انسانا فانہ بہ نظر الحق الی الخلق
فرحمہ ل یعنی پس بنا بر آن کہ کون مذکور

ہے جو غیرت ہے وہ فنا ہو جاتی ہے اور فانی رہتی ہے
اُس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی تجلیات کی حقیقت
اور اسماء و صفات کے تجلیات کی حقیقت اور دوسرے
انبیاء کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے اور اُن کو
معلوم ہو جاتا ہے کہ ذات الٰہی ایک ایسی ذات ہے
جو عالم کے تمامی حقائق اور صورتوں کی اصل وہی
ذات ہے مال سانہ دبرہانہ۔ اور وہی ذات ہے
جو مطلق صورت جوہریہ میں ظاہر ہے جس نے اُن
تمام صورتوں کو قبول کر لیا ہے اس حیثیت سے
کل چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں فانی اور منسلک
ہیں۔ بعضے نسخوں میں الا الانسانہ کے بجائے فاما
الانسانة واقع ہے۔ یعنی اُس مذکور کا جو کہ کون جامع
مختصر اور جلا کرنیوالا آئینہ عالم در روح صورت عالم
ہے۔ انسان و خلیفہ نام رکھا گیا۔
لیکن اُس مذکور کو انسان کہنا یا انسان نام رکھنا
کون مذکور کے عموم نشاۃ کے اعتبار سے ہے
کیونکہ نشاۃ مذکور تمامی انبیاء الٰہی اور مراتب نزول
نامتناہی کا گھیرنے والا اور اپنے اندر لے لینے والا
تمامی حقائق کا جو کہ عالم میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں

Marfat.com

مرحق تعالیٰ رابمنزلہ انسان عین باشد مر
عین را نام کردہ شد کون مذکورہ بایشان
چہ بدرسلہ یکون مذکور نظر کرد حق تعالیٰ
بسوے خلق واعیان خلق پس رحم کرد
براعیان بانعام وجود وبخشش ظہور
نمود تا آنکہ حقیقت کون مذکور بظہور
نیامدہ بود واعیان خلق ثابت نشدہ
بودند پس دیدن حق تعالیٰ نبود۔ واز یست
صفت بصارت منافی این مذکور نیست
پس چون انسان مرحق را بمنزلہ انسان
عین باشد مر عین را باید کہ انسان خودرا
نہ بیند از مردمک دیدہ بہ باید آموخت
دیدن ہمہ کس را ودیدن خودرا اعلم
انہ تعالیٰ لما تجلی لذاتہ بذاتہ وشاہد جمیع
صفاتہ وکمالاتہ فی ذاتہ اراد ان یشاہدہا
فی حقیقۃ تکون کالمرآۃ لہ تعالیٰ فاو
جد الحقیقۃ المحمدیۃ التی ہی حقیقۃ
ہذا النوع الانسانی فی الحضرۃ العلمیہ
فوجدت حقائق العالم وجوداً اجمالیاً

شامل ہے اور کون مذکور اللہ تعالیٰ کیلئے بمنزلہ انسان
کے آنکھ کے آنکھ ہے آنکھ کیلئے اور مردم چشم اُس کو
کہتے ہیں کہ جس سے آنکھ میں بینائی حاصل ہوتی ہے
اور اُس کو بصر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی جب کہ کون
مذکور تمام انبیاء الٰہی اور مراتب نزول نامتناہی
کو اور تمام حقائق عالم کو شامل ہے پس حق تعالیٰ نے
اُس مذکور سے تمامی حقائق اور انبیاء مظاہر وصفات
کو دیکھا۔ پس اللہ تعالیٰ سے اُس کون مذکور کی
نسبت مثل مردم چشم کے آنکھ کیلئے ہے اور انسان
کے معنی مردم چشم کے ہیں۔ یعنی اس لئے کہ کون مذکور
اللہ تعالیٰ کے لئے بمنزلہ انسان کے آنکھ کے آنکھ ہے
کون مذکور کا نام انسان رکھا گیا اس وجہ سے حق
تعالیٰ نے کون مذکور سے خلق اور اُس کے اعیان
کو دیکھا اور وجود کے انعام وشہود کے بخشش
سے خلق اور اُس کے اعیان پر رحم کیا۔ جب تک
کہ حقیقت کون مذکور کی ظاہر نہیں تھی اور خلق
کے اعیان ثابت نہیں ہوئے تھے حق تعالیٰ کا
دیکھنا نہیں تھا اس مذکور سے خلق اور اعیان خلق
کو دیکھنا حق تعالیٰ کی صفت بصارت کے

Marfat.com

مضاہیاً للمرتبۃ الالٰہیۃ الجامعیۃ
الاسماء کلہا فاوجدہم فی تلک الحضرۃ
وجوداً تفصیلیاً فصارت اعیاناً ثابتۃ
فلانہ تعالیٰ ثم جعل الوجود الخارجی
مطابقاً للوجود العلمی بایجاد العقل
الاول اولاً وہو المشار الیہ بقولہ
علیہ السلام اول ماخلق اللہ نوری و
وایجاد غیرہ من الموجودات التی
تضمنہا العقل الاول ثانیاً ثم فہو
الانسان الحادث الازلی والنشار الدائم
الابدی والکلمۃ الجامعۃ الفاصلۃ
فتم العالم بوجودہ ل ودر بعضے نسخہ
بجائے نشار نشے واقع است یعنی پس
کون مذکور انسان حادث ازلی باشد
ونشار دائم ابدی وکلمہ جامع و فاصل
پس تمام شد وکمال یافت عالم بوجود
انسان کہ روح صورت عالم وجلاء این
مراۃ باشد چنانکہ گذشت ۔ ومراد از
حادث بحدوث ذاتے است بمعنی

ہونے کے منافی نہیں ہے۔ پس جب کہ انسان
حق تعالیٰ کیلئے بمنزلہ انسان عین کے ہے عین
کو چاہیئے کہ اپنے کو نہ دیکھے آنکھ کے مردمک
سے سیکھنا چاہیئے کہ دیکھے سب کو اور نہ دیکھے
آپ کو جان تو کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی
اپنی ذات پر تجلی کی تو مشاہدہ کیا اپنے کل صفتوں
اور کمالات کو اپنی ذات میں۔ پھر ارادہ کیا کہ
اپنے کل صفتوں اور کمالات کو ایسے حقیقت
میں دیکھے کہ وہ اُس کے لئے مثل آئینہ ہو تو
پایا حقیقت محمدیہ کو کہ جو اس نوع انسانی کی
حضرت العلمیہ میں حقیقت ہے تو پائی گئیں
حقیقتیں عالم کی ماعار وجود اجمالی کے
مشابہ مرتبہ الٰہیہ میں جو کہ کل اسماء کا جامع
ہے تو پایا اُن سبھوں کو اُس حضرت میں وجود
تفصیل کے ساتھ۔ پس ہو گئے اعیان ثابتہ
اس واسطے اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا وجود
خارجی کو مطابق وجود علمی کے عقل اول کے
ایجاد کی وجہ سے کیونکہ وہ اول مشارٌ الیہ
ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول

Marfat.com

اقتصار بسوے مبتدا ر و اصل و ازلی و دائم
بمعنی عدم مسبوق است بعدم پس انسان
نظر بوجود علمی و عینی ثابتہ و وجود عینی روحانی
حادث باشد۔ و ازلی و دائم بمعنی مذکور پس
ازلیت و دوام انسان نظر بہ ازلیت و
دوام علتہ تامہ اوست نہ حادث بحدوث
زمانی بمعنی مسبوق بعدم تا منافی ازلیت
و دوام گردد۔ و نہ ازلی و دائم بمعنی عدم
افتقار است بسوئے شئے کہ این معنی
مختص بحضرت واجب الوجود است ۔
و تواند بود کہ مراد حدوث زمانی باشد
لیکن نظر بوجود عینی روحانی او باشد پس
بازمنافی نمیشود مرازلیت و دوام او را
کہ نظر بوجود علمی و عینی روحانی او باشد
و نظر باین وجود از زمان و احکام وے
متعالی است و از مکان و احاطہ وے
مبرّا و ابدی بمعنی عدم طریان عدم است
و این نیز بوجود روحانی است ۔ و ابدیت
او از جہت ابدیت علت تامہ اوست

ہیں جو کہ اول ما خلق اللہ نوری ہے اُسی کی طرف
اشارہ ہے اور اُس کے ضمن میں دوسرے موجودات
کے ایجاد کو عقل اول نے بعد کو لیا۔ اور بعضے نسخوں
میں بجائے شے کے نشارہ واقع ہے یعنی پس کون
مذکور انسان حادث ازلی و نشاءة دائم ابدی و
کلمہ جامع و فاصل ہے۔ پس انسان کے وجود سے جو
کہ صورت عالم کی روح اور آئینہ عالم کی جلا ہے
عالم کا جمال و کمال روشن اور پورا ہو گیا جیسا کہ
اوپر ذکر کیا گیا۔ اور حادث سے مراد حدوث ذاتی
ہے۔ اس معنی سے کہ وہ اپنے مبتدا اور اصل کا محتاج
ہے اور ازلی و دائم اس معنی سے ہے کہ اُس پر عدم
کبھی طاری نہیں ہوا اس لئے کہ عدم مسبوق عدم
سے ہے پس انسان نظر بوجود علمی و عین ثابتہ و وجود
عینی و روحانی حادث ہے اور اسی معنی سے وہ ازلی
و دائم ہے۔ پس اولیت اور دوام انسان اُس کے
علت تامہ کے نظر سے ہے۔ اس نظر سے وہ ازلی
و دائم نہیں ہے کہ وہ حادث بحدوث زمانی ہے
جس کے معنی عدم سے پیچھے آنے کے ہیں اور اس نظر
سے بھی وہ ازلی و دائم نہیں ہے کہ وہ کسی شے کا محتاج

Marfat.com

بخلاف ابدیت واجب الوجود کہ ابدیت
او ذاتی است۔ و وجہ این کہ انسان و ہر
موجود کلمہ است در شرح خطبہ گذشت
و انسان را جامع ازان میگویند کہ جمع
کردہ است میان جمیع حقائق الہیہ دکونیہ
ہم لوجود علمی و ہم لوجود عینی فاصل ازان است
کہ فصل کردہ است میان مراتب کہ موجب
بکثر اند و تعدد و بہمن معنی اشاعت است
ازین کہ نبی علیہ السلام قاسم است میان
جنت و نار۔ اعلم انہ انما تاضر الانسان بہ
نشارہ العنصریۃ لانہ لما جعلت حقیقتہ
متصفۃ بجمیع الکمالات جامعۃ للحقائق
وجب آن تو جد الحقائق کلہا فی الخارج
قبل وجودہ حتی یمر علیہا عند تنزلاتہ فیتصف
بمعانیہا من جوار الروحانیات والسماویات
والعنصریات الی ان یظہر فی الصور
الجسمیۃ ولا بدان یمر علی الحضرت الاسمائیہ
ایضاً حتی یکون عارفا کا بلاو لہذا لقال
ان علم الاولیاء یذکری لا تفکری لا لما

نہیں ہے اس لئے کہ کسی شے کا محتاج نہ ہوتا یہ صفت
واجب الوجود کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد
حدوث زمانی ہو لیکن نظر بوجود عینی و روحانی کے
اُس کے ہے۔ اور یہ بھی اُس کے ازلیت و دوام کا
منافی نہیں ہے اس لئے کہ اُس کے وجود علمی و عینی
و روحانی پر نظر کرنے سے اُس کی ازلیت اور اس کا دوام
ہونا ثابت ہے اور وجود علمی اور عینی و روحانی پر نظر
کرنے سے زمان و احکام سے وہ مبرہ اور بالاتر ہے۔
اور ابدی اس معنی سے ہے کہ عدم طریان عدم سے
ہے یہ بھی روحانی نظر سے ہے اور ابدیت اُس کی
اُس کے علت تامہ کے جہت سے ہے بخلاف ابدیت
واجب الوجود کے کہ ابدیت واجب الوجود کی ذاتی
ہے اور یہ وجہ کہ انسان اور ہر موجود کلمہ ہے خطبہ
کے شرح میں بیان ہو چکا ہے انسان کو جامع اسلئے
کہتے ہیں کہ اُس نے اپنے اندر تمام حقائق کونیہ الٰہیہ
کو اور وجود علمی و روحانی کو جمع کر لیا ہے اور فاصل
اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُس نے مراتب کے درمیان
فصل کرنا ہے جو کہ موجب کثرت و تعدد کا ہے
اور اس طرح کہنے میں اشارہ بند ہے کہ حضور

Marfat.com

علیہ رای اہل التناسخ۔ والقائما کان علیہ
فی الخارج مرکبہ من العناصر المتاخرہ عن
الافلاک ونفوسہا والعقولہا وجب ان توحد
قبلہ لتقدم الجزء علی الکل بالطبع فص فنون
العالم کفص الخاتم من الخاتم الذی ہو محل
النقش والعلامۃ التی بہا یختم الملک علی
خزائنہ ل یعنی پس کون مذکور کہ انسان
باشد از عالم ونسبت او بسوئے عالم چون
فص خاتم است از خاتم ونسبت وے
بسوئے خاتم چہ فص خاتم محل نقش و
علامت باشد کہ بسبب علامت ومحل
وے مہر میکند بادشاہ صاحب مملکت
بر خزانہ خود وانسان ہم چنین است
یعنی چوں بانسان مذکور وجود آن
تمام شد و کمال یافت عالم۔ پس
انسان مذکور ونسبت او بعالم چوں
نگینہ انگشتری ونسبت وے باشد
بر انگشتری پس چنانکہ فص خاتم از
خاتم است و باوجود این فص شئے است

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ وجنت کے تقسیم
کرنیوالے ہیں۔ تجھے معلوم ہو کہ انسان کی پیدائش نشاءہ
عنصریہ میں سب سے پیچھے ہوئی ہے جبکہ انسان کی
حقیقت تمامی حقائق کی جامع اور تمامی کمالات سے
متصف بنائی گئی۔ تو اُس کے لئے ضروری ولازمی
ہوا کہ اُس کے وجود میں آنے سے پہلے تمامی حقائق خارج
میں موجود ہوں اس لئے کہ وہ اپنے نزول کے وقت تمامی
حقائق سے گذرتی ہوئی اور متصف ہوتی ہوئی جس میں
روحانیات وسماویات وعنصریات شامل ہیں اپنے
نوعی جسمانی شکل وصورت میں ظاہر ہوا اور اُس کیلئے
یہ بھی لازم ہوا کہ وہ حضرت الاسمائیہ پر بھی گذر کرے
ایضاً یہاں تک کہ عارف کامل ہو جاوے اسی وجہ
سے کہا جاتا ہے کہ علم اولیاء اللہ کا مذکری ہے تفکری
نہیں ہے ہمارا یہ کہنا تناسخ کا جائز کرنیوالا نہیں ہے
ایضاً اور چونکہ انسان کی ذات اربعہ عناصر سے مرکب ہے
جو کہ افلاک اور اُن کے نفوس وعقول سے متاخر اور
پست تر ہیں اس لئے واجب اور ضروری ہوا کہ حقیقت
کے اعتبار سے انسان کا وجود سب سے پہلے پایا جاوے
اس وجہ سے کہ کل جزء پر قدرتاً مقدم ہوتا ہے۔

Marfat.com

برگ ومنقش بہ نقش اسم صاحب
وعلامت او کہ ختم میکند بادشاہان
بدان علامت بر خزینہ خود ہم چنین
انسان اگرچہ از عالم باشد وجزی از جزیات
وے باوجود این عالم دیگر است وشان
عجیب دارد کہ منقش است بہ نقوش
اسما صاحب خود ومظاہر اسما واز ینجا
دریاب کہ چون ترکیب فص خاتم آخر
عمل صانع است بہ خاتم ہم چنین انسان
آخر ومتسہائے دائرہ وجود عینی عالم است

ق وسماہ خلیفۃ من اجل ہذا ل

لانہ الحافظ بہ کما یحفظ بالختم الخزائن
این تعلیل است مر علیت علت مذکور
از برائے اینکہ نام کرد انسان را بخلیفہ
یعنی نام کرد حق تعالیٰ انسان مذکور را
بخلیفہ بنا برین کہ انسان ونسبت او
بعالم چوں فص خاتم است ونسبت
وے بخاتم چہ مدرسنیکہ حق تعالیٰ حافظ
عالم است بانسان چنانکہ سلطان حافظ

یعنی وہ کون کہ جس کا ذکر کیا گیا انسان ہے اور
عالم میں ہے اُس کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نسبت نگینہ کے انگوٹھی کے اور انگوٹھی کی نسبت
طرف نگینہ کے ہے کیونکہ نگینہ انگشتری اُس
جگہ اور اُس چیز کی نقش وعلامت ہے کہ ملک
اور خزانہ رکھنے والے بادشاہ اپنے خزانوں
پر اُسی نقش وعلامت سے مہر کرتے ہیں اسی
طرح انسان ہے۔ یعنی جب کہ انسان کے پیدا
ہونے سے اور اُس کے وجود سے وجود عالم
کا پورا ہو گیا کیونکہ انسان آخری پیدائش ہے
اور انسان کے وجود سے عالم نے جمال وکمال
پایا۔ پس انسان کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نگینہ کے انگشتری کے ساتھ ہے جس طرح
انگوٹھی کا نگینہ انگوٹھی سے ہے باوجود اس کے
یہ نگینہ بمقابلہ انگشتری ایک بہت بڑی چیز
ہے کیونکہ اُس نگینہ پر بادشاہ کا نام منقش
ہے اور اُس نقش اور رسم سے بادشاہان مملکت
اپنے اپنے خزانوں پر مہر کرتے ہیں۔ اسی طرح
انسان اگرچہ عالم میں ہے اور اُس کے جزئیات

Marfat.com

خزائن است بہ نقش ونقوش وے ونام کرد
افسان را بخلیفہ ثابت است بکتاب خدائے
تعالیٰ چنانکہ گفت انی جاعل فی الارض خلیفہ
وہم چنیں گفتن مر انسان را انسان ثابت
است بقول باری تعالیٰ خلق الانسان علمہ
البیان ان الشیطٰن للانسان عدو مبین۔
پس چنانچہ نص خاتم کہ محل نقش اسم وعلامت
صاحب خود باشد کہ حفظ میکند خزینہ او را
زد غیبت او چون او در حضور خود۔
ہم چنیں انسان کہ محل نقوش اسمار الٰہیہ و
ومظاہر اسمار الٰہیہ باشد خلیفہ حق است کہ
حفظ میکند عالم او را۔ چہ حق ہمیشہ در
غیب است واز سر اوقات عزت غیبت
دربار کا ظہور نیامدہ وبر چہار بالش بروز
تکیہ نزدہ۔ وعجب این کہ ہرچہ عرصہ ظہور
آمدہ غیر او نیست۔ و آخر اول نیست و
ظاہر غیر باطن نہ ہو الاول والآخر والظاہر
والباطن غیر نقش غیر در جہان نگذاشت لاجرم
عین جملہ شد حال خلق با حق تعالیٰ چوں

میں سے ایک جزء ہے باوجود اس کے ایک دوسرا عالم
ہے اور عجیب شان رکھتا ہے اور اپنے مالک یعنی حق
تعالیٰ کے اسمار وصفات سے متصف ومنقش ہے اور
مظاہر اسما ہے۔ اس جگہ پر سوچو اور سمجھو کہ انگشتری
بنانیوالے نے نگینہ انگشتری کا انگوٹھی بنانے کے بعد
سب سے پیچھے بنایا ہے اور اُس انگوٹھی بنانے والے کا
نگینہ کا بنانا آخری عمل وفعل ہے اس لئے کہ نگینہ ہی
کے بنانے کے لئے اُس نے انگوٹھی بنایا تھا اسی طرح
انسان تمام چیزوں کے وجود میں آنے کے بعد وجود
میں آیا یعنی آخری ومنتہائے عالم کے وجود عینی کا دائرہ
انسان ہے [illegible]
علیت مذکور کیلئے تعلیل ہے اسواسطے کہ نام رکھا
انسان کا خلیفہ۔ یعنی حق تعالیٰ نے انسان مذکور کا
نام خلیفہ رکھا۔ اسواسطے ہے کہ انسان اور نسبت
اُس کی عالم کے ساتھ مثل نگینہ انگشتری ونسبت
اُن کی خاتم کے ساتھ ہے جس طرح سے کہ بادشاہ اپنے
نگینہ ونقوش ومہر سے خزانہ کی حفاظت کرتا ہے اسی
طرح حق تعالیٰ عالم کی حفاظت ونگہبانی اپنے خلیفہ
یعنی انسان سے کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

Marfat.com

حال کلام لفظی است یا کلام نفسی۔ وتوضیح
وتنقیح این مطلب وتحقیق وکشف این
مقصد در مارد بگر نموده خواہد شد بعنایت
اللہ تعالیٰ ود بعضے نسخہ لانہ الحافظ لخلقہ کما
یحفظ الختم الخزائن واقع است بجائے
لانہ الحافظ لہ کما یحفظ بالختم الخزائن۔
یعنی زیراچہ مدرسینکہ انسان حافظ است
مر خلق او را چنانچہ حفظ میکند ختم ونقش
خزائن را۔ پس اسناد حفظ بسوئے
انسان وختم مجاز عقلی باشد کہ حافظ
حق است وامیر دانسان وختم سبب
حفظ اند دجا براست کہ آن استاد حقیقی
باشد غایت الامر حفظ آن بخلافت
ونیابت باشد نہ باصالت چنانکہ نائب
سلطان حافظ مرشہر را برسل حقیقت
است نہ مجاز اگرچہ بہ خلافت ونیابت
باشد نہ بہ اصالت **ق** فما دام ختم الملک
علیہا لا یجری احد اعلی فتحہا الا بادنہ
ل یعنی پس تا وقتیکہ ختم بادشاہ بر خزائن

کہ تحقیق میں اس پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں اسی طرح
سے انسان کو انسان کہنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے قول سے
ثابت ہے ہم نے انسان کو پیدا کیا اور گویائی کی قوت
دی تحقیق شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے جس طرح
سے کہ نگینہ انگشتری مالک کے نام منقش کرنے کی جگہ ہے
اور وہی مہر جس پر کہ مالک کا نام کندہ اور منقش ہے۔
خزانہ شاہی کی جب کہ مالک اس مقام پر موجود نہیں
ہوتا حفاظت کرتی ہے۔ اسی طرح انسان جو کہ محل
نقوش اسمار الٰہیہ اور مظاہر اسمار الٰہیہ اور خلیفہ حق
ہے عالم کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہمیشہ
غیب کے پردہ میں ہے اور عزت اور غیبت کے خیمہ
سے ظہور کے بارگاہ میں نہیں آیا ہے اور ظاہر ہونے کی
مسند اور گدی پر تکیہ نہیں لگایا ہے۔ اور تعجب یہ
ہے کہ جو کچھ عرصہ ظہور میں آیا ہوا ہے سوائے اُس کے
دوسرا نہیں ہے۔ اور آخر اول کے علاوہ اور ظاہر
باطن کے علاوہ دوسری نہیں ہے وہی اول وہی آخر
وہی ظاہر وہی باطن ہے۔ اُس کی غیرت نے دونوں
جہان میں غیر کا وجود باقی نہیں رکھا تو اب یعنی تمامی
اسمار اُس کی عین ہیں۔ جو تعلق اور حال کلام لفظی کا

Marfat.com

باشد دیری نمیکند ہیچ یکے از غیر بادشاہ
برکشادن آن مگر باذن وبہ اجازت بادشاہ
پس ختم وفص او حافظ خزائن او باشد ہم
چنیں انسان چنانکہ میثنوی۔ ق فاستخلف
فی حفظ العالم فلا یزال العالم محفوظاً بادام
فیہ ہذا الانسان الکامل ل یعنی پس خلیفہ
گرفت حق تعالیٰ انسان کامل را در حفظ
عالم پس ہمیشہ خواہد بود عالم محفوظ تا وقتیکہ
درعالم انسان کامل باشد کہ نگاہ میدارد
عالم را انسان کامل وحقیقت او چہ وصول
انوار الٰہی واسعہ نامتناہی عین اللہ بعالم
از وجود انسان کامل است و از تصرف
وتغلب او در عالم علوی وسفلی۔ پس تا
مادامیکہ انسان کامل کہ فص اسمار الٰہی است
درعالم باشد ہیچ خبر از حقائق عالم بر فتح
خزائن اللہ جسارت وجرأت ندارد مگر
باذن حق و اجازت وچہ انسان کامل اسم
اعظم است کہ باسم اعظم پرورش وتربیت
کند عالم را۔ چہ بیرون نمی آید معنی از معانی

کلام نفسی کے ساتھ ہے۔ اسی طرح سے خلق کا تعلق
اور حال حق تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ وضاحت
تنقیح و تحقیق اور کشف اس مقصد کا دوسری
جگہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے کیا جائیگا۔
اور بعضے نسخوں میں لانہ الحافظ بہ کما یحفظ بالختم
الخزائن کی جگہ پر لانہ الحافظ لخلیفہ کما یحفظ ختم
الخزائن واقع ہے۔ پس اس لئے کہ تحقیق اللہ
تعالیٰ کے خلق و مخلوق کا انسان محافظ ہے جس طرح کہ
مہر و نگینہ خزانوں کی حفاظت کرتا ہے۔ پس انسان
و نگینہ انگشتری و مہر کو محافظ کہنا مجازاً عقلی ہے اسلئے
کہ حفاظت کرنیوالا حق تعالیٰ ہے۔ اور امیر اور انسان
و مہر یہ سب حفظ کرنے کے اسباب ہیں اور یہ بھی جائز
ہے کہ اسناد حقیقی ہوں۔ غایت الامر حفاظت کرنا خزانہ
اور عالم کی از راہ نیابت و خلافت کے ہے اصالتاً نہیں
ہے جس طرح سے کہ شہر کا نائب شہر کی حفاظت برسبیل
حقیقت کرتا ہے مجازاً محافظ نہیں ہے اگرچہ از راہ
خلافت و نیابت ہی ہو۔ یعنی جب تک کہ مہر بادشاہی
خزانوں پر لگی رہتی ہے بادشاہ کے علاوہ اور کوئی
دوسرا شخص اس خزانہ کو نکال نہیں سکتا اور نہ اس

Marfat.com

از شق غیب بر حضرت الظہور مگر بادن و
اجازت اسم اعظم و مختفی نمی شود چیزے از
صفت ظہور در رد وا یائے باطن و کمون مگر
بر حکم و اشارت او اگرچہ او نعلیہ بشریت
ازین حکم راہل باشد و غافل۔ فہو البرزخ
بین البحرین و ہو الحاجز بین العالمین ۔
ق الاشارہ اذا زال فک الختم عن خزائنۃ
الدنیا لم یبق فیہا ما اختزنہ الحق فیہا وخرج
منہا ما کان فیہا والتحق بعضہ وانتقل الامر
الی الشارہ الاخرہ فکان ختما علی خزائنۃ
الاخرۃ ختما ابدیا ل یعنی آیا نمی بینی توا ے
طالب حق و تابع شرائع نبوی کہ انسان
کامل وقتیکہ زائل می شود ازیں عالم و شکستہ
می بود آں ختم از خزانہ دنیا و انتقال می باید
از دنیا بسوئے آخرت باقی نخواہد ماند در
خزانہ دنیا چیزے کہ مخزون ساختہ است
ان را حق تعالیٰ در آن خزانہ و بیرون خواہد
شد از دنیا چیزے کہ در دنیا باشد از آسمان
و زمین و انچہ درمیان ہر دو باشد چہ این

مہر کو توڑ سکتا ہے اگر بادشاہ کسی کو حکم دے تو ایسا
شخص ہی مہر کو کھول کر خزانہ پر تصرف کرسکتا ہے اب
معلوم ہوا کہ بادشاہی مہر اور نگینہ اُس کا اُس کے خزانوں
کی حفاظت کرنیوالی ہے اُسی طرح انسان ہے یعنی
انسان کامل کو حق تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا اُسی
منصب خلافت سے انسان کامل عالم کی حفاظت
کر رہا ہے اب سمجھو کہ جب تک انسان کامل عالم میں
موجود ہے عالم محفوظ و مامون رہیگا کیونکہ انسان
کامل اپنی حقیقت سے عالم پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس سے
واضح اور سنو کہ انوار الٰہی اور شعاع نامتناہی علی اللہ
کا عالم میں پایا جانا انسان کامل کے وجود سے ہے
اور اُس کے تغلب و تصرف میں عالم علوی و سفلی
ہیں۔ پس جب تک کہ انسان کامل کہ جس کے نگینہ
دل پر اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہے اور اسماء الٰہی کا نگینہ
ہے عالم میں موجود ہے حقائق عالم سے کوئی چیز اللہ
تعالیٰ کے خزانوں کو کھولنے کی جرأت و دلیری نہیں
کرسکتی لیکن اللہ تعالیٰ جس کو حکم دے وہ سب کچھ
ہے انسان کامل اسم اعظم ہے اور اسم اعظم ہی کے
ذریعہ و واسطے سے تمام عالم کی پرورش و پرداخت

Marfat.com

ختم حافظ عالم است و سبب حصول فیض
حق کہ مبقی عالم باشد بعالم پس جائیکہ او
نباشد فیض مبقی نماند و چون مبقی نماند
شئے از کجا باقی بماند پس ترا خدشہ این کہ
بانتقال و زوال ختم انتقال و زوال خزائن
نمی شود ۔ صلاست و سرسائی نہ بخشد
این جا ہمہ حیرت است و حیرانی انچہ گفتی
صفت ختم حذف است و تواند بود کہ
بگوئی کہ چون ختم حافظ نماند مختوم سر محفوظ
نماند حریف درین جا کار کنید و لاحق شوند
بعض چیزیکہ در خزانہ دنیا باشد ۔ بعض
آن خزہائے کہ بیش از فک ختم دنیا رفتہ
و محقق شدہ اند یا بگوئی کہ ۔ بعض آن
خزہائے کہ مخزول سادہ است آن را
در ازل و بر عالم باطن چہ ہر چہ در عالم
ظاہر است در عالم باطن باشد باطل اصل
است و ظاہر ظل ان کاذا استقل ہذا
لبعض من الدنیا السحق بالبعض الذی ہو
صلہ فی آخرہ ۔ و منتقل فی لو دلیسو ۔

و تربیت کر رہا ہے کیونکہ جو بھی معانی باطن سے ظاہر
ہوتے ہیں وہ اسم اعظم ہی کی اجازت و حکم سے ظاہر
ہوتے ہیں اور کوئی چیز جو ظاہر سے باطن کے پوشیدگی
کے گوشہ میں پوشیدہ ہوتی ہے تو اُسی کے حکم و اشارہ
سے ہے اگرچہ وہ انسان کامل بشریت کے غلبہ کی
وجہ سے اُس کا ادراک نہ کر سکے ۔ اور نہ جانے و نہ
سمجھے ۔ پس وہی برزخ ہے درمیان بحرین کے اور
وہی پردہ ہے درمیان عالمین کے ۔ یعنی کیا نہیں
دیکھتا تو اے طالب حق اور پابند شریعت نبوی
و مصطفوی کہ انسان کامل کا جس وقت کہ عالم
سے زوال ہو جائیگا اور اُس کے حفاظت کی مہر
جو دنیا کے خزانہ پر لگی ہوئی ہے ٹوٹ جائیگی اور عالم
ظاہری کے تمام خزانے جو اس میں تھے وہ سب اور
جملہ کاروبار آخرت کی طرف منتقل ہو جاویں گے اور
جن جن چیزوں کو عالم دنیا میں یعنی آسمان و زمین
اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اللہ تعالیٰ
نے خزانہ کیا تھا کوئی چیز بھی باقی نہ رہے گی کیونکہ
انسان کامل جو کہ خلیفہ حق ہے اُس کے ذریعہ
سے جو بمنزلہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت

Marfat.com

آخرت و مستقر و متابدی گردد در آخرت پس
می باشد انسان کامل ختم و حافظ بر خزانہ آخرت
ختم ابدی وازیں جا بشنو انچہ می گویند ان
القرآن الی اسماریوم القیامۃ فان القرآن
خلق الکامل اے الانسان الکامل فلما لم
یبق الکامل لم یبق خلقہ۔ میگویند کہ شخصے
پرسید از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کہ چیست
خلق عظیم رسول علیہ السلام کہ در قرآن مذکور
است گفت صدیقہ رضی اللہ عنہ قرآن
باشد۔ پس رسول را کہ میگوید ربی بست
کا حدکم در باب قرآن و جبرئیل را در باب
علمہ الشدید القویٰ و کشف این مطلب
در انفاس الخواص نمودہ شد و عرفان
صدیقہ را دیاب و رسول چرا می فرماید
کلمینی یا حمیرا۔ و فی الجز ان اللہ تعالے
العلم با اع العلما حتی لم یبق علی
وجہ الارض من یعلم مسئلہ علمیت و من یقول
اللہ ثم یقوم علیہم الساعۃ و کون الکامل
ختماً علی خزانۃ الآخرہ دلیل علی ان التجلیات

کرتا ہے اور اُسی کے حفاظت کرنے سے یہ عالم محفوظ
ہے اور اُسی کے ذریعہ و واسطہ سے اللہ تعالیٰ کا فیض
عالم میں پہنچتا ہے اور عالم محفوظ و باقی ہے۔ پس انسان
کامل کے عالم میں نہ رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا
فیض عالم میں نہ پہنچے گا اور اللہ تعالیٰ کا فیض جو عالم
قائم اور محفوظ رکھے ہوئے تھا نہ رہے گا تو یقیناً عالم
بھی نہ رہے گا پس تم کو اس امر کا اندیشہ و خدشہ کہ
مہر کے زائل اور منتقل ہونے سے خزانہ کا انتقال
و زوال نہیں ہوتا۔ گمراہی و پریشانی نہ بخشے تم ہرگز ہرگز
حیران و پریشان نہ ہو اس مقام پر تمام و کمال حیرت
و حیرانی ہے۔ جو کچھ تم نے کہا اور دیکھا اور سنا اُس مہر
کی جو بمنزلہ ٹھیکری کے ہے یہ سب اُس کے اوصاف
ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کو جب مہر ہی جو کہ
محافظت کرتی ہے نہ رہی تو مہر کرنیوالا کیسے محفوظ
رہ سکتا ہے خبردار ہوشیار رہو حریف اس جگہ کام
کریں گے اور تمہارے قدم کو ڈگمگا دیں گے۔
پس بعض چیزیں جو کہ دنیا کے خزانہ میں ہیں اُن
بعض چیزوں سے جو مہر کے زائل ہونے سے بیشتر
دنیا سے چلی گئی ہیں اور پوشیدہ ہو گئی ہیں مل جاوینگی

Marfat.com

الا لہیۃ اہلیا بواسطہ الکامل کما فی الدنیا
والمعانی المفصلۃ اہلیا متفرعۃ عنہ ومقام
جمعہ ابداً کما تفرع منہ ازلا ق نظر جمیع
ما فی الصور الالہیۃ من الاسمار فی ہذہ النشارۃ
الانسانیۃ فحازت رتبۃ الاحاطۃ والجمع
بہذا الوجود وبہ قامت الحجۃ للہ تعالیٰ علی
الملائکۃ ل یعنی پس ظاہر شد جمیع چیزیکہ
در صور الٰہیہ بودند از اسمار وصفات ودر
نشار انسانی پس گرد کرد نشار انسانی مرتبہ
احاطہ وجمع را کہ جامع حقائق کونیہ والہیہ
وجمیع صور موجودہ باشد بوجود عینی چوں
حق تعالیٰ الا انہ بکل شئی محیط قد احاط بکل شئی
علما واحصٰی کل شئی عددا۔ در گرفتہ است
بجسم خود مرتبہ اجسام را و بروح و باطن خود
رتبہ ارواح وعقول را و بدایں احاطہ وجمع
گفت باری تعالیٰ وعلم آدم الاسمار کلہا رنائے
شد حجت وبرہان خدائے تعالیٰ برملائکہ
مبارعت کردند درباب انسان وگفتند در
حق او اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء

یا یوں کہو کہ بعض وہ چیزیں کہ جس کو حق تعالیٰ نے
ازل سے عالم باطن میں خزانہ کیا تھا اُس سے جا ملیں گی
کیونکہ جو کچھ عالم ظاہر میں ہے وہ عالم باطن میں ہے
باطن اصل ہے اور عالم اُس کا ظل ہے پس جس وقت
کہ بعض چیزیں دنیا کی انتقال کرتی ہیں تو اُن بعض
چیزوں سے جو کہ اصل میں آخرت میں متحقق ہو جاتی
ہیں اور کل کاروبار آخرت کی طرف منتقل اور ابد میں
مستقر ہو جاتا ہے پس اُس وقت یہ انسان کامل
ابد اور آخرت کے خزانہ پر مہر ابدی اور حفاظت کرنیوالا
ہوتا ہے۔ اب اس مقام پر جو کچھ کہ خدا و رسول نے
فرمایا ہے اُس کو سنو تحقق قیامت کے دن قرآن
آسمان پر اُٹھ جائے گا اور قرآن خلق کامل ہے یعنی
انسان کامل ہے۔ پس جس وقت کہ انسان کامل نہ
رہے گا اُس کی مخلوق بھی نہ رہے گی کہتے ہیں کہ ایک
شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے دریافت کیا کہ خلق عظیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کا کیا ہے جو کہ قرآن میں مذکور ہے حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قرآن ہے پس
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کون کہتا ہے کہ تحقیق

Marfat.com

دکن وسیع عمدک و لک فانہ احاطہ
لمالم یحیطونہ وصورت نزد ارباب درآیت
اطلاق می باید بر ہر چیزے کہ در عرصہ وجود
آمدہ است چہ عالم بتمامہ صورت حضرت
الالٰہیہ است از روئے تفصیل وانسان
صورت اوست از روئے جمع چنانکہ گفت
نبی علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
پس مراد از ملائکہ دریں قول بعضے ملائکہ
ابد تا مل ق فیحفظ فقد وعظک اللہ
لعرک فینظر من این اُتی علی من اُتی غلبہ
ل قول شیخ قدس سرہ یحفظ صیغہ امر است
مر مذکر حاضر را از باب تفعل و یحفظ
بمعنی یحفظ وعدم غفلت است و اُتی
در ہر دو محل صیغہ ماضی است مبنی مر
مفعول را و کلمہ علی یا مجرور در ہر دو مقام
مقام مقام فاعل است یعنی پس بیدار رو
بند پذیر سوائے مرد دانا چہ بہ تحقیق بند
دادہ اوست تراخدا تعالیٰ بہ غیر تو کہ ملائکہ
باشند پس نظر بکن کہ از کجا آمدہ شد بر کسے

کوئی بھی مثل میرے نہیں ہے میں رات بسر کرتا ہوں اپنے
رب کے پاس وہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ قرآن جبرئیل
اور علم الشدید القوی کو سمجھو اور حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عرفان کے بلند پائیگی کو سمجھو اور
خوب اچھی طرح سمجھو اور اس کو بھی سمجھو کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اور کس لئے فرماتے ہیں کہ اے
حمیرا مجھ سے بات چیت کرو حالانکہ ایک زمانہ حضور
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سننے کا مشتاق تھا۔
حمیرا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لقب
وخطاب ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ علم نکال لے گا اس
طرح سے کہ علما کے سینوں سے علم کھینچ لیا جائیگا یہاں
تک اس زمین پر کوئی عالم باقی نہ رہیگا جو کہ اس مسئلہ کا
جاننے والا نہ ہو۔ جب اللہ نے کہا تو اُس پر قیامت قائم
ہو جاتی ہے اور ہونا انسان کامل کا مہر اور پر خزانہ آخرت
کے دلیل ہے کہ وہ تجلیات الٰہی کا اہل ہوتا ہے بذریعہ
اُسی کامل کے جیسا کہ اس دنیا میں کامل کا باطن تجلیات
الٰہی کا اہل ہوتا ہے کامل انسان کا مرتبہ مقام جمع سے
ہمیشہ ہمیشہ برتر ہوتا ہے جیسا کہ ازل میں برتر ہوتا ہے
پس وہ تمام چیزیں جو کہ صور الٰہیہ میں اسماء وصفات

Marfat.com

کہ آمدہ شد بروے یعنی پذیر بود محفوظ باش
و قدم نزاع را با حق تعالیٰ درمیان میار مثل
ملائکہ و ابلیس و بعضے از مردم کلام ملائکہ را
حمل بر استفسار کردہ اند ولیکن قول باریتعالیٰ
انی اعلم مالا تعلمون در رو ملائکہ و در برابر
قول ایشاں ملائم نباشد چنانکہ در بعضے مصنفات
ایں ذکر کردہ است و بر تقدیر دانا
مس علم و کریم و حکیم از روے اسرار در
زبان را حرکت ندہد و سکون را از
دست خود بگذارد در حضرت کریم تمنا چہ
حاجت است چنانکہ این مطلب در نفس
الی از انفاس الخواص شرح یافتہ است۔
اگر وظیفہ تو ارشاد و تلقین خواہد بود لوجہ
وجود او خواہد نمود۔

وظیفہ تقاضا چہ حاجت است
پس از مقام گفتگو برخیز نہ از جہت اسرار
چنانکہ ملائکہ و نہ از رہ عناد چنانکہ ابلیس
چہ دعظ کردہ است ترا باری تعالیٰ بقصہ
غیر تو کہ ملائکہ و ابلیس باشند پس مرسالک

سے نہیں وہ نشأۃ انسانی میں ظاہر ہوئیں اور نشأۃ انسانی
نے اپنے وجود عینی سے احاطہ و جمع کے مرتبہ کو جو کہ جامع
حقائق کونیہ و الٰہیہ و جمیع صور موجودہ ہے اپنے اندر
لے لیا اور احاطہ کر لیا مثل حق تعالیٰ۔ تحقیق وہ ہر شے
کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اپنے علم سے بھی وہ ہر شے
کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ ہر شے کی گنتی جانتا ہے۔
اور نشأۃ انسانی نے اپنے جسم سے صورت عالم کے
اجسام کے مرتبوں کو اور اپنے روح و باطن سے عقول
اور ارواح کے تمامی مراتب کو جمع و احاطہ کیا اور
لے لیا اور اسی احاطہ و جمع کے رتبہ سے اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں سے فرمایا ور ہم نے آدم کو اپنے تمامی اسمار کا علم
تفویض کر دیا اور اسی احاطہ و جمع کے مرتبہ سے اللہ تعالیٰ
کی حجت ملائکہ پر قائم ہوئی۔ ملائکہ اور فرشتے انسان کے
پیدائش اور منصب خلافت کے سلسلہ میں حق تعالیٰ
سے نزاع اور مخالفت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ
اے قادر مختار تو ایسے کو خلیفہ بنا رہا ہے کہ وہ زمین
فساد و خون ریزی کریں گے اور ہم سب تیرے حمد و
تسبیح کیلئے کافی ہیں پس تحقیق [illegible]
ملک تھا اور ارباب درایت کے نزدیک [illegible]

Marfat.com

بامُدکہ درحضرت الحق وخلفا روعرفا ادبہ
زانوے ادب بہ نشیند وخود را درمیان
نہ بیند وبقدُ وصلاح وکمال خود سود وکمال
غیر خود را منظر نظر خود دار ددیدہ باش نہ
طاؤس چنانکہ گفت۔ تعلم من العینین ان
کنت عاقلاً شہود جمال الغیر تواصلُ
ولا تکو کالطاؤس بعشق نفسہ فیبقی ملاماً
عند کل الکوائلُ ودر بعضے نسخہ فتحط بما
قد وعظک اللہ لغیرک واقع است۔
یعنی پس پند پذیر شد بچیز کہ وعظ گفتہ است
ترا حق تعالیٰ قصہ ملائکہ باشد چنانکہ گفت
لعرک۔ یعنی بجالیکہ آن چیز متعلق باشد
بغیر تو ودر بعضے نسخہ متحفظ بما فقد و
دعظک اللہ بغیرک واقع است۔
یعنی پس پند پذیر شد بقصہ ملائکہ پس نظر
مکن کہ از کجا آمد ندامت وملامت برکسے کہ
آمد یعنی از دست کہ برادست چنانکہ مثنوی
ق فان الملائکۃ لم تقف مع تعطیہ اشارہ
ہذاہ الخلیفۃ ل یعنی بدسکہ ملائکہ منازع

ہراُس چیز پر جوکہ موجود ہے کیا جاتا ہے کیونکہ عالم سمامہ
ازروئے تفصیل حضرت الٰہیہ کی صورت ہے اور انسان
ازروے جمع حق تعالیٰ کی صورت ہے جیساکہ حضور
پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ
نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس قول میں ملائکہ سے
بعضے ملائکہ مراد ہیں۔ سوچو۔ قول شیخ قدس سرہ جوکہ یحفظ
ہے باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے جوکہ مذکر غائب کیلئے
ہے اور یحفظ بمعنی عدم غفلت اور اُتی دونوں جگہوں
میں ماضی کا صیغہ ہے جو مفعول کیلئے مبنی ہے اور کلمہ
علی با مجرور کے ساتھ دونوں مقاموں میں قائم مقام
فاعل ہے۔ یعنی اے مردِ دانا بیدار ہو اور نصیحت قبول
کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے تم کو نصیحت
کیا ہے جوکہ ملائکہ ہیں پس اس امر میں نظر کرو اور دیکھو
کہ ملائکوں پر جو یہ عتاب آیا تو کہاں سے آیا یعنی حق کی
نصیحت کو قبول کرو اور محفوظ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے
منازعت نہ کرو اور قدم منازعت مثل ملائکہ اور ابلیس
درمیان میں نہ لاؤ۔ بعض لوگوں نے ملائکہ کے کلام کو
استفسار پر محمول کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ملائکہ کے
قول کے رد میں یہ کہنا کہ تحقیق جو میں جانتا ہوں تم اُس کو

Marfat.com

بوده اند با حق تعالی در شان خلیفه ثابت
نمانند و قناعت ننمودند بچیزیکه مید ہد و
نمی بخشد آنرا نشار و مرتبه این خلیفه چه
موہب نشارۃ خلیفه که مظہر اللہ است و
جامع جمیع اسماء و صفات باشد این است
که ملائکه جز بتحلیل و تسبیح بعض اسماء متصف
نشوند و خبر به کمالات عبادات و طاعات
و عدم تخلف در اوامر و نواہی موصوف
نگردد و طلب چیزیکه اینها شائستہ آن
نباشد نکنند چه اگر ملائکه شائستہ خلافت
می بودند باین نعمت مشرف می شدند و انا
لموفوہم نصیبہم غیر منقوص چه خلیفه کسے باشد
که بصفات مستخلف متصف باشد ازین
جاست که مرشد عارف خلیفه نگیرد مگر آن
را که چوں او باشد و خلف بفتح لام بخوانند
مگر آں را که بصفات پدر موصوف باشد
که خلف مذکور از خلافت است بخلاف
خلف بکسر لام که از خلاف است و از
خلافت تا بخلاف فرق بسیار است و از

نہیں جانتے ملائکہ کے کلام کو استفسار کے معنی پر
محمول نہیں کرتا ہے جیسا کہ بعضے تصانیف میں
اس کا خلاصہ کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا
جاوے کہ ملائکہ کا یہ قول استفسار ہی پر مبنی ہے
تو ایسی صورت میں بھی عقلمند کو چاہیئے کہ اللہ تعالی
سے کوئی امر دریافت نہ کرے اس لئے کہ اللہ تعالی
خود بھی دانا و بینا و عالم و رحم و حکیم ہے۔ حضرت
کریم کے دربار میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے
شرح و انبساط کے ساتھ نقش ازلی میں ذکر کیا
گیا ہے۔ اگر تمہاری استعداد ارشاد و تلقین کی
مقتضی ہے تو بغیر زبان سے کہے ہوئے وہ ہوکے رہیگا
جو روزینہ تم کو ملتا ہے وہ جانتا ہے تقاضا کی حاجت
نہیں ہے پس نہ از روے سرکشی و نہ از روئے دریافت
زبان کو کھولنا نہ چاہیئے اور نہ از روے عناد جس
طرح سے ملائکہ و ابلیس کے اللہ تعالی سے نزاع کی
ہے تم پر لازم ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ملائکہ کے
حکایت و قصہ میں جو کہ تمہارے غیر ہیں تم کو نصیحت
کیا ہے پس تم کو چاہیئے کہ تم اس نصیحت کو قبول کرو۔
پس سالک کیلئے بہتر و مناسب ہے کہ خدا اور اُس کے

Marfat.com

ملک تا بہ انسان بود بیشمار بیّنہ ولجعلناہ
ملکا لجعلناہ رجلاً را عروہ دست خود
دارد و کریمہ ما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا
انزل اللہ علی بشر من شیء را زاو خود بسازد
بدانکہ دریں کلام اشارۃ است کہ کمالات
ملائکہ بملائکہ از دست انسان است اگرچہ
بہ نیابت باشد اگر قدم انسان درمیان نہ
بودے مسبّح و مُسبَّح رو نمودے پس چرا
نگوید حق تعالیٰ ان اللہ و ملائکتہ یصلون
علی النبی و چوں ماہمہ ذریات خلیفہ ایم
گفت یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما و چون کافر دربردہ جلال مستور است
و نظر بہ جمال خلیفہ ندارد و مامور شد بدین
قدمت و منسوب نہ گشت باین متصف
ازیں جاست کہ خاص کرد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مومن را و گفت انا من اللہ
والمومنون منی وگرنہ تمامی اشیا راز رسول
اند ہیچ کس بکمال نمی رسد ایمان باشد
یا بکفر گر بوساطت قدم رسول علیہ السلام

خلفاء اور عرفا کے دربار میں ادب سے خاموش بیٹھا
رہے اپنے کو درمیان میں نہ دیکھے اُن کے بڑائی و کمال کو
اپنے سامنے رکھے اپنی اچھائی و کمال کے بنانے میں
مصروف و درپے رہے جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا
ہے کہ آنکھ ہوجا اور طاؤس نہ بن۔ سیکھو آنکھوں سے
اگر عقلمند ہو۔ آپس میں ملنے کے وقت دوسرے کو
چہرہ کو سامنے رکھو۔ اور مت دیکھو مثل طاؤس کے جو کہ
اپنی ذات پر عاشق ہے ورنہ کل کاملین تمہاری ملامت
کریں گے۔ اور بعضے نسخوں میں فحفظ بما قد وعظک
اللہ بغیرک واقع ہے پس اس نصیحت کو قبول کر جس کو
اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے ملائکہ کے قصہ میں نصیحت
کی ہے اسی حالت میں کہ وہ نصیحت تمہارے غیر سے
جو کہ ملائکہ میں تعلق رکھتی ہے یعنی ایسی حالت میں کہ
وہ خبر یعنی نصیحت تمہارے غیر سے تعلق رکھتی ہے
جو کہ ملائکہ میں۔ اور بعضے نسخہ میں متحفظ بما فقد و
عظک اللہ بغیر واقع ہے۔ پس ملائکہ کے قصہ میں
جو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے اُس کو قبول کرو
اور دیکھو اور سمجھو کہ جو کچھ کہ ملامت و ندامت اُن پر
آئی وہ اُنھیں کے پیدا کئے ہوئے افعال سے آئی

Marfat.com

اگر او ملحوظ نمی بود چیزے از گوے عدم سر بر
نمی آورد بلکہ قدم بر حضرت الامکان نمی
نہاد پس جمیع موجودات مشرف نمی شدند
بکمالات مگر از مرتبہ انسان کامل و حاصل
نمی شود مدد و امداد در ہر چیز ہر زمان مگر
از جناب آن و نمی بخشد ہر اسمے از اسمار
الٰہیہ بمظہر خود آنچہ می بخشد مگر باستمداد
حضرت اللہ کہ این کامل مظہر او ست و
چنیں چیزہا شرح و بسط تشفی نمی بخشد
و اساط نمی آرد این حکم و حکمت بکشف
و وجد این تعلق دارد آرے بہ فرید
صادق ایمان درست گردد اما طانیت
بے کشف و شہود روے نہ نماید چنانکہ
گفت خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب
ارنی کیف تحی الموتی قال الم تومن قال
بلی ولکن لیطمئن قلبی ایمان دیگر است
واطمینان دیگر۔ وننزل قرآن ماہو شفاءٌ
رحمت اللمومنین ولا یزید الظالمین
الا خسار اق ولا وقفت مع

یعنی پس سمجھ کہ اللہ تعالیٰ سے جو فرشتے انسان کے خلیفہ بنانے
اور پیدائش کے سلسلہ میں منازعت کر رہے تھے خلیفہ کی
شان کو اُن سبھوں نے نہ سمجھا اور نہ جانا اور خلیفہ کے
مرتبہ و بشارۃ سے اُن کو جو چیز حاصل ہوتی تھی اُس کو
جاننے اور حاصل کرنے کی کوشش اُن سبھوں نے نہ کی
اور خلیفہ کے بشارۃ کو جو کہ مظہر اللہ اور جامع جمیع اسماء
وصفات ہے اُس کے سمجھنے میں بھی وہ [illegible] رہے
اور ا رہے اُس کے نہ جاننے و سمجھنے کا سبب یہ ہے
کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بعض اسماء سے تسبیح اور تقدیس
کرتے تھے اور سوائے کمالات طاعات و عبادات
و عدم تخلف اوامر و نواہی دوسری صفات سے متصف
و موصوف نہ تھے اور جس چیز کے وہ لائق نہ تھے اور
وہ اُس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے تھے اور اگر
وہ خلافت کے لائق ہوتے تو حق تعالیٰ اُن کو خلیفہ
بنا تا ہم اُن کا حصہ جو اُن کو ملتا ہے بغیر کسی کمی کے پورا
پورا دیں گے کیونکہ خلیفہ کی شان یہ ہے وہ مستخلف کی
صفات سے متصف ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ کامل و
عارف جو مرید کہ اُسکی طرح ہوتا ہے اُسکو خلیفہ بناتا ہے
جو فرزند کہ باپ کی صفات سے متصف ہو اُس کو خلف

Marfat.com

حضرت الحق من العبادات الذاتیہ
ل یعنی قناعت ولو توقف نکردند ملائکہ اہل
نزاع بچیزیکہ تقاضا وطلب میکند حضرت
الحق از ایشاں کہ عبادت ذاتیہ باشد کہ
وذات ملائکہ تقاضائے عبادت وطاعت
میکند نہ خلافت ومظہریت اسم جامع کہ
ازیں ہا آں متصور نیست وگرنہ چرا می
فرماید لو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلاً چہ
رجل بطین است بطین معرفت ومحبت
وسراو متوج باشد بہ تاج انک لعلی خلق
عظیم وخلق عظیم قرآن است وقرآن جامع
جمیع کلم است وموجودات اند ہاں بیدار
باش کہ بحر وحذان کار نمیکند ساکت باش
تعریض وتعرض گرد تو نہ گردد لا یحرک
بلسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ
ثم ان علینا بیانہ در ہر آں بیانے می
رود ودر ہر زماں مربیان را شانے
دیگر است ؎ فہم سخن گر نکند مستمع
قوت طبع از متکلم مجو۔ پس وذات ملائکہ

کہتے ہیں اس لئے کہ خلف خلافت سے ہے بخلاف خلف
لکون لام کہ وہ خلاف سے ہے خلافت اور خلاف میں
بہت بڑا فرق ہے اسی طرح فرشتے اور انسان میں بہت
بڑی دوری ہے اگر فرشتہ کو بناتا رسول تو اس کو بھی
آدمی بناتے کے رسی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط
پکڑو اور آیۂ کریمہ نہیں قدر کیا اللہ کی جیسا کہ قدر کرنیکا
حق ہے جبکہ اُن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بشر پہ
کوئی چیز نازل نہیں کی تو اپنا زاد راہ بناؤ۔ جانو کہ
اس کلام میں اشارہ ہے کہ ملائکہ کے کمالات ملائکہ میں
انسان کے ہاتھ سے ہے اگر نیابت ہی کے ذریعہ سے
ہے اگر انسان کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو تسبیح کرنیوالے
اور جس کی تسبیح کی جاتی ہے ظاہر نہ ہوتے یہی وجہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے
نبی پر درود بھیجتے ہیں اور ہم سب جبکہ خلیفہ کے ذریات
ہیں تو ہم سب کے لئے بھی حکم ہوا کہ تم لوگ بھی نبی پر درود
بھیجو یعنی اے ایمان والو تم سب بھی نبی پر درود وسلام
بھیجو۔ چونکہ کافر اللہ تعالیٰ کے جلال کے پردہ میں پوشیدہ
ہے اور خلیفہ کا جمال بھی۔ اُس کے نظروں میں نہیں ہے
صلواۃ بھیجنے کی صفت سے موصوف ومتصف نہیں

Marfat.com

از ملائکہ تقاضائے عبادت میکشد بحسب
اسماء حق کہ مظاہران اسما باشد یا بگوئی کہ
عبادت ذاتیہ بمعنی مقتضائے ذات حق
شد چہ ذات حق تعالیٰ در ایشان جز عبادت
وطاعت وبہ ہر چہ مامور شدند طلب نکند
وایشان را تکلیف خلافت ومعرفت انسانی
ندہد۔ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ و
تقاضا کردن ذات حق تعالیٰ را مر ہر چیزے
را از ہر چیزے منفرع است بر تقاضا
کردن ذات آن مر آن چیز را وگرنہ ظلم
لازم آید وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم
یظلمون۔ ق فانہ مایعرف احد من الحق
الا ما یدل علیہ ذاتہ ولیس للملائکۃ جمعیۃ الآدم
ل این قول تعلیل حکم سابق است کہ
تقاضا کردن حضرت الحق باشد مر عبادت
ذاتیہ را از ملائکہ۔ یعنی چہ مدسنیکہ ہیچ کس
نمی شناسد از حق تعالیٰ مگر چیزے کہ عطا
وبخشش میکند آن را ذات آن کس و
حال آنکہ نیست مر ملائکہ را جمعیت آدم

ہوا ہے اسی وجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مومنین کو خاص کر دیا اور فرمایا کہ میں اللہ سے ہوں
اور مومن مجھ سے ہیں یوں تو تمامی اشیاء رسول سے ہیں
کوئی تحقیق خواہ وہ ایماندار ہو یا کافر اپنے اپنے کمالات
تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے
ذریعہ سے پہنچتے ہیں۔ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کی ذات حق تعالیٰ کو ملحوظ ومنظور نہ ہوتی کوئی
شے عدم سے وجود میں نہ آتی اور حضرت الامکان
پر قدم نہ رکھتی۔ پس تمامی موجودات اپنے اپنے کمالات
سے انسان کامل ہی کے مرتبہ سے مشرف ہوتے ہیں
اور تمامی امداد ومدد ہر شے کو ہر آن وہر زمان انھیں
کے جناب سے حاصل ہوتی ہے اور ہر اسم اسمائے الٰہیہ
اپنے ظہور سے جو کچھ کہ ظاہر کرتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ
کے مدد سے کہ یہ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے۔ ایسی
چیزیں شرح وبسط سے خوشی پہنچاتی ہیں اور تشفی
بخش نہیں ہوتی ہیں یہ حکم وحکمت کشف ووجدانی
سے تعلق رکھتی ہیں ہاں مرید صادق کا ان باتوں سے
ایمان درست ہوتا ہے لیکن اطمینان بغیر کشف وشہود
کے حاصل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

Marfat.com

که جامع جمیع اسمار الٰہیہ باشد یعنی ذات
ملائکہ نداده شده اند مگر معرفت بہ بعض
اسمار حق تعالیٰ را کہ مظاہر آن بعض باشند
پس بحسب این بعض و معرفت آن عبادات
و طاعت میکنند و آن اسمار کہ ملائکہ مظاہر
آن اسما باشند اسمار ہی اند بخلاف
آدم کہ مظہر جمیع اسمار الٰہی است و اسمار
کونی و اسمار ملکوتی و عارف بجمیع اسمار او
و علم آدم الاسمار کلہا پس عبادت و طاعت
میکند حق تعالیٰ را بجمیع اسمار بحسب معرفت
خود - بدانکہ اسم تواب و غفور و منعم بے
وجود انسان حیران و سراسیمہ بودند چون
انسان پیدا شد و بظاہر و بباطن جامع
اسمار الٰہی گشت حزن و کآبہ از اسمار مذکورہ
ناپیدا گشت پس ملائکہ معصیت انسان
در نظر داشتند و باسمار مذکورہ نپرداختند
پس بدانکہ ذوات حیوانات عجم از حیوانات
مذکور عبادت و طاعت ناموسی طلب
نکردند بنابرین ذات حق تعالیٰ از آنہا

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پروردگار دکھلا کس
طرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہے کہا کیا ایمان تم کو نہیں ہے
کہا ہاں ہے لیکن قلب میرا مطمئن نہیں ہے ایمان
دوسری چیز ہے اور اطمینان دوسری چیز ہے - اور
نہیں نازل کیا ہم نے قرآن کو مگر اُس میں شفا ہے
واسطے مومنین کے اور نہیں بڑھاتا ظالموں کیلئے
لیکن خسارا - یعنی نزاع کرنے والے فرشتوں نے
توقف و قناعت نہ کیا اور نہ سمجھا اور اُن کے خیال میں
نہ آیا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے وذات کے استعدادات کے
موافق و مطابق اُن سے عبادات و طاعات کا طالب
ہے اس لئے کہ فرشتوں کی استعداد و ذات طاعت و
عبادت کے سوا دوسری چیز کے لئے موزوں نہیں ہے۔
خلافت اور اسم جامع کی مظہریت اُن کی ذات
و استعداد سے ممکن نہیں ہے - اور اگر ممکن ہوتی تو اللہ
تعالیٰ کیوں اس طرح فرماتا اور اگر ہم فرشتہ کو رسول
بناتے تو اُس کو بھی آدمی بناتے اب سنو اور سمجھو کہ انسان
محبت اور معرفت کے مٹی سے گوندھا ہوا ہے - اور
اُس کے سر پر خلق عظیم کا تاج رکھا ہوا ہے خلق عظیم
قرآن ہے اور قرآن تمامی کلمات کا جامع ہے - اور

Marfat.com

طالب عبادت وطاعت نذکود نہ شد
بخلاف ذات انسان وابوبکر وابولہب دریں
طلب برابر بودند لاجرم حق تعالیٰ از ہر دو عبادت
وطاعت ناموسی طلب نمود وایں طلب
نظر باستعد جزئی ابوبکر طلب اقبال و قبول
کرد وابولہب طلب ادبار و رد لاجرم اول
مقبل شد ومقبول وثانی مدبر شد ومردود
وانا لموفوہم نصیبہم غیر منقوص واین حکم
چوں حکم اہل کلام است کہ استطاعت
فعلی دیگر وطاعت کوسی شامل ہر صالح
وطالح است وہر نفس نفیس وخسیس
ونظر جود وکرم برروئے استعداد جزئی
است لاجرم گفت بابوبکر کن مومنا صدیقا
نفساً ۔ وبابی لہب گفت کن کافر
مردوداً ملعونا شقیاً ارارادہ اللہ شی ان
یقول کہ کن فیکون ۔ فکان الاول مومنا
کاملا والثانی کافرا غافلاً ۔ پس چون دید کہ
ازامر ناموسی کار بکشائد گفت حق تعالےٰ
با علیک الا البلاغ وسواءٌ علیہم انذرتہم

کلمات وکلم موجودات ہیں ۔ سبحان اللہ ہاں ہوشیار ہو جاؤ
اس کا سمجھنا سوائے وجدان کے دوسرے کا کام نہیں
ہے خاموش ہو جا تعریض اور تعرض تمہارے گردنہ آنے
پائے حرکت دو اپنی زبان کو جلدی جلدی ہم پر ہے اُسکا
بیان کرنا اور جمع کرنا قرآن کا اور ہمارے ذمہ ہے اُسکا
بیان کرنا اور شرح کرنا اور ہر آن ایک بیان ہوتا ہے
اور ہر زبان اُس بیان کیلئے دوسری شان ہے جو بات
کہ کہنے والا کہہ رہا ہے اور اُس کو سننے والے نہیں سمجھ رہے
ہیں تو متکلم کی یعنی کہنے والے میں سمجھانے کی قوت مت
تلاش کرو ۔ پس فرشتوں کے ذوات فرشتوں سے جو کہ
بعض اسماء کے مظاہر ہیں بعض اسماء کے
مطابق اُن کی ذوات طاعت کی طالب ہے کیونکہ اللہ
تعالیٰ اُن کے ذات سے سوائے عبادت اور طاعت
کہ جس کے لئے وہ مامور ہیں دوسری چیز کو طلب نہیں
کیا ہے اور خلافت اور معرفت کی تکلیف جو کہ انسان
کو دی گئی ہے اُن کو نہیں دی گئی نہیں تکلیف دیتا کسی
نفس کو اللہ لیکن جیسی اُس کی استعداد ہوتی ہے
اور تقاضا کرنا ذات حق تعالیٰ کا ہر شے سے جیسا کہ
اُسکی استعداد ہے بہتر ہے تقاضا کرنے پر اُس کی

Marfat.com

ام لم تنذرہم لایومنون ختم اللہ علی قلوبہم لاٰیۃ
وافاضہ ہر فیض از عفو وانتقام قبول ورد
وغیرآں مبنی است بر استعداد جزئی ازیں جا
گفت استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللہ
لہم ولئن استغفرت لہم سبعین
پس ہر چیز محکوم وتابع امر تکوینی باشد نام
ناموسی وعجب اینکہ امر تکوینی محکوم وتابع
ہر چیز است فکل مطیع وکل مطاع واگر
کلمہ مع را در لم تقف مع ما یقتضیہ بمعنی علی
بگوئی چہ طریق استعارت در کلام عرب
طریق واسع است وجاری پس لم تقف
دلا وقفت ار وقوف بمعنی اطلاع باشد
یعنی مطلع نشدند ملائکہ ہر چیزے کہ میدہد
آن را نشارہ در مرتبہ خلیفہ کہ شرافت وخلافت
باشد وواقف نشدند ہر چیز یکہ تقاضا د
وطلب میکند از خلیفہ حضرت الحق تعالیٰ
کہ عبادت داسہ باشد۔ یعنی ذات حق را
در ہر اسم پرستش میکند بخلاف ملائکہ
کہ عبادت باسمے باشد نہ باسمے

ذات اُس چیز سے نہیں تو ظلم لازم آویگا جیسا کہ آیۂ کریمہ
ہے اور نہیں ظلم کرتا اللہ لیکن ہوتے ہیں اُن کے نفس ظلم
کرنے والے۔ یہ قول پہلے قول کا تعلیل ہے کہ حضرت الٰہی
عبادت ذاتیہ فرشتوں سے تقاضا کرتا ہے یہ امر اس
طرح پر ہے کہ جس کی جیسی استعداد ہے وہ اُسی استعداد
پر خلق ہے اُس کی ذات واستعداد جو کچھ کہ اُس کو علم
دیتی ہے اُسی کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے
اور یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جیسی جمعیت
ہے اُس طرح فرشتوں کی نہیں ہے کیونکہ آدم علیہ السلام
اللہ تعالیٰ کے تمامی اسمار وصفات الٰہیہ کے جامع ہیں
اور ملائکہ بعض اسمار کے مظاہر ہیں اور انھیں اسمار کی
جن پر وہ ہیں اُن کو معرفت حاصل ہے اور اُنھیں
اسمار کے معرفت سے وہ حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس
وطاعت وعبادت کرتے ہیں اور وہ اسمار جن کے فرشتے
مظاہر میں اسمار سری ہیں۔ بخلاف انسان کہ وہ
تمامی اسمار الٰہیہ کا اور اسمار کونی وکیونی کا مظہر ہے
اور تمامی اسمار الٰہی کا جاننے والا اور پہچاننے والا ہے
بموجب آیہ کریمہ ہم نے آدم کو اپنے کل اسما تفویض
کر دئے۔ پس انسان اپنے معرفت سے حق تعالیٰ

Marfat.com

واین را عبادت ذاتیہ بخوانند پس انسان
مظہر ذات اند و مستحق خلافت گشت نہ ملائکہ
کہ مظاہر اسمار خاص اند پس سزوار خلافت
نشدند۔ پس منازعت ملائکہ از عجب بود
و غفلت۔ برین تقدیر قول شیخ قدس سرہٗ
کہ فانہ مایعرف احد من الحق الخ باشد
تواند بود کہ تعلیل لم تقف ولا وقفت باشد
قائل۔ ق ولا وقفت بالاسمار الالٰہیۃ
التی یخصہا وسبحت الحق بہا وقدسنہ
ل یعنی واقف نشدند و مطلع نگشتند
ملائکہ بر اسمار الٰہیہ کہ مختص باشد بملائکہ
یا مختص باشند ملائکہ بدان اسمار و تسبیح
گفتند و تقدیس کردند بدان اسمار بر تقدیر
اول کہ ضمیر تخصہا راجع باشد بسوی اسمار
وضمیر مفعول بسوئے ملائکہ بہ تقدیر حرف
جار اے تخص بہا ملائکہ مختص اند۔ و
دخول با بر مختص سائغ است چنانکہ می
گوئی تخصک بالعبادت۔ چہ انسان
جامع جمیع اسمار الٰہی است و ملائکہ مختص

کے تمامی اسمار سے اُن اسمار کے معرفت کے مطابق و
موافق عبادت وطاعت کرتا ہے اس امر کو بھی جان
لو کہ اللہ تعالیٰ کے اسمار تواب وغفور ومنتقم وقہار
وغیرہ انسان کے وجود کے بغیر حیران وسراسیمہ تھے
جب انسان پیدا ہوا اور اپنے ظاہر و باطن میں تمامی
اسمار الٰہیہ کا جمع کرنیوالا ہوا۔ کرب وتجلی اُن اسمار
حق تعالیٰ کی خالی رہی پس ملائکہ نے انسان کی معصیت
کو نظر میں رکھا اور اسمار الٰہیہ کا انسان اپنے ظاہر و
باطن سے جمع کرنیوالا ہے۔ یہاں تک ملائکہ کا گذر نہ ہوا
پس جانو اور سمجھو کہ جو مالون کی ذات سے حق تعالیٰ نے
عبادت وطاعت ناموسی کو طلب نہیں کیا سبب
اسلئے کہ جو مالون کی ذوات عبادت وطاعت
ناموسی کے طلب کرنے کی متقاضی نہیں تھی۔ بخلاف
ذوات انسان کہ اُن کی ذوات اوامر ونواہی کی
طلب گار تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اور ابولہب اس طلب میں برابر تھے اس وجہ
سے اللہ تعالیٰ نے دونوں سے عبادت وطاعت
ناموسی طلب کیا اور اللہ تعالیٰ کا طاعت ناموسی
طلب کرنا استعداد کلی کے نظر سے ہے اب

Marfat.com

بہ بعض اسمار و تقدیر ثانی کہ عکس اول است
ظاہر است یعنی مطلع نشدند ملائکہ بر اسمار
الٰہی کہ مختص اند بداں اسمار کہ حقیقت آں
اسمار چیست و حقیقت ملائکہ چہ و حقیقت
مسبح چیست و حقیقت مسبح چہ ۔ و علم
آدم الاسمار کلہا پس آدم دانست کہ اسمار
چیستند و مسبح و مسبح کیستند یعنی مسبح
عین مسبح باشد فان الامر راعی کشفی
و احمال دارد کہ بالاسمار بمعنی علی الاسمار
باشد یعنی قناعت نہ نمودہ اند بر اسمار
خود کہ تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ میکند
بداں اسمار بلکہ خصائص انسانی طلب
نمودہ اند و دانستند کہ کار تسبیح و تقدیس
تمام نشد و ندانستند کہ مر حق را اسمار
دیگر اند کہ علم آنہا ندارند چنانکہ قول دلالت
میکند و ہذا الاحتمال ہو الحق المتبادر
اعلم ان الفرق بین التسبیح و التقدیس
ان التسبیح سر الحق تعالیٰ عن نقاص
الامکان و الحدوث و التقدیس

استعداد جزی کو دیکھو کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب ناموسی کو اقبال اور
قبول کیا اور ابولہب نے ادبار و رد کیا ایسی صورت
میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول
و مقبل ہوئے اور ابولہب مدبر اور مردود ہوا ۔
ہم اُن کو اُن کا حصہ جو اُن کو ملتا ہے پورا پورا دینگے
اور یہ حکم مثل حکم اہل کلام کے ہے کہ استعداد تخلیقی و
استعداد فعلی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور طاعت
الوہی ہر صالح اور طالح اور ہر نفس جنس و نفیس
کے شامل حال ہے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کی نظر
استعداد جزی پر ہوتی ہے اسلئے حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہو جا مومن صدیق
لہی لہی ۔ اور ابولہب سے کہا ہو جا کافر مردود
ملعون شقی جبکہ اللہ کسی شے کے پیدا کرنیکا ارادہ
کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو پس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے
اسوجہ سے اول مومن کامل اور دوسرا کافر ضال
ہو گیا ۔ یہی سبب ہے کہ جب امر ناموسی سے کام
نہیں چلتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے اُس
احکام ناموسی کا لوگوں کے پاس پہنچا دینا کام ہے

Marfat.com

سربہ حق تعالیٰ عنہا وعن الکمالات
الملازمۃ للاکوان فانہا من حیث انہا مضافۃ
الی الکوان یخرج من الاطلاق وتدخل فی
نقصان التعدد لذا یقال سبوح قدوس
بہ تقدیم السبوح علی قدوس پس اقتصار
بر تسبیح وتقدیس عین قصور وتحدید است
فلا یکن من القاصرین کما قال مرجنت
فلم تعدل الحدث ومن ذا الذی یقرض
اللہ قرضاً حسناً۔ واللہ یستہزئ بہم ومکر اللہ
وید اللہ فوق ایدیہم وفاینما تولوا فثم وجہ اللہ
وغیر ذالک ق وما علمت ان اللہ اسمار
ما وصل علمہا الیہا فما سبحتہ بہا قدستہ
ل یعنی ندانستند ملائکہ مر خدای تعالیٰ را
اسما اندکہ نرسیدہ است علم وادراک آنہا
بآن اسمار پس تسبیح نگفتند وتقدیس نکردند
حق تعالیٰ را بدان اسما چہ تسبیح وتقدیس
باسما متفرع است بر علم بدآن اسما پس
فضل مر علم راست ازینجا است کہ میگوید
نوم العالم افضل من عبادت المحجوب ق

اور برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ہرگز
ایمان نہ لاویں گے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر
کردی ہے اور اُن کے آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے
وہ لوگ عذاب دردناک میں پڑے ہوئے ہیں۔
اور ہر فیض سے فیضیاب ہونا خواہ وہ از قسم عفو
وانتقام وقبول ورد اور علاوہ اس کے ہو استعداد
جزئی پر موقوف ہے یعنی استعداد جزئی حسب شخص
کی جیسی ہوگی اُسی حساب سے وہ فیضیاب ہوتا
ہے اسی مقام سے فرمایا ہے کہ تو اُن کے واسطے
بخشش مانگ یا نہ مانگ اللہ اُن کو نہیں بخشیگا۔
اور نہیں بخشیگا اُن کو اللہ اگرچہ تو اُن کے لئے ستر بار
بخشش مانگے۔ پس ہر چیز امر تکوینی کے تابع ہے
امر ناموسی کے تابع نہیں ہے اور یہ تعجب کی بات ہے
کہ امر تکوینی اور شے دونوں مطیع ہیں اور دونوں
مطاع ہیں اور اگر کلمہ کو تم تحقیق میں مع یا القصر
بمعنی الا کہو کیونکہ استعمال وہ طرف کلام عرب میں
واسع اور جاری ہے۔ پس تم تحقیق دالالقفت
دونوں سے ہے جس کے معنی اختلاط کے ہیں۔
یعنی ملائکہ خلیفہ کے نشاۃ دوم سے جو کہ شرافت

Marfat.com

فغلب علیہا ماذکرناہ وحکم علیہا ہذہ الحال
ل یعنی پس غلبہ کرد بر ملائکہ چیزیکہ ذکر کردیم
کہ عدم قناعت واستادگی ملائکہ باشد بر
موہبت نشاء خلیفہ ومقتضای حضرت الحق
چنانکہ گذشت تا اینجا وحکم کرد وزور آورد بر
ملائکہ این حال کہ گذشت الحال ق فقالت
من حیث النشاءۃ اتجعل فیہا من یفسد
الخ ل یعنی پس گفتند ملائکہ نظر بنشاء عنصری
آدم اتجعل فیہا من یفسد فیہا الآیہ یعنی تمام
بکن آیہ را یعنی ویسفک الدماء گفت باری
تعالیٰ در قرآن مجید واذ قلنا للملائکۃ انی
جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا
من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح
بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم مالا
تعلمون یعنی یاد بکن ای محمد و ہر عارف
ہنگامیکہ گفت رب تو بملائکہ کہ بدرستیکہ
من میخواہم کہ پیدا کنم در زمین خلیفہ را کہ
بجای من باشد و کار من کند و جمیع اسماء
وصفات من موصوف باشد گفتند ملائکہ

وخلافت سے آگاہ ومطلع نہ ہوئے اور اُس چیز سے بھی
واقف نہ ہوئے کہ حق تعالیٰ خلیفہ سے کس چیز کا طلبگار
ہے یعنی وہ عبادت ذاتیہ ہے کہ خلیفہ ذات حق تعالیٰ
کی ہر ہر اسم پرستش کرتا ہے بخلاف ملائکہ کہ ملائکہ مخصوص
اسم سے حق تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اُسکو
عبادت ذاتیہ نہیں کہتے انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کے
ذات کا مظہر ہے مستحق خلافت ہوا ملائکہ جو کہ مظاہر
اسماء خاص ہیں خلافت کے لائق ومستحق نہ ہوئے۔
پس حق تعالیٰ سے ملائکہ کی منازعت اُن کے حجب اور
غفلت کے بناء پر تھی۔ پس اسی صورت میں شیخ
قدس سرہ کا قول جو کہ فانہ مالوف احد من الحق تا آخر
ہے ہوسکتا ہے کہ تعلیل بم تقف ولا القفت کی ہو پس
سوچو۔ یعنی ملائکہ اُن اسماء الٰہیہ سے واقف ومطلع نہ
ہوئے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے خاص کردیا ہے
یا یوں کہیے کہ فرشتوں نے اُن اسماء الٰہیہ سے اختصاص
پایا ہے اور انھیں مخصوص اسماء سے وہ حق تعالیٰ
کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں۔ پہلی صورت میں ضمیر
فاعل تخصہا کی اُن اسماء کی طرف راجع ہے اور ضمیر
مفعول کی ملائکہ کے طرف حرف جار کی صورت

Marfat.com

در جواب آن اتجعل فیہا تا آخر بدانکہ مراد
از ملائکہ درین قول ملائکہ ارضی اند ازینجا
منازعت را شعار خود ساختند و مخالفت
را دثار خود کردند و جن و شیاطین داخل
این زمرہ اند چہ نشار ایشان موجب حجاب
ایشانست و صورت ظلمت و اگرنہ اہل
جبروت و ارباب ملکوت سماوی بغلبۂ
نوریہ و احاطہ بمراتب بر اسرار انسان واقف
اند و شرافت و لطافت انسان میدانند
و مرتبہ و قرب او نزدیک خدا تعالیٰ می
بینند اگرچہ حقیقت انسان کماہی نمی
دانند و جمعیت آدم و اتصاف بجمیع اسمار
الٰہی نصیب ایشان نشد پس محاجت
و محاکات در حق آدم در بیان حق تعالیٰ
و ملائکہ ارضی و جن و شیاطین بود ازینجاست
کہ بالا در شرح قول شیخ قدس سرہ کہ
قامت الحجۃ للہ تعالیٰ علی الملائکۃ است
اشارت رفت کہ مراد از ملائکہ بعض ملائکہ
اند نہ جمیع فاذکرہ ثم احفظہ پس ملائکہ ارضی

میں اے بجصہا ملائکہ مخصوص ہیں۔ اور مختص بر ما کا
داخل کرنا شائع ہے جیسا کہ تم کہتے ہو بجصک بالعباد۔
کیونکہ انسان جمع کرنیوالا تمامی اسمار الٰہیہ کا ہے اور
ملائکہ اسمار الٰہیہ کے بعض اسم سے مختص ہیں۔ اور دوسری
صورت میں جو کہ اول کے برعکس ہے ظاہر ہے یعنی جن
جن اسمار الٰہیہ کے ساتھ فرشتے مختص ہیں اُن اسمار الٰہیہ
کو نہ جانا اور نہ سمجھا کہ اُن کی حقیقت کیا ہے اور اپنی
حقیقت کو نہ جانا کہ ہم تسبیح کرنیوالے کون ہیں اور
ہماری حقیقت کیا ہے اور جس کی ہم تسبیح کر رہے ہیں
اُس کی حقیقت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعلم
آدم الاسمار کلہا۔ انسان نے جانا اور سمجھا کہ ہم کیا
ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے پس آدم نے حق
تعالیٰ کے تمامی اسمار کو پہچانا اور مسبح اور مسبح کی
حقیقت کو بھی سمجھا کہ مسبح عین مسبح ہے۔ پس یہ امر
انتزاعی کشفی ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ بالاسمار یعنی
علی الاسمار کہو یعنی ملائکہ جن اسمار الٰہیہ سے اللہ تعالیٰ کی
تسبیح و تقدیس کرتے تھے اُس پر قناعت نہ کیا بلکہ
انسان میں خلیفہ ہونے کی جو خصوصیت تھی اللہ تعالیٰ
سے اُسی خصوصیت اور خلافت کے طالب ہوئے

Marfat.com

نظر بنشاء عنصری آدم کردند کہ مرکب از اربع
عناصر است وہر چہار بایکدگر ضد اندپس
از آدم جز فساد و سفک دماء دیگر نخواہد
آمد واز نشاء روحی آدم کہ روح حق باشد
چنانکہ گفت فاذا سویتہ ونفخت من روحی
باشد فقعوا لہ ساجدین بلکہ روح او عین
حق باشد وظاہر او ظاہر حق وباطن او
باطن حق غافل بودند لاجرم گفتند اتجعل
فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء و
نحن نسبح بحمدک ونقدس لک یعنی آیا پیدا
میکنی ای قادر مختار در زمین آنرا کہ افساد
وخون ریزی کنند در وی وحال آنکہ ما
تسبیح میگوییم بحمد وثنا تو وتقدیس میکنیم ترا
وخلیفہ ساختن مفسد وطالح بر مصلح وصالح
خلاف حکمت است چنانکس مرخلافت را
نشاید بلکہ مقتضای حکمت خلاف این حکم
است ونہ چنین است سہ خواجہ پندارد
واین ہمہ غلط از نشاء حاجب ایشان
پیدا شد واز قصر کرد نظر بر نشاء عنصری

اور یہ سمجھا کہ انسان سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کا
کام پورا نہ ہوگا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اور بھی
اسماء ہیں کہ جن کا ظہور ہم میں نہیں ہے اور اُن اسماء کو
ہم نہیں جانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس امر
پر دلالت کرتا ہے۔ اب اس بات کو سمجھ لو کہ درمیان
میں تسبیح اور تقدیس کے کیا فرق ہے۔ نقائص امکان
اور حدوث سے دور کرنا حق تعالیٰ کو یہ تسبیح ہے۔
اور تقدیس کے معنی ہیں کہ حق تعالیٰ کو منزہ کرنا اُن
کمالات سے جو عالم کیلئے لازم ہیں پس جیسا کہ وہ
ہے اضافت کرنا طرف کون کے اطلاق سے نکالنا ہے
اور نقصان لعدمیں داخل کرنا ہے جیسا کہ کہا گیا
سبوح قدوس پہلے سبوح کہا بعد میں قدوس
فرمانا پس قصر کرنا تسبیح وتقدیس پر عین تقصیر اور
تحدید ہے مت ہو قصر کرنیوالوں میں جیسا کہ حدیث
شریف میں ہے میں بیمار ہوا تم میرے دیکھنے کو نہ
آئے اور کون ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ
دیوے اور اللہ ہنسا اُن پر اللہ نے مکر کیا اللہ کا
ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے جس طرف منہ پھیرو اللہ کی
ذات ہے اور علاوہ اس کے اور بہت سی آیتیں

Marfat.com

خلیفہ ہویدا گشت ازینجا گفت باری تعالی
درروآنہا۔ انی اعلم ومالا تعلمون۔ یعنی بدستیکہ
من میدانم چیزے کہ شمانمی دانید چہ انچہ از
دست او خواہد شد عین مرادمن باشد ومر
او را از گرفتن خلیفہ ہمین است کہ ہمہ اسمار از
عفو وغفار ومنتقم وقہار بظہور آیند ازینجا
بما گفت لو لم تذنبوا لذہب بکم وخلقت خلقا
یذنبون ویستغفرون میگویند کہ شخصے پرسید
از سہل بن عبداللہ تستری کہ سباح دریاے
معرفت بود وتمساح بحر حقیقت وگفت
ما مراد الحق بالخلق یعنی چیست مراد حق تعالی
از خلق وچہ خواستہ باشد از مردم اہل ضلال
پس گفت آن شاہ ملک حقیقت ما ہم علیہ
یعنی چیزے است کہ مردم مرتکب بدان
چیز اند واین قول باری تعالی دلالت
میکند کہ قول ملائکہ استفسار نبود وگرنہ جواب
نادر برابر باشد از حکم نادر برابر منصور
نیست پس تواند بود کہ مراد از نشار کہ در من
حیث النشارۃ واقع است ملائکہ باشد کہ

وحدیث ہیں۔ یعنی ملائکہ نے نہ جانا اور نہ سمجھا کہ حق
تعالی کے اور بھی اسمار ہیں کہ ان اسمار تک ان کا علم
وادراک نہیں پہنچا ہے اور ان اسمار سے حق تعالی
کی تسبیح وتقدیس نہیں کی ہے کیونکہ حق تعالی کی اسمار
کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرنا متفرع ہے علم پر ان
اسمار کے پس تمام بڑائی علم کیلئے ہے۔ اسی مقام
سے فرمایا ہے کہ عالم کا سونا مجوب کے عبادت سے
افضل ہے یعنی فرشتوں پر اس چیز سے کہ جن کا ذکر
کیا گیا ہے غلبہ کیا اور جو بخشش اور مہربانی
حضرت الحق نے نشار خلیفہ میں ودیعت کی ہے اپنے
نادانستگی سے اسی چیز کے طالب ہوئے جیسا کہ
اب تک گذرا اور اس سوال نے ملائکہ پر حکم کیا
اور ززدر دیا کہ وہ حق تعالی سے خلافت مانگیں
جیسا کہ اب تک گذرا۔ یعنی جس وقت کہ فرشتوں
نے آدم علیہ السلام کے نشارۃ عنصری پر نظر ڈالی
فوراً کہا کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا الخ اللہ تعالی
نے قرآن میں فرمایا ہے یعنی یاد کر اے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم وہر عارف کہ جس وقت فرشتوں
سے تیرے رب نے کہا کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ

Marfat.com

بموجب حجب است وحورث ظلمت چنانکہ
مثنوی بدانکہ اے برادر چہار ارکان از
انسان مثل چہار ارکان سرہ ممول است
کہ بعد از کسر وانکسار در چہار سرخ روئی
ردئے مید ہد ق ولیس الانزاع وہو
عین ما وقع منہم فما قالوہ فی حق آدم ہو عین
ماہم فیہ مع الحق فلولا ان نشاتہم تعطی
ذلک ما قالوا فی حق آدم ما قالوہ وہم لا
یشعرون ۔ ل یعنی وحال آنکہ نبود آن
قول ملائکہ وطعن ایشان در حق آدم مگر
نزاع با حق تعالیٰ چہ اعتراض بر فعل حکیم
وبر فعل ہر کس نزاع باشد بادے و
آنچہ در حق آدم گفتند کہ افساد وسفک
دما در زمین خواہد کرد عین آن چیز است
کہ واقع شد از ملائکہ چہ فساد وسفک دما
از قوائے شہویہ وغضبیہ است کہ ملائکہ ارضیہ
باشند پس چیزے کہ گفتند در حق آدم کہ
مخالفت با حق خواہد کرد عین مخالفت
ایشان با حق تعالیٰ باشد چنانکہ گذشت

زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کروں جو کہ بجائے میرے ہو اور
میرا کام کرے اور میرے تمام اسماء وصفات سے متصف
ہو اُس کے جواب میں ملائکہ نے کہا کہ کیا آپ ایسے
شخص کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد و
خوں ریزی کریں گے وغیرہ وغیرہ ۔ جانو کہ اس قول
میں ملائکہ سے مراد ملائکہ ارضی ہیں اس وجہ سے منازعت
کو اپنا شعار اور مخالفت کو اپنا وثار بنایا اور اس
زمرہ میں جن وشیاطین سب داخل ہیں کیونکہ اُن کی
نشارۂ اُن کے حجاب وغفلت کا سبب ہے ورنہ
اہل جبروت وارباب ملکوت سماوی اپنے غلبہ نوری
سے انسان کی شرافت ولطافت اور اللہ تعالیٰ سے
جو قرب اُن کو حاصل ہے اُس کو دیکھتے ہیں اور جانتے
ہیں اور اُس کے مراتب واسرار کو جمع کرنے والے اور
احاطہ کرنے والے ہیں اگرچہ حقیقت انسانی کو جیسا کہ
جاننے کا حق ہے نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام جیسی
جمعیت اور حق تعالیٰ کے تمامی اسماء سے متصف
ہونا اُن کے نصیب میں بھی نہیں تھا اس لئے اُن کو
بھی نصیب نہیں ہوا ۔ پس حجت ومنازعت آدم
علیہ السلام کے خلیفہ بنانے کے سلسلے میں حق تعالیٰ

Marfat.com

ہمین زمان وتوانند بود کہ توجہ کلام سبح این
باشد یعنی نیست افساد وسفک دماء مگر
نزاع باحق واین نزاع عین چیزی است
کہ واقع شد از ملائکہ پس انچہ درحق آدم
گفتند خود کردند وخبر ندارند وہذا ہو الحق
المبین والصدق المتین فی توجیہ المبین
پس اگر نشار ملائکہ کہ حاجب باشد از معرفت
مرتبہ آدم وجمعیت اومی داد وتقاضائی
کہ نزاع باحق کند میکنید درحق آدم
انچہ گفتند وحال آنکہ شعور ندارند کہ باچہ
میگوئیم وانچہ میگوئیم درحق آدم از ما صادر
باشد وخواہد شد الا انہم ہم المفسدون
ولاکن لا یشعرون ملائکہ قوائے شہویہ وعصر
کہ ملائکہ ارضیہ اند غالب می شوند برنفس و
میگردانند منقاد خود واکنون آن نفس
نفس امارہ باشد بسود وچون ملائکہ مذکورہ
درنشار انسانی مرگوز شدند کارایشان
بجائے رسید کہ وہم آن جا نہ رسد وکشف
این حکم در ترجمۃ الکتاب شدہ واقع است

اور ملائکہ ارضی وجن وشیاطین کے درمیان تھی یہی وجہ
ہے کہ شیخ قدس سرہ کے شرح میں جو کہ قامت اللہ
تعالیٰ علی الملائکہ ہے اشارہ ہے کہ ملائکہ سے مراد بعض
ملائکہ میں کل ملائکہ مراد نہیں ہیں جو میں نے کہا ہے اُس کو
یاد کرلو پس ملائکہ ارضی نے آدم علیہ السلام کے نشارۃ
عنصری پر جو کہ اربعہ عناصر سے مرکب ہے اور ایک دوسرے
کے ضد میں نظر کی اور یہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام سے سوائے
خوں ریزی اور فساد کے حق تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس
نہ ہو سکے گی اور آدم علیہ السلام کے روحی نشارۃ جو کہ
روح اللہ بلکہ عین اللہ ہے اُس کا بھی ادراک نہ
کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس وقت جسم کا ہم
تسویہ کر چکیں اور اُس میں اپنی روح پھونک دیں
اُس وقت تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا حالانکہ
آدم علیہ السلام کا ظاہر اللہ تعالیٰ کا ظاہر اور آدم
علیہ السلام کا باطن حق تعالیٰ کا باطن ہے اس سے یہی
وہ عاقل تھے اس وجہ سے ملائکہ نے کہا کہ اے قادر مختار
تو زمین میں ایسے آدمی کو پیدا کرتا ہے اور اپنا خلیفہ
بنا رہا ہے کہ وہ زمین پر فساد وخوں ریزی کریں گے
حالانکہ ہم تیری تسبیح اور حمد وثنا کرتے ہیں اور تیری

Marfat.com

فادلنک ہم المفسدون فی حقیقتہ صدور
فساد وسفک دماء از قوای جسمانی نہ از
قوای روحانی وقلبی دلیل واضح است
کہ اہل جبروت وملکوت منازع نبودند
چہ از ایشان مخالفت نمی آید بلکہ شعور
انساد وسفک دماء ندارند۔ وتواند بود
کہ قول شیخ قدس سرہ ولیس الا انزاع
باشد از زبان ملائکہ باشد ومرتبط کلام
سابق کہ اتجعل فیہا باشد تا آخر قول
او وہو عین ما وقع منہم تا آخر باشد از
زبان شیخ باشد در رد قول ملائکہ چنانکہ
شرح آن در احتمال ثانی گذشت۔ ق
فلو عرفوا انفوسہم لعلموا ولو علموا لعصموا
ل یعنی اگر میدانستند ملائکہ نفوس خود را
کماہی برآئنہ عالم می بودند ومی دانستند
کہ ما اواہم وخلیفہ کل خواہد شد اگر میدانستند
این را برآئنہ محفوظ ومعصوم می بودند
از منازعت باحق وطعن وجرح در آدم
وتواند بود کہ بگوئی در توجیہ کلام کہ اگر

تقدیس اور پاکی بیان کرتے ہیں اور خلیفہ بنایا زمین پر
مفسد اور طالع کو مصلح اور صالح پر خلاف حکمت و
مصلحت ہے ایسی سمجھ اُن کی غلطی پر مبنی تھی حالانکہ
یہ امر ایسا نہ تھا۔ خواجہ سمجھتا ہے اور اُس کے گمان میں
ہے کہ میں کچھ حاصل کر رہا ہوں اُس کا گمان محض گمان
ہی خواجہ کے ہاتھ لگا ہوا ہے جس کی کوئی حقیقت
نہیں ہے۔ یہ تمام غلطیاں یعنی حق تعالیٰ سے منازعت
کرنا وغیرہ اُن کے حجاب کے وجہ سے اور خلیفہ کے
نشارۂ عنصری پر غائر نظر نہ ڈالنے کی وجہ سے ہوئیں
انھیں غلطیوں کے ظاہر وسرزد ہونے کی وجہ سے
جبکہ حق تعالیٰ نے اُن کو تحقیق جو ہم جانتے ہیں اُس کو
تم نہیں جانتے کا کوڑا مارا تو سیدھے ہو گئے اور کہنے
لگے کہ آپ پاک ہیں نہیں ہے علم ہم کو مگر اسی قدر کہ
جس قدر آپ نے عطا فرمایا ہے آپ عزیز وحکیم
ہیں یعنی حق تعالیٰ سے اُن کے اس طرح سے منازعت
کرنے کے جواب میں کہا کہ تحقیق میں وہ چیز جانتا ہوں
جس کو تم نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام کے خلیفہ
بنانے میں جو کچھ کہ آدم علیہ السلام سے ہوگا وہی میری عین
مراد ہے اور خلیفہ بنانے میں میری مراد یہ ہے کہ

Marfat.com

می شناختند ملائکہ و ذات و حقائق خود بر
آئینہ میدانستند کہ آنچہ بنسبت آدم
کردے وساطت قدم شوم انسان ہرگز
از آدم واقع نخواہد شد بلکہ واقع نخواہد
شد مگر از انسان کہ روح انسان بطاقت
خود است دگر معصیت نمی گردد و نقصان
خود و کمال مرتبہ انسان را معلوم می کردند
ہر آئینہ معصوم می ماندند و محفوظ از
نزاع و جرح آدم و تزکیہ نفوس ۔ بدانکہ
بعض مردم چون اطلاع بر حقیقت ملائکہ
و حقیقت خود ندارند حیرانند و میگویند
کہ چرا ملک رسول نشد و چرا ملائکہ باستغفار
رسول مشغول باشند چنانکہ گفت ان اللہ
وملائکتہ یصلون علی النبی و چرا حق تعالیٰ
می فرماید و جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا
و اگر حقیقت خود و حقیقت ملائکہ معلوم
میکردند می دانستند کہ ما کل ایم و عالم
جز ما جبرئیل در ماست و میکائیل در ماست
و اسرافیل در ماست و عزرائیل در ماست

میرے تمام اسماء عفو و غفار و منعم وغیرہ کا ظہور ہو اسی
جگہ سے ہم سے نبی مکرم نے فرمایا ہے کہ اگر نہ کرتے گناہ تو میں
سب کو اپنے طرف اُٹھالیتا اور دوسری مخلوق پیدا کرتا
جو گناہ کرتے اور میں ان کو بخشتا کہتے ہیں کہ ایک شخص
نے حضرت سہل بن عبداللہ تستری سے جو کہ دریائے معرفت
اور بحر حقیقت کے تیراک اور غوطہ خور تھے دریافت کیا
کہ اللہ تعالیٰ کے خلق کے پیدا کرنے سے کیا مراد و مصلحت
ہے کہ لوگ گمراہی میں پڑے ہیں اور بُرے افعال کر رہے
ہیں اُس کے جواب میں اُس ملک حقیقت کے بادشاہ
نے فرمایا ما ہم علیہ یعنی جس چیز کے لوگ مرتکب ہو رہے
ہیں وہی حق کی عین مراد ہے باری تعالیٰ کا یہ قول اس
امر پر دلالت کرتا ہے کہ ملائکہ کا حق تعالیٰ سے منازعت
کرنا استغفار نہ تھا اگر استفسار ہوتا تو جواب نادر رو
برابر ہوتا جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا ہے وہ
نادر رو برابر نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ نشاء سے مراد جو
کہ من حیث النشاء ہ ہے نشاء ملائکہ ہو جو کہ سب حجاب
اور مورث غفلت ہے ۔ جانو کہ اے برادر چار ارکان
انسان میں مثل چار ارکان مثل سرہ مول کے ہیں جو کہ
بعد ٹوٹنے اور کسر و انکسار کے ایک دوسرے سے ملنے

Marfat.com

وخناس در ماست وعزرائیل در ماست
وارض در ماست وسما در ماست وہوا
در ماست ونار در ماست وباد در ماست ؎
مالیہ از چشم فکر باز کنی۔ برزمین وزمانہ ناز کنی۔
آسمان وزمین طفیل تواند۔ تو امیری وجملہ خیل تواند
اے برادر جن در تو ملک در تو بیت المعمور
توی وشارستان توی وبیت المقدس
توی وبیت الحرام توی وحجر الاسود درتست
ومکہ توی ومدینہ توی لا اقسم بہذا البلد و
انت حل بہذا البلد تا آنکہ توی من و یار
میگوئی دگرنہ محب کجا است ومحبوب کجا
وطالب کجا مطلوب کجا و حل این مطلب
در ترجمۃ الکتاب واقع شدہ است و
درین قول شیخ قدس سرہ اشعار است کہ
علم موجب عصمت است از وقوع در
مہالک بدانکہ علم ہر عمل بہتر از ان عمل است
چنانکہ فقیر در انفاس الخواص نوشتہ است
ق ثم لم یفعوا مع التجریح حتی زاد وا فی
الدعوی بماہم علیہ من التقدیس والتسبیح

کے بعد دہن کو سرخ کرتے ہیں یعنی ملائکہ لعن طعن جو کہ
آدم علیہ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں کر رہے تھے کہ آپکے
حکم کے خلاف آدم علیہ السلام سے سرزد ہوگا اصل میں
یہ منازعت فرشتوں کی اللہ تعالیٰ سے تھی اسلئے کہ حکم
اور عادل یا کسی کے فعل پر اعتراض کرنا دراصل اُس سے
منازعت کرنا ہے اور جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے حق
میں کہ اس پر فساد و خون ریزی کریں گے کہا یہ عین وہ
چیز ہے جو کہ ملائکہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقع ہوئی
کیونکہ فساد و خون ریزی کرنا قوائے شہویہ عصبیہ کا کام
ہے اور یہی ملائکہ ارضیہ میں یعنی جو کچھ کہ ملائکوں نے آدم
علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یہ آپ
کی مخالفت کریگا تو اُس کی یہ مخالفت عین اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ہے جیسا کہ اس وقت بیان کیا گیا اور ہو سکتا
ہے کہ شیخ کے کلام کی یہ توجیہ ہو یعنی فساد و خون ریزی
کوئی چیز نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ سے منازعت کرنا
ہے اور جو چیز کہ فرشتے آدم علیہ السلام کے بارے میں
کہتے تھے کہ یہ آپکی عدول حکمی کریگا یہی عین وہ چیز ہے
کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کر رہے تھے لیکن ملائکہ
اس کو نہیں سمجھتے تھے کہ جس چیز کیلئے ہم آدم پر طعن کرتے ہے

Marfat.com

وعند ادم من الاسماء الالهیہ مالم تکن الملائکۃ
تقف علیہا فما سبحت ربہا بہا ولا قد
سہ منہا تقدیس آدم وتسبیحہ لِ جائز است
من در من الاسماء الالہیہ سامہ باشد وغیر آن
یعنی پس قناعت داستادگی نکردہ اند
ملائکہ بر تجریح و در طعن آدم کہ افساد وسفک
دماء خواہد کرد بلکہ تجاوز کردند و گذشتند
جراحت وطعن در آدم تا آنکہ کہ زیادہ کردند
در دعوی افساد وخون ریزی آدم عبادت
ولطافت خود کہ ایشان بر آں بودند وتسبیح
وتقدیس خود دیدند وحال آنکہ نزدیک
آدم از اسماء الٰہی اسماء بودند و نتوانستند
ملائکہ کہ بر آنہا واقف ومطلع شوند پس
تسبیح وتقدیس نکردند رب خود را بدان
اسماء ونہ تقدیس از نقائص آن اسماء ویا
بآن اسماء واگر عن رابمعنی با مگوئی چنانکہ
تقدیس آدم باشد وتسبیح او وتقدیس شے
متفرع است بر معرفت آن شے وملائکہ
علم باسماء کہ مخصوص بآدم باشد ندارند

ہیں اُسی جرم کا ارتکاب ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کر رہے
ہیں یعنی جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا وہ
خود کیا اور اس کی خبر نہیں رکھتے تھے اور یہ وہی حق ہے
ظاہر اور سچائی مضبوط توجیہ مستحکم میں پس اگر ملائکہ کی
نشارہ جو کہ آدم علیہ السلام کے معرفت وجمعیت سے
آگاہ نہیں ہے اگر ملائکہ سے تقاضا نہ کرتی کہ وہ حق تعالیٰ
سے نزاع کریں تو ملائکہ حق تعالیٰ سے ہرگز ہرگز منازعت
نہ کرتے اور آدم علیہ السلام کے حق میں جو کہا ہے اُس کو
بھی نہ کہتے حالانکہ ملائکہ اس بات کا کبھی شعور نہیں رکھتے
کہ ہم آدم علیہ السلام کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں اور
جو کچھ ہم آدم علیہ کے حق میں کہہ رہے ہیں وہی فعل ہم
سے اس وقت صادر ہو رہا ہے اور ہو گا تحقیق وہی
فساد کرنے والے ہیں لیکن نہیں جانتے جانو کہ قوائے غضبہ
وشہویہ جو کہ ملائکہ ارضی ہیں جس وقت نفس پر غالب
ہوتے ہیں اور نفس کو اپنا تابعدار بنا لیتے ہیں اُس وقت
وہ نفس نفس امارہ ہو جاتا ہے اور جب کہ ملائکہ نشار
انسانی میں ہیں تو انسان ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں پر وہم
کا گذر نہیں ہے اور اس مطلب کا کشف ترجمۃ الکتاب
میں کیا گیا ہے تحقیق وہی فساد کرنے والے ہیں درحقیقت

Marfat.com

پس ندارند تسبیح آدم و تقدیس او و در
قول شیخ قدس سرہ کہ لم یکن الملائکۃ نقف
علمیا باشد لطافتی است کہ در لم نقف الملائکہ
نباشد ازین حاست کہ این گفت و اگر نہ
احضر بود و در لاقدستہ عنہا چیزی است
از اسرار کہ در لاقدسینہ بہا نباشد و این
را موئی توانیم گفت و بحر کشف و وجدان
خضر راہ تو نمی تواند شد۔ و مراد از ملائکہ
درین قول جمیع ملائکہ اند ارضی و سماوی چہ
ہیچ ملکے صاحب جمیع اسمار الٰہی نیست و
این خلعت را جز بر دوش آدم پنداختند
و این نعمت را جز کام آدم فرو نہ بردلے
برادر ہر ملک را مقامے است معلوم کہ
ازان مقام تجاوز نمی تواند نمود ازان
میگویند اگر یک سرے موئے بر تر پرم ::
فروغ تجلی بسوزد پرم۔ پس تسبیح او نباشد
مگر بآن مقام بخلاف ایشان کہ مقام
انسان حاوی جمیع مقامات است علوی
وسفلی و بہر مقامے تسبیح و تقدیس میگویند

اور اصل میں فساد اور خون ریزی کا صادر ہونا قوائے
جسمانی سے تعلق رکھتا ہے قوائے روحانی و قلبی سے
تعلق نہیں رکھتا ہے۔ یہ دلیل واضح اور روشن ہے
کہ اہل جبروت و ملکوت اللہ تعالیٰ سے منازعت
کرنیوالے نہیں تھے اُن سے کوئی مخالفت نہیں تھی بلکہ
فساد و یسفک دما کا شعور بھی نہیں رکھتے تھے اور
ہو سکتا ہے کہ قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ لیس الاسراع
ہے ملائکہ کے زبان سے اور ملنے والا قول سابق سے
ہو جو کہ اتجعل فیہا تا آخر ہے۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو
کہ ہو عین ما وقع منہم تا آخر ہے ملائکہ کے قول کے رد میں
شیخ کے زبان سے جس طرح سے کہ اُن کی شرح اجمال
ثانی میں گذری۔ یعنی اگر ملائکہ اپنی ذوات و نفوس کو
جیسا کہ جاننے اور پہچاننے کا حق ہے جانتے تو ضرور
جاننے اور جاننے والے ہوتے کہ ہم حمد میں اور خلیفہ
کل ہے اور اگر ان کو سمجھ جائے اور جان جاتے اللہ
تعالیٰ سے منازعت اور خلیفہ کے حق میں نامناسب
الفاظ نہ نکالتے اور آدم کے حق میں جرح و طعن سے
معصوم و محفوظ رہتے اور ہو سکتا ہے کہ شیخ قدس
سرہ کے کلام کی تم یہ توجیہ کرو کہ اگر فرشتے اپنی ذوات

Marfat.com

بلکہ بمعصیت ومخالفت نیز تسبیح میگویند
باہم تواب وغفار وعفو ورؤف ورحیم
وغیرآن چنانکہ گذشت کلام قدسی لولم
الحدیث۔ پس باتصاف منفقت
درعین کمال است خواب اوعین بیداری
باشد وغفلت اوعین ہوشیاری چہ رشتی
ابرو از کزی دلیست وکزی سایۂ از صاحب
سایۂ باشد ومخالفت ظاہر عین القیاد باطن
است۔ ومامن دابۃ الا آخذ بناصیۃ ان
ربی علی صراط المستقیم پس طریق اعوجاج
چیست وراہ کیست وعصی ربک ان
لاتعبدوا الا ایاہ۔ بندہ ضال از طاعت
مضل غافل نیست واز فاضہ اوزاہل
نہ واز جناب اوقرار ندارد وبجمال اسم
ہادی قرار ندارد وبہ بشیر وتندیراونگاہے
نکند وخبر بفراق مضل آ بے نزند بخواند
سہ شمشاد سایہ پرور ما از کہ کمتر است
حکم امر بکوی راست ومراز شرعی راجز
صدائے مس تنامو ربی ایرہ چہ کند

اور حقیقت کو پہچانتے تو ضرور جانتے کہ جو کچھ ہم خون ریزی
اور فسادکو آدم علیہ السلام کی طرف نسبت دے رہے
ہیں وہ بغیر ہمارے قدم شوم کے آدم علیہ السلام سے
سرزد نہ ہوگا اس لئے کہ روح انسانی اپنی صرافت پر ہے
اور معصیت کے گرد گھومتی نہیں ہے۔ یعنی روح سے
معصیت وگناہ سرزد نہیں ہوتا ہے۔ جب اس چیز
کو فرشتے جان جاتے تو اُن میں جس چیز کی کمی ہے اُس
کو بھی اور خلیفہ کے کمال ومرتبہ کو معلوم کر لیتے اور
اور اگر یہ تمام باتیں اُن کو معلوم ہو جاتیں تو اللہ تعالیٰ
سے منازعت اور آدم علیہ السلام کے حق میں جرح و
طعن سے اور اپنے نفوس کے تزکیہ سے محفوظ ومعصوم
رہتے۔ چالوکہ بعض لوگ اپنی اور فرشتوں کی حقیقت
کو نہیں جانتے اور نظر نہیں رکھتے وہ حیران ہیں اور
کہتے ہیں کہ کیوں فرشتے رسول نہ ہوئے اور رسول کے
استغفار میں ملائکہ کیوں مشغول ہیں جس طرح سے
حق تعالیٰ نے خبر دی ہے تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے
اوپر نبی کے درود بھیج رہے ہیں اور کس نے فرمایا ہے
کہ اگر ہم فرشتہ کو رسول بناتے تو اُس کو بھی آدمی بناتے
اگر اپنی اور فرشتوں کی حقیقت کو معلوم کرتے تو جانتے

Marfat.com

واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا
یعلمون ۔ پس ابوبکر خنداں باشد و ابولہب
گریاں وہر دو یارب خود سرے دارند
وحرکزی وصلادت وجوانمردی نیارند
اگر ابوبکر مسرور است ابولہب معذور
ولا ہوان لہم نستعذرون ۔ پس در عدم
اعتدار معذور باشند ہ بگوش گل
چہ سخن کردہ کہ خنداں است :: بہ عندلیب
چہ فرمودہ کہ نالاں است ۔ بلبل اگر از نغمہ
سرای خود گل را شگفتہ گرداند صعوہ بے
زبان بیچارہ چہ کند کہ دہاں او بار نشود کہ
خوب ندارد ۔ دکیک خوش خرام را
اگر در باغ گذارند زاغ روسیاہ را چہ
کند کہ کار را او تباہ گرداند و باغبان
فریاد رس آن شود لاجرم عارف میگوید
دمیخواندہ گر تو اے گل گوش بر آواز بلبل میکنی
کار مشکل می شود بر بے ربانان چمن ۔
سبحان اللہ از کجا بہ کجا   یا رلبوے اصل
مطلب ۔ بدانکہ چوں ملائکہ نفوس خود را

کہ ہم کل ہیں اور عالم ہمارا جزو ہے جبرئیل ہم میں ہے میکائیل
ہم میں ہے اسرافیل ہم میں ہے عزرائیل ہم میں ہے خناس ہم
میں ہے عزازیل ہم میں ہے زمین ہم میں ہے آسمان ہم میں
ہے ہوا ہم میں ہے آگ ہم میں ہے ۔ مابعد از چشم فکر بازکنی ۔
بر زمین و زمانہ ناز کنی ۔ آسمان و زمین طفیل تواند ۔
تو امیری و جملہ خیل تواند ۔ اے بھائی جن تجھ میں ہے
فرشتہ تجھ میں ہے بیت المعمور تو ہی ہے ۔ سارستان تو ہی
ہے بیت المقدس تو ہی ہے ۔ بیت الحرام تو ہی ہے ۔
حجر الاسود تجھ میں ہے مکہ تو ہی ہے مدینہ تو ہی ہے ۔ قسم
کھاتا ہوں میں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہیگی اس
شہر میں جب تک تو ہے من و بار کتا ہے نہیں محب کہاں
ہے محبوب کہاں ہے طالب کہاں ہے مطلوب کہاں ہے
اس مطلب کا حل تو حجتہ الکتاب میں کیا گیا ہے ۔ اور
شیخ قدس سرہ کے اس قول میں اشعار ہے کہ علم ہلاکت
کے وقت عصمت کا سبب ہوتا ہے ۔ جانو کہ کسی چیز کا
علم ہوتا اور اس پر عمل کرتا ہوتا ہے تو عمل کرنے سے علم
علم افضل و بہتر ہے ۔ جیسا کہ انفاس الخواص میں تحریر کیا
گیا ہے ۔ جائز ہے کہ من من میں اسمار الاکمیہ بیانیہ ہو یا
علاوہ اُس کے ہو یعنی فرشتے آدم علیہ السلام کے حق میں

Marfat.com

نداشتند دعوی یسفک دماء و فساد آدم
پیش کردند و تسبیح و تقدیس خود را دیده
نزاہت و لطافت خود را بر آن دعوی
مزید نمودند و دانستند کہ مسبح اوست
و مقدس او و تسبیح و تقدیس بنفسہ بنفسہ
فی الظاہر و مظہر عین ظاہر است ہو الاول
والآخر والظاہر والباطن الا انہ بکل شئ
محیط - ندانستند کہ این دعوی موجب ترک
است و مورث کفر - و میگوید بندہ کہ لواحی
ملائکہ نیز مقبوض قادر مختار باشد چنانکہ
گذشت ہمین زمان پس ملائکہ را تو معذور
دار کہ دانای و توانا ۔ توانا بود ہر کہ دانا بود
ز دانش دل پیر برنا بود ۔ اگرچہ ملائکہ اہل
ضعف اند و ارباب عذر ترا معذور ندانستند
تو گو تو داد خوان تو من خوان وا دان
تو جان باش ازین تو تن باش او جان
و در بعضے نسخہ لفظ متروک است
ق فوصف الحق لنا ما جرى لنقف عنده
ونتعلم الادب مع اللہ ل یعنی بیان کرد

جرح و طعن پر بس نہیں کیا یعنی آدم علیہ السلام کے حق میں
فرشتے یہ کہہ کر خاموش نہیں ہو گئے یہ آدم زمین پر فساد
و خون ریزی کریں گے بلکہ آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت
اور بزرگی کا بھی دعوی کیا اور کہا کہ کیا ہم تیرے تسبیح و
تقدیس کیلئے کافی نہیں ہیں اور اسی اُسی تسبیح و تقدیس کا
ذکر کیا جس پر وہ تھے حالانکہ آدم علیہ السلام کے اندر جو
جمعیت اسماء الٰہیہ کی تھی اُس کو ملائکوں نے نہ جانا اور
جن جن اسماء الٰہیہ سے آدم علیہ السلام حق تعالی کی تسبیح
و تقدیس کرتے ہیں اُس سے بھی وہ واقف نہ ہوئے
اور جن جن اسماء الٰہیہ سے آدم علیہ السلام نے حق تعالی
کی تسبیح و تقدیس کی اُن اُن اسماء الٰہیہ سے ملائکہ حق
تعالی کی تسبیح و تقدیس نہ کر سکے اور نہ سمجھ سکے اور نہ
جان سکے ۔ اگر عن کو معنی با کہو جیسا کہ آدم علیہ السلام
کی تسبیح و تقدیس ہے اس جگہ حضرت شیخ قدس سرہ
یہ امر واضح فرما رہے ہیں کہ ایک تقدیس اور تسبیح ہوتی
ہے اور ایک اللہ تعالی کے اسماء کی معرفت اور علم ہوتا
ہے اس مقام پر اسماء کے معرفت کی فضیلت بیان
فرماتے ہیں کہ فرشتے اللہ کے صرف اُن اسماء کی معرفت
رکھتے تھے جس کی وہ تسبیح اور تقدیس کرتے تھے جتنا کہ

Marfat.com

حق تعالیٰ برائے ما انچہ رفتہ بود درمیان حق
تعالیٰ و ملائکہ کہ برابر حق اعتراض کردند در
آدم جراحت وطعن و درعرصہ ندامت و
اعتراض آمدند در مقام انفعال وملامت
استادند تا استادہ باشم نزدیک حق وحکم
او وتوقف نمائم نزدیک دعویٰ نزاہت
وجرح کس بتامل صادق واعتبار واثق
پس ترک این خیال کنم ومنازعت بایزد
متعال رایکو بہم۔ ولا نخوض مع الخائضین
وبیا لورم ادب با حق تعالیٰ یعنی زبان را
در کلام حرکت ندہیم وانچہ از ملائکہ صادر شد
از ما صادر نشود وخبر انقیاد وقبول وعدم
نزاع در پیش نگیریم چہ مرتبہ حق تعالیٰ جز
این حکم قبول نکند۔ ق فلا تدعی ما نحن
متحققون بہ دعادون علیہ ما لیفقد ل
پس دعویٰ نکنیم ناچیزی راکہ متحقق باشم
بدان چیز وعالم تحقیقت حال وے و
حاوی مستقل باشیم برآن بہ تقید وضبط
یعنی پس دعویٰ نکنیم چیزی کہ دانستہ باشم

وہ جانتے تھے اور آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے تمام
اسماء کے عارف تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
علم آدم الاسماء کلہا یعنی سکھلادیا آدم کو کل اسماء اور اس
جگہ قول شیخ قدس سرہ کہ لم تکن الملائکۃ تقف علیہا یعنی
واقف اور مطلع نہ ہوسکے ہیں بہت بڑی لطافت
ہے کہ جو لم تقف الملائکۃ (یعنی نہ واقف ہوئے فرشتے)
میں نہیں ہے اس وجہ سے لم تکن الملائکۃ تقف علیہا
کہا ہے ورنہ لم تقف الملائکۃ احصر تھا۔ اور لا قدستہ
عنہا میں ایک ایسا راز و اسرار ہے کہ جو لا قدسنہ بہا
میں نہیں ہے۔ اور اس کو ہم تم سے نہیں کہتے ہیں کشف
و وجدان تمہارا حصر راہ ہوسکتا ہے یہ راز و اسرار
تم کو کشف و وجدان سے معلوم ہوگا اور اس قول میں
ملائکہ سے مراد تمام ملائکہ ارضی وسماوی ہیں اس لئے کہ
کوئی فرشتہ تمام کل اسماء الٰہیہ کا جامع اور مالک نہیں ہے
اور اس خلعت کو سوائے آدم علیہ السلام کے کندھے
کے کسی دوسرے کے کندھے پر نہیں ڈالا اور اس نعمت
کو سوائے آدم علیہ السلام کے خلق کے کسی نے نہ چکھا ہے
میرے بھائیو ہر فرشتوں کیلئے ایک مقام معلوم ہے کہ
اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے اسی مقام پر کھڑے

Marfat.com

وداشتہ چہ جمیع کمالات مرا ورا باشد کہ ظاہر
ما ایم و باطن او غلط ظاہر اوست و باطن او
ما و تو در میانہ موہوم ایم۔ پس دعویٰ ہر چیز
و دیدن ہر کمال در خود ار جہل باشد و عجب
و غفلت و عجب ق فکیف لنا ان نطق
فی الدعویٰ فنعم بہا ما لیس لنا بحال و لا نحن
فیہ علی علم فنفضح ل پس چگونہ سزاوار است
بما کہ عنان را سر دہیم در دعویٰ و عام گردانیم
و در ضمن دعویٰ بخود نسبت بہ ہم چیزی کہ
نباشد برائے ما ہیچ حال و علم وے نداریم
پس فضیحت و رسوا شویم یعنی دعوی چیزی
کہ برائے ما نباشد ہیچ وجہ نہ در حقیقت
و نہ در انتساب۔ و دعویٰ چیزی کہ عالم
وے نباشیم نکنیم چنانکہ ملائکہ دعویٰ اہلیت
خلافت و قابلیت این منصب عالی کردند
و اہلیت و قابلیت ہیچ وجہ نداشتند و
عالم نبودند بحال آدم و استحقاق او بخلافت
و دعوی این حکم کردند ہرگز ملک مستحق خلافت
نباشد۔ مستحق خلافت انسان است

ہیں کہ اگر بال کے برابر ہم آگے بڑھیں تو تجلی کے روشنی
سے ہمارے پر جل جائیں پس جس مقام پر ملائک ہیں
اُسی مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں بخلاف
مقام انسان کے کہ مقام انسان تمام مقامات علوی
و سفلی کا حاوی ہے اور ہر مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح
و تقدیس کر رہا ہے یہاں تک کہ مخالفت و معصیت
کی صورت میں بھی حق تعالیٰ کے اسمار کی جو کہ غفار
و غفور و رؤف و رحیم ہے و منتقم و قہار و غیرہ وغیرہ
ہیں تسبیح و تقدیس کر رہا ہے جیسا کہ کلام قدسی سے
ظاہر ہے لو لم تذنبوا الحدیث۔ ایسی صورت میں
معصف کے صفت سے متصف ہونا اُس کا عین
کمال ہے نیند اُس کی عین بیداری اور غفلت
اُس کی عین ہوشیاری ہے اس لئے کہ ابرو کی
اُس کے بڑھائی میں ہے۔ سایہ کا ٹیڑھا ہونا جس کا
سایہ ہے اُس کا ٹیڑھا ہونا ہے مخالفت ظاہری
عین تابعداری باطن ہے۔ اور کوئی دابہ نہیں ہے
مگر یہ کی اُس کی پیشانی اللہ تعالیٰ پکڑے ہوئے ہے
تحقیق میرا رب صراط مستقیم پر ہے پس کوئی ہی
راہ ٹیڑھی ہے اور اس کا راستہ پایا ہے۔ [illegible]

Marfat.com

وفساد و سفک بحال خود باشد ۔ این
معنی در انسان باشد انسان افضل از
فضل ملائکہ است و استحقاق خلافت
نظر باحاطہ علم است نہ نظر بہ کثرت تسبیح
و تقدیس چون ملائکہ سوال و دعویٰ نکنیم ۔
واگر نہ چون ایشان فضیحت و رسوا شویم
بابطال دعویٰ نزدیک خدائے تعالیٰ و اہل
آنکہ عارف بامور باشد کماہی چنانکہ ابطال
کرد حق تعالیٰ دعویٰ ملائکہ ۔ ق فہذا
تعریف الالٰہی مما ادب الحق بہ عبادت
الادبار الامنار الخلفا رل پس این تعلیم
الٰہی و تلقین کہ در قصہ ملائکہ و آدم باشد
از جملہ تلقین ہا است کہ مرہما ادب ساختہ است
حق تعالیٰ بندگان خود را کہ صاحب و قابل
ادب باشند با حق و مردان وے و امتنان
و صاحب امانت بر اسرار وے کہ خیانت
مکنید وے حکم صرف و تصرف نہ نمائید و
خلفا باشند و صاحب خلافت و حافظ
مر خلق را از ہلاک و انعدام ۔ فانہم لا تحرکون

حکم ہو چکا ہے کہ سوائے اُس کے دوسرے کی عبادت
نہ کی جاوئے مگراہ بندہ اسم مضل کے تابعداری سے
غافل نہیں ہے اور اس کے فیض سے محروم نہیں ہے
اور ہر وقت اسم مضل کے دربار میں ہے کسی حالت
میں اُس کے دربار سے فرار نہیں ہے اسم ہادی کے
چہرہ مبارک پر اُس کی نظر نہیں ہے اور اسم ہادی
کے ڈراتے یا خوش خبری دینے پر توجہ نہیں کرتا اور
اسم مضل کیلئے ہر وقت آہ کھینچتا رہتا ہے اور کہتا
ہے کہ ہمارا شمشاد جو ہماری پرورش کر رہا ہے وہ
کس سے کم ہے عالم میں تکوین کا حکم جاری ہے حکم
تشریعی سوا صدا کے اور کچھ نہیں ہے اوامر و نواہی
لانے والے بیچارے کیا کریں اللہ تعالیٰ ہر کام کے
اوپر غلبہ رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے
اب سنو کہ ابو بکر ہنسنے والے ہیں اور ابو لہب رونے
والا اور دونوں اپنے اپنے رب کے نزدیک ایک
سر یعنی بھید رکھتے ہیں اور سوائے کجی و ضلالت
و جوان مردی کے کوئی خبر نہیں لائے اگر ابو بکر مسرور
ہیں تو ابو لہب معذور ہے اور نہیں دیا جائیگا حکم کہ
عذر کریں پس عذر نہ کرنے میں بھی وہ معذور ہیں۔

Marfat.com

السنتہم علی امرہ تعالیٰ التعجل بہ حتی بالی علیہم
ما نہ انہ تعالیٰ علیہ برصد وشبیانہ ق ثم یرجعو
الی الحکمۃ ل این شروع است درمیان
ارتباط حق بخلق و مراتب تنزلات او اگرچہ
ہر یکے عین دیگرے باشد و درمیان آنکہ انسان
مخلوق است بصورت حق و این مبنی است
بر چند حکم بنا بر این مقدم کردہ شد ند حکم بد بتوس
بریں بیان پس گفت ثم یرجعوا الی الحکمۃ ۔
یعنی پستر رجوع میکنم ازین حکایت کہ رفت
بسوئے حکمتے و معرفتے کہ موجب نجات باشد
از چنگ اوہام و تشکیک ۔ ق منقول اعلم
ان اسوالکلیۃ وان لم یکن لہا وجود فی عینہا
فی معقولۃ معلومۃ ملاسک فی الدین فہی
باطنۃ ل یعنی پس میگویم کہ بدانکہ امور کلیہ
چون علم و حیات مثلاً اگرچہ در خارج تحقیقے
ندارد و نظر بذات و از غیر اعتبار عروض وجودی
ندارند لیکن مر اینہا را وجودے ہست در
عقل و معلوم اند بے شک و ثابت در ذہن
پس آن امور باطن اند کہ معقول اند و معلوم

پھول کے کان میں کیا بات کہدی کہ وہ ہنس رہا ہے
اور بلبل سے کیا بات چیت کی کہ وہ نالاں و پریشان ہے
بلبل اگر اپنے نغمہ سرائی سے پھول کو خوش اور شگفتہ کرتا
ہے صعوہ بے زبان بیچارہ کیا کرے کہ منہ اُس کا نہیں
کھلتا اور اچھی آواز نہیں رکھتا ۔ اگر کبک خوش خرام
کو باغ میں چھوڑ دیں تو زاغ رو سیاہ کیا کرے کہ
اُس کا کام تباہ ہو جاوے اسی وجہ سے عارف روتا
ہے اور کہتا ہے ۔ اے معشوق حقیقی اگر تو بلبل کے
آواز پر کان کھولے گا تو چمن کے بے زبانوں پر بہت ہی
گران گذریگا ۔ سبحان اللہ ہم کہاں تھے کہاں آگئے پھر
ہم اصل مطلب کی طرف لوٹتے ہیں ۔ جانو کہ جبکہ ملائکوں
نے اپنے نفوس و ذوات کو نہیں پہچانا اس وجہ سے
آدم علیہ السلام کے فساد و خون ریزی کو آگے کیا اور
حق تعالیٰ سے منازعت کرنے لگے اور پھر اس کہنے پر بھی
اکتفا نہیں کیا مزید کہا کہ ہم میں پاکیزگی و لطافت ہے
اور یہ نہ جانا اور نہ سمجھا کہ مسبح اور مقدس وہی سب
خود بخود ہی تسبیح اور تقدیس اپنے نفس نے اپنے
نفس کیلئے ہر ہر مظہر میں کیا ہے اور مظہر عین ظاہر ہے
وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن

Marfat.com

ق مالاتنزل عن الوجود العینی ل یعنی
باوجود آنکہ خود وجود ندارند در خارج جدا
نمی شوند از وجود موجود عینی کہ موجود عینی
بے آنہا متصور نیست پس علم وحیات اگرچہ
باطن اند ما از وجود عینی جدا نیستند و عالم
وحی بدون آنہا ثبوتے ندارند و در بعضے
نسخہ لاتزال عن الوجود العینی واقع است
بجائے لاتنزل از ازالہ باشد مر مفعول را
وعینی یقین است و بار موحدہ۔ یعنی
امور کلیہ باطن و دور جدا کردہ نمی شوند از
وجود العینی ممکن نیست کہ امور مذکور باطن
وعینی نباشند۔ و تواند بود کہ وجود عینی بحال
سابق باشد۔ ق ولہا الحکم والاثر فی کل
مالہ وجود عینی بل ہو عینہا لاغیرہا اعنی اعیان
الموجودات العینیۃ ولم تزول تلک الحقائق
الکلیۃ عن کونہا معقولۃ فی نفسہا ل یعنی مر
آن امور است حکم واثر در ہر چیزے کہ مر
اورا وجود عینی باشد چہ اگر موجود وحی را
مثلاً وجود وحیات نباشد موجود وحی نباشد

ہے تحقیق وہ ہر شئے کا محیط ہے اور ملائکہ نے یہ نہ سمجھا
کہ ہمارا یہ دعویٰ موجب شرک اور مورث کفر ہے۔
حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی اس مقام پر فرماتے
ہیں کہ فرشتوں کی نیاں بھی قادر مختار کے قبضہ میں
مقبوض ہیں جیساکہ اس وقت گذرا پس تم بھی فرشتوں
کو معذور رکھو کہ تم توانا اور جاننے والے ہو۔ توانا بود
ہر کہ دانا بود۔ ز دانش دل سر برنا بود۔ اگرچہ ملائکہ
اہل ضعف اور ارباب عذر ہیں کہ تم کو معذور نہیں رکھا
تو گو تو واد خوان تو من خوان واو دان۔ تو جان باش
واو ن تو تن باش او جان۔ اور بعضے نسخوں میں تقف
متروک ہے۔ یعنی ہمارے لئے حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
اور ملائکوں کا حال بیان کیا جیسا کہ گذرا وہ یہ ہے کہ
ملائکوں نے اللہ تعالیٰ سے خلیفہ کے بنانے پر اعتراض
کیا اور آدم علیہ السلام کے حق میں طعن و جراحت کی
اور اعتراض و ندامت کے میدان میں آکر حق تعالیٰ
سے منازعت کرنے لگے اور ملامت اور انفعال کے
مقام پر کھڑے ہو گئے ہم سے اس لئے بیان کیا کہ ہم
اللہ اور اُس کے حکم کے سامنے ادب سے کھڑے
رہیں۔ اور بڑائی و بزرگی و پاکیزگی کا اللہ تعالے کے

Marfat.com

ومتصف بکمالات نشود وہم چنیں علم واراده
حاکم اند و مارد رعالم دمرید پستر اعتراض
کرد ازیں قول وگفت بل ہو عنیا یعنی بلکہ
موجود عینی عین امور کلیہ است یعنی غیر آنہا
نیست چنانکہ گفت لاغیرہا پس قول شیخ
قدس سرہ کہ اعنی اعیان موجودات العینیہ
باشد تفسیر ہو است کہ در بل ہو باشد یعنی
مراد میدارم از ہو اعیان موجودات خارجی
یعنی اعیان ان موجودات خارجی عین امور
کلیہ اند پس مرامور کلیہ را حکم واثر در نالہ
الوجود العینی کہ عین ثابتہ باشد ہرگز نیست
بلکہ حکم واثر در القاف عین اعیان ثابتہ است
چہ مالہ الوجود العینی کہ عین ثابتہ باشد بحکم
وجود وعلم وحیات واراده موجود است
وعالم وحی ومرید پس حکم وتاثیر امور کلیہ
چون وجود وحیات وعلم وقدرت مثلا در
امور کلیہ کہ اعیان موجودات خارجی باشند
نیست بلکہ در القاف است وامور مذکور
باوجود آنکہ حکم وتاثیر دارند در وجدا

ساتھ دعویٰ نہ کریں اور کسی پر طعن وجرح کرنے سے پرہیز
کریں اور بہ تامل صادق واعتبار واثق سوچیں اور سمجھیں
اور اس مثال خام سے باز رہیں اور منازعت حق تعالے
درمیان میں نہ لاویں اور مت کر غرور وخوض ساتھ خوف
کھانیوالوں کے اللہ تعالیٰ کے اس حکایت سے ادب سیکھیں
یعنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حرکت نہ دیں اور جو
کچھ کہ فرشتوں سے صادر ہوا ہم سے صادر نہ ہو تابعداری
اور قبول احکام کے علاوہ دوسرا کام ہمارا نہ ہو کیونکہ
اللہ تعالیٰ کے حکمت ومعرفت کے قبول کرنیکا مرتبہ سوائے
اس حکم کے دوسری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ یعنی ہم اُس
چیز کا دعویٰ اللہ تعالیٰ سے نہ کریں جو ہمارے لئے
سزاوار نہیں ہے اس لئے کہ ہم اپنی اور حق کی حقیقت
کو پہچانتے ہیں اور کل امور کے احاطہ کرنیوالے ہیں
ہمارے لئے زیبا ومناسب یہی ہے کہ جو چیز ہمارے لئے
نہیں ہے اُس چیز کا دعویٰ کسی حال میں بھی ہم حق
تعالیٰ سے نہ کریں کیونکہ تمام کمالات اُسی کے ہیں ظاہر
ہم ہیں اور باطن وہ ہے یہ غلط ہے ظاہر [illegible]
وہی ہے ہم اور تم جو درمیان میں [illegible]
ہے اصل میں حق ہے [illegible] اُس [illegible]

Marfat.com

نمیشوند از معقولیۃ کہ نظر بذات معقول اند
چنانکہ گفت ق ولم یزل تلک الخالق
الا ولم یزل از زوال نزول است
پس باوجود آنکہ آن امور از وجود عینی جدا
نیستند و حکمے واثرے دارند۔ امانظر بذات
وتعین خود معقول اند۔ ق فہی الظاہرۃ
من حیث اعیان الموجودات کماہی الباطنۃ
من حیث معقولات ل یعنی پس امور کلیہ
ظاہر اند نظر باعیان موجودات خارجی و
احکام وآثارے کہ ظاہر اند از موجودات
خارجی چہ اعیان موجودات خارجی وآثار
آن ظاہر اند واعیان موجودات خارجی
عین آن امور کلیہ معقولہ اند چنانچہ امور مذکور
باطن اند نظر بہ معقولیۃ آن چہ نظر بذات
خود وجودی در خارج ندارند ق فاستناد
کل موجود عینی لہذہ الامور الکلیۃ اللتی
لا یمکن رفعہا عن العقل ولا یمکن وجودہا
فی العین وجوداً تزول بہ عن ان یکون
معقولہ سواء ل یعنی پس استناد ہر موجود

ہم مستحق نہیں ہیں اور ہر اُس چیز کا کمال اپنے میں دیکھنا جہل
اور حجاب اور غفلت اور غرور ہے۔ یعنی ہمارے لئے کسطرح
سے یہ سزاوار ہے کہ دعویٰ کے لگام کو ہم عام کردیں اور چھوڑدیں
اور اپنے دعویٰ کے زعم میں اپنے وجود وکمالات کو اپنی طرف
نسبت دیں یعنی ایسی چیز کا دعویٰ ہم نہ کریں جو ہمارے لئے
حقیقتاً اور نسبتاً کسی طرح جائز نہیں ہے اور ایسے چیز کا
بھی دعویٰ نہ کریں جس کا علم ہم نہیں رکھتے اگر ایسی چیزونکا
ہم دعویٰ کریں گے جو ہمارے لئے کسی طرح سزاوار نہیں ہے
تو سوائے فضیحت اور رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔
جس طرح سے کہ ملائکہ کو اہلیت اور قابلیت اُن میں
خلافت کی نہ تھی اس منصب عالی کا دعویٰ کیا جس کے
وہ مستحق نہ تھے اور آدم کی حقیقت اور اپنی حقیقت سے
محجوب اور غافل تھے اور آدم کی جمعیت اور خلافت کے
استحقاق کو نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو جان جاتے کہ ہم
خلافت کے مستحق نہیں ہے خلافت کا مستحق انسان ہے
اور فساد وخون ریزی اپنے حال پر ہے اور یہ معنی ہر
انسان میں نہیں ہے افضل انسان ملائکہ سے افضل ہے
اور خلافت کا مستحق ہونا احاطہ علمی کے نظر سے ہے کثرت
طاعت وتسبیح وتقدیس کے نظر سے نہیں ہے۔ پس مثل

Marfat.com

عینی باین امور کلیہ وانتساب آن بسوئے
امور مذکورہ کہ ممکن نباشد رفع وبرداشتن
آن از عقل ازان کہ آن امور عقلی باشد
وممکن نیست وجود آن امور در خارج کہ
براشد بسبب آن وجود از معقولتہ وباطنتہ
برابراست یعنی انتساب ہر موجود عینی واجب
وممکن بسوی این امور کلی کہ نظر بذات واز
غیر اعتبار عروض مرمعروضات را وجودے
ندارند واز معقولیہ صرف وباطنیہ خالص
نمی براشد برابراست چہ در ہمہ صورت
مرامور کلی را حکمے واثرے باشد وگمان نہ
بری کہ حکم وتاثیر امور کلی در ممکن باشد وبس
ودر بعضے نسخہ کلمہ سواء متروک است و
برین تقدیر خبر مبدا کہ استناد کلی موجود عینی
باشد وقول او لہذا الامور الکلیہ است یعنی استناد
ہر موجود عینی بسوئے آن امور است یعنی واجب
وممکن درین استناد وانتساب برابراند و
این قول بر تقدیر اول متعلق است باستناد
وسواء خبر است استناد ق سواء کان ذلک

فرشتوں کے ہم دعویٰ نہ کریں۔ نہیں تو مثل اُن کے ہم
بھی اپنے جھوٹے دعویٰ سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے
اہل کے نزدیک جو کہ ہر اُمور کے عارف ہیں فضیحت
ورسوا ہوں گے اور اُن کو بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں کا دعویٰ کس طرح جھٹلایا ہے۔ پس یہ تعلیم
الٰہی اور تلقین موسیٰ جو کہ فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے
درمیان منازعت کے قصہ میں ہے اُن جملہ تلقینوں
میں سے ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
کو جو کہ قابل ادب ہیں اُن کو ادب سکھلاتا ہے اور
وہ ادب کرتے ہیں اور علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کے
جوان مردوں سے جو کہ امین ہیں اور اُس کے اسرار
کے امانت رکھنے والے ہیں وہ خلفاء اور صاحب
خلافت ہیں اور ہلاکت اور انعدام سے خلق کو بچاتے
ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ ادب
سکھلاتا ہے اور وہ صاحب ادب ہیں تحقیق وہ
وہ لوگ زبان کو حرکت نہیں دیتے اور اوپر اللہ تعالیٰ
کے حکم کے اور جلدی نہیں کرتے یہاں تک کہ اُس کا
شرح وبیان ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے شرح
وبیان کا ذمہ دار ہے۔ یہ بیان [illegible]

Marfat.com

الموجود العینی موقتا او غیر موقت
بسبب الموقت و غیر الموقت الی ہذہ الامر
الکلی نسبت واحدۃ ل یعنی برابر است کہ
باشد موجود عینی موقت بمعنی زمانی چنانکہ
ممکن حادث یا غیر موقت زمانی چنانکہ ممکن
قدیم و قدیم واجب نسبت زمانی و غیر
زمانی بسوئے امر کلی و معقول یکسان است
در محکوم و متاثر شدن ازاں امر ہمہ دو
موجود مشترک اند و ساوی موجود زمانی
و غیر زمانی در استناد بسوے امر کلی مخل و
مضر نیست و حکم باین کہ امر کلی دراں موجودے
عین آن قدیم باشد و در موجودی دیگر
غیر آن و حادث منافی وحدت نسبت
ہر دو بسوی امر کلی نباشد این حکم باقتضار
محال امر کلی است کہ ہر موجودات عینی باشند
چہ مر محال را سر در امر کلی حکمے و تاثیرے است
چنانکہ ق غیر آن ہذا الامور کلی
ترجع الیہ حکم من الموجودات العینیہ بحسب
ما تطلبہ حقائق تلک الموجودات العینیہ

خلق کے ساتھ ہے اُس کا اور حق کے مراتب کے سریان کا بلکہ
حق و خلق ایک دوسرے کے عین ہیں اُس کا اور یہ کہ
انسان حق کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے شروع کیا جاتا
ہے یہ بیان چند حکمتوں پر مبنی ہے اس لئے اُس بیان
سے پہلے اُن حکمتوں کو بیان کرنا مقدم ہوا۔ حضرت
شیخ ابن عربی قدس سرہ العزیز ہم سب کو اس حکایت
سے اُس حکمت و معرفت کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ
وہ حکمت و معرفت ہم سب کو حکمت و معرفت سکھانے والی
اور اوہام باطلہ اور شکوک کے جنگل سے نجات
دلانیوالی ہے پس ہم سب پر لازم و فرض ہے کہ اُس
حکمت کو سمجھیں کہ وہ حکمت اور معرفت کیا ہے۔ حضرت
شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سمجھو کہ امور کلیہ مثلاً علم و
حیات کا اگرچہ خارج میں کوئی وجود نہیں ہے اور نظر
بذات خود میں بغیر عروض کے موجود و ظاہر نہیں
ہوتے لیکن اُس کا وجود عقل میں ہے اور معلوم ہے
اور بے شک و شبہہ ثابت ہیں پس وہ امور باطنی ہیں
ہیں کہ معقول اور معلوم ہیں ذہن میں۔ یعنی باوجود
اس کے کہ وہ خارج میں کوئی وجود نہیں رکھتے لیکن
موجود عینی سے جدا نہیں ہوتے اس لئے کہ موجود عینی

Marfat.com

کنسبۃ العلم الی العالم والحیاۃ الی الحی فا
لحیواۃ حقیقتاً معقولۃ والعلم حقیقۃ معقولۃ
متمیزۃ عن الحیات کما ان الحیات متمیزۃ
عنہ ل یعنی لیکن بدرستیکہ بسوی این امر کلی
معقول راجع میشود و تاثیر میکند و روے
حکمے از موجودات خارجہ بحسب مقتضائے
حقائق آن موجودات چنانکہ نسبت علم
بسوے عالم و نسبت حیات بسوے حی
پس حیات حقیقت معقولات و علم
حقیقت المعقولہ متمیزہ است از حیات
چنانچہ حیات از علم یعنی مرام معقول کلی را
حکمے واثرے است در موجود عینی و بسوے
ہر موجود عینی از واجب و ممکن مستند است
علی السویہ کہ نسبت موقت و غیر موقت
بسوئے امر کلی برابر باشد لیکن متعین میشود
مرام کلی را حکمے از موجودات خارجی کہ محال
امر کلی باشد چنانچہ تقاضا کند پس امر کلی
را در اک موجود حالت دیگر باشد بحسب
حقیقت آن و در موجودے دیگر بحسب

بغیر اُن کے متصور نہیں ہیں اور عالم و حی بغیر اُن کے
ثبوت نہیں رکھتے۔ پس علم و حیات اگرچہ باطن ہیں لیکن
موجود عینی سے جدا نہیں ہیں اور عالم و حی کا ثبوت اُنھیں
سے ہے۔ بعضے نسخوں میں لا یزال عن الوجود العینی واقع
ہے بجائے لا یزول عن الموجود العینی کے اسی صورت
میں لا یزال ازالہ سے ہے اور مفعول کیلئے مبنی ہے اور
عینی عین اور بائے موحدہ سے ہے یعنی امور
کلیہ باطن ہیں لیکن موجود عینی سے دور و جدا نہیں کئے
جا سکتے یہ ممکن نہیں ہے کہ امور کلیہ باطن اور عینی نہ ہوا
اور ہو سکتا ہے کہ وجود عینی اپنے سابق پر ہو۔ یعنی خاص
اُن امور کیلئے کہ جن کیلئے وجود عینی ہے امور کلیہ کا
حکم واثر ہے کیونکہ اگر موجود و حی کو مثلاً وجود و حیات
نہ ہو تو موجود و حی نہیں ہو سکتے اور کمالات سے
متصف بھی نہ ہوں گے اسی طرح علم و ارادہ حاکم ہیں
اور عالم و مرید میں اثر کرنیوالے ہیں پس اس قول سے
اعراض کیا اور کہا بل ہو عینہا۔ یعنی بلکہ وجود عینی
عین امور کلیہ ہیں اُن کے علاوہ نہیں ہیں جیسا کہ خبر
کہا گیا۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ اعیان الموجودات
العینیہ ہے ہو کی تفسیر ہے جو کہ بل ہو میں ہے ہو سے مراد

Marfat.com

حقیقت وے چنانکہ عنقریب مکشوف
می شود پس نسبت علم بسوے ہر عالم نسبت
واحداست واثرے وحکمے دارد در ہر عالم
وہم چنیں نسبت حیات بسوئے ہر حی
نسبت واحداست وحکمے واثرے دارد
در ہر حیّ وہر یکے از علم وحیات امر کلی است
وحقیقت معقولہ وہر یکے متمیز ومنفرد است
از دیگرے چنانکہ مر علم وحیات راحکم واثریست
در عالم وحی ہم چنین مر عالم وحی را حکمے واثرے
است در علم وحیات بحسب حقیقت عالم
وحی چنانکہ میشوی۔ ق ثم نقول فی حق
تعالیٰ آن کہ علم وحیاۃ فی الحی العالم ونقول
فی ملک ان لہ علما وحیاۃ فہو الحی العالم و
نقول فی اللسان ان لہ حیاۃ وعلم فہو الحی
العالم وحقیقت العلم واحدہ وحقیقت
الحیاۃ واحدۃ ونسبہا الی العالم والحی
نسبہ واحدۃ ل این قول شروع است
درمیان وتاثیر حکم امر کلی در موجودات
عینی واجب باشد یا ممکن ودرمیان برابر

اعیان موجودات خارجی ہیں یعنی اعیان موجودات
خارجی عین امور کلیہ ہیں پس امور کلیہ کا جو کچھ حکم واثر
مالہ الوجود العینی ہیں کہ عین ثابتہ ہے ہرگز نہیں ہے بلکہ
حکم واثر اعیان ثابتہ کے اتصاف میں ہے کیونکہ مالہ الوجود
العینی کہ ہیں عین ثابتہ ہے بحکم وجود وحیات وارادہ
موجود ہے اور عالم وحی ومرید ہیں۔ پس حکم وتاثیر
امور کلیہ مثل وجود وحیات اور علم وقدرت مثلاً امور کلیہ
ہیں اعیان موجودات خارجی میں اُس کا حکم واثر نہیں
ہے بلکہ حکم واثر اتصاف میں ہے اور امور مذکور باوجود
اس کے کہ حکم وتاثیر رکھتے ہیں معقولیت سے دور وجدا
نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ بذات خود معقول ہیں جیسا
کہ گذر چکا۔ لم یزل زال نزدل سے ہے۔ یعنی باوجود
اس کے کہ امور کلیہ وجود عینی سے جدا نہیں ہیں اور
حکم واثر رکھتے ہیں لیکن اپنے عین وذات کی نظر سے
معقول ہیں۔ یعنی امور کلیہ اعیان موجودات خارجی
میں ظاہر ہیں اور موجودات خارجی میں اُن کے
احکام واثرات کا ظہور ہے کیونکہ اعیان موجودات
خارجی میں اُن کے آثار ظاہر ہیں اور اعیان موجودات
خارجی عین اُس امور کلیہ معقولہ کے ہیں جیسا کہ امور

Marfat.com

ویکساں بودن نسبت امر کلی بسوئ ہر واحد
یعنی پیشتر میگویم در حق تعالیٰ کہ مر او را علم است
وحیات پس حق تعالیٰ عالم وحی باشد و میگویم
در حق ملک کہ ہر ملک را حیات است وعلم
پس ملک حی و عالم باشد و میگویم در حق
انسان کہ مر انسان را حیات است وعلم
پس انسان حی وعالم باشد وحقیقت علم و
است آن یکے است جمیع افراد حی نسبت
ہر دو بسوئ عالم وحی نسبت واحد است
پس چنانکہ ممکن بے علم وحیات عالم وحی
نیست ہم چنین واجب تعالیٰ بے علم وحیات
عالم وحی نباشد پس علم وحیات را حکم و تاثیر
است در جمیع افراد کہ بحکم و تاثیر آن ہر دو عالم
اند وحی وحقیقت ہر واحد ز ہر دو محل
کلی است ق ونقول فی العلم الحق تعالیٰ انہ
قدیم وحی العلم الانسان انہ حادث ل این
شروع است در بیان تاثیر وحکم موجود عینی
در امر کلی یعنی میگویم در حق علم حق تعالیٰ کہ آن
علم قدیم است وعدم مسبوق بعدم و غیر زبانی

مذکورہ اُس کے نظر معقولیہ سے باطن ہیں کیونکہ نظر بذات
خود خارج ہیں امور کلیہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یعنی
استناد وانتساب امور کلیہ کا ہر موجود عینی سے ہے
اور عقل سے اُن کے وجود کو دور کرنا محال ہے موجودات
عینی خارجی سے استناد وانتساب کے وقت بھی وہ
معقول ہی رہیں گے اُس کا وجود جس طرح وجیسے کہ وہ
ہیں خارج میں ممکن نہیں ہے اور اس وجہ سے کہ وہ
امور عقلی ہیں۔ اُن کا وجود خارج میں جیسے کہ وہ ہیں
ممکن نہیں ہے اور اسی وجود کے سبب سے معقولیت اور
باطنیت میں برابر ہیں یعنی ہر وجود عینی کا انتساب جو کہ
واجب اور ممکن ہیں امور کلیہ کی طرف جو کہ عروض کے بغیر
ظاہری وجود نہیں رکھتے۔ اور معقولیت صرف د
باطنیت خالص سے نہیں نکلتے برابر ہے کیونکہ تمام موجودات
میں امور کلیہ کا حکم واثر ہے تم یہ گمان نہ کرو کہ امور کلیہ کا
حکم واثر ممکن ہی نہیں ہے اور بس بعض نسخوں میں کلمہ
سواء متروک ہے ایسی صورت میں خبر مبتدا ہوگا۔
استناد کل موجود عینی کا ہے شیخ قدس سرہ کا قول
ہذا الامور الکلیہ ہے۔ یعنی استناد وانتساب ہر
موجود عینی میں جو کہ واجب اور ممکن نہیں حکم واثر

Marfat.com

ومیگویم در حق علم انسان کہ آن علم حادث است
ومسبوق بعدم و زمانی پس علم باری تعالیٰ
از حکم محال باشد کہ واجب تعالیٰ قدیم است
و حدوث علم انسان سر از حکم محل باشد
کہ انسان حادث است و ہم چنین حیات
پس ہر موجود عینی را کہ محل امر کلی باشد حکمے
و تاثیری است در امر کلی و ہم چنین ملک
اگر ملک قدیم است چنانکہ عقول عشرہ پس
علم و حیات آنہا قدیم باشد و اگر حادث
باشد پس حادث ازین جا راست کہ ملک
را درین جا ذکر نکرد کہ حکم او بمقابلہ معلوم توان
کرد و حقیقت امر کلی در جمیع محال یکی است
و نسبت آن بسوئے ہر محل برابر۔ ق
فانظر الی ما احدثہ الاضافت من الحکم فی
ہذہ الحقیقۃ المعقولیۃ وانظر الی ہذ تباط
بین المعقولات والموجودات العینیۃ ل
یعنی نظر کن بسوئے چیزی کہ پیدا کردہ است
آنرا اضافہ و نظر کن بسوئے ارتباط
و مواصلت میان معقولات کہ نظر بذات

امور کلیہ کا دونوں میں برابر ہے بہ قول پہلی صورت پر
استناد سے متعلق ہے اور سوا ۶ اُس کی خبر ہے۔ یعنی
برابر ہے کہ ہو موجود عینی موقت بمعنی زمانی جیسے کہ
ممکن حادث یا غیر موقت بمعنی غیر زمانی جیسے کہ ممکن قدیم
اور قدیم و واجب کی نسبت زمانی و غیر زمانی امر کلی
و امر معقول کی طرف برابر ہے اور دونوں اُس کے
حکم سے محکوم و متاثر ہیں دونوں موجود زمانی اور
غیر زمانی استناد میں امر کلی کی طرف برابر ہونے میں
محل و مضر نہیں ہیں اور یہ حکم کہ امر کلی ایک موجود میں
اُس کا عین و قدیم ہے اور دوسرے موجود میں خلاف
ہوں گے و علاوہ اس کے ہے اور وہ حادث ہے یہ امر
دونوں طرف نسبت کرنے سے امر کلی کے وحدت کے
منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حکم و اثر امر کلی کا موجودات
عینی کے محال کے اقتضا سے ہے اس لئے کہ محال کا
بھی حکم و اثر امر کلی میں ہے۔ لیکن اس امر کلی معقول
کی طرف وہی حکم راجع ہوئے اور استناد و نسبت
پاتے اور تاثیر کرتے ہیں جس کو موجودات خارجہ
کے اعیان کے حقائق اپنے اپنے استعدادات کے
مطابق جیسے کہ وہ ہیں طلب و تقاضا کرتے ہیں

Marfat.com

وجود عینی ندارد و میان موجودات عینی پس
قدم واجب تعالیٰ را نسبت آن علم بسوئے
واجب تعالیٰ پیدا کردہ است و حدوث
علم الانسان و ہر حادث را اضافۃ و نسبت
آن علم بسوئے انسان و ہر حادث پیدا کرد
پس مرتبط شد ہر واحد از امر کلی و موجود
عینی بدیگرے ارتباط کلی و اگر نہ بتاثیر
یکے در دیگرے ارتباط حاصل است و حکم
یکے در دیگرے کافی باشد برائے ارتباط
پس محل و اضافۃ امر کلی بسوئے وے
در وے حکم و اثر کرد و قدم و حدوث
بخشید چنانکہ بشنوی ۔ ق حکما حکم العلم
علی من قام بہ انہ عالم حکم الموصوف بہ
علی العلم بانہ حادث فی الحق الحادث
قدیم فی الحق القدیم ل یعنی پس چنانکہ حکم
کرد علم بر کسے کہ قائم باشد بوی این کہ آنکس
عالم است حکم کرد آنکہ موصوف باشد بدان
علم بر ان علم کہ آن علم حادث باشد در حق
حادث و قدیم در حق قدیم ۔ پس چنانکہ علم

جیسے کہ علم کی نسبت عالم کی طرف اور حیات کی نسبت
حی کی طرف ہے حیات حقیقت معقولہ ہے اور علم حقیقت
معقولہ حیات سے متمیز ہے جس طرح سے حیات حقیقت
معقولہ علم سے متمیز ہے یعنی امر کلی معقولہ کو موجودات عینی
خارجہ میں خاص ایک حکم و اثر ہے اور ہر موجود عینی ممکن
و واجب کی طرف برابر مستند و منسوب ہیں یعنی نسبت
زمانی و غیر زمانی (موقت و غیر موقت) امر کلی معقول
کی طرف برابر ہے لیکن موجودات خارجی جو کہ محال خاص
امر کلی کے ہیں اُن کے اقتضا و استعدادات کے موافق
و موافق حکم و اثر امر کلی کا اُن محال میں خاص اور متعین
ہوتا ہے پس امر کلی کی ایک موجود میں اُس کے حقیقت
و استعداد کے اقتضا کے موافق دوسری حالت ہوتی
ہے اور دوسرے موجود میں اُس کی حقیقت و استعدادات
کے اقتضا کے موافق دوسری حالت ہوتی ہے علم کی
نسبت ہر عالم کی طرف نسبت واحد ہے اور علم کا حکم
و اثر ہر عالم میں ہے اسی طرح حیات کی نسبت ہر
حی کی طرف نسبت واحد ہے اور حیات کا حکم و اثر
ہر حی میں ہے ۔ اور ہر ایک علم و حیات امر کلی معقول
ہیں اور ایک دوسرے سے منفرد اور متمیز ہے ۔

Marfat.com

حکم کرد بر موجود عینی حکم کرد بر علم و در بعضے نسخہ
بجائے این قول چنین واقع است حکما حکم
العلم علی من قام بہ ان یقال فیہ انہ عالم
کذلک حکم الموصوف بہ الخ۔ و مراد ظاہر است
و مقصود ہر دو عبارت یکے است ق
فصار کل واحد محکوم ما بہ و محکوم ما علیہ ل
یعنی پس گشت ہر واحد از امر کلی و موجود
عینی محکوم بہ و محکوم علیہ۔ یعنی بعلم حکم کردیم
کہ واجب تعالیٰ و انسان ممکن عالم اند پس
موجود عینی محکوم علیہ باشد و علم کہ امر کلی
باشد محکوم بہ یعنی بعلم حکم کردہ شد کہ بر موجود
عینی کہ عالم است و اگر بگوئی کہ علم کردہ است
بر موجود عینی بہ عالم روا باشد و آں ہر دو
یکے است و ہم چنین بمحل علم حکم کردیم بر علم
کہ قدیم است و حادث پس امر کلی محکوم علیہ
باشد و موجود عینی کہ محل امر کلی است محکوم
بہ یا بگو کہ عالم است و حکم ذہن تابع امر کلی
و موجود عینی ق و معلوم ان ہذہ الامور
الکلیۃ وان کانت معقولیۃ فانہا معدومۃ

جیسے کہ علم و حیات کا اثر عالم و حی میں ہے اُسی طرح عالم
و حی کا علم و حیات میں بحسب حقیقت و استعدادات
عالم و حی کے حکم و اثر ہے۔ حکم و اثر و نسبت امور کلیہ کی
موجودات عینی میں جو کہ واجب اور ممکن ہیں ہر ایک کی
طرف برابر و یکساں ہے شروع کیا جاتا ہے۔ ہم سب
کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کیلئے علم و حیات ہے اور حق تعالیٰ
حی و عالم ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ فرشتوں کیلئے علم و حیات
ہے اور وہ حی و عالم ہیں۔ اسی طرح انسان کیلئے ہم کہتے
ہیں کہ اُن کیلئے بھی علم و حیات ہے اور حی و عالم ہیں۔
اور علم کی ماہیت و حقیقت تمامی افراد عالم میں ایک ہے
اسی طرح حیات کی ماہیت و حقیقت تمام افراد حی
میں ایک ہے اور نسبت علم و حیات کی طرف عالم و
حی کے نسبت واحد ہے۔ اب سمجھو کہ جس طرح سے
ممکن بغیر علم و حیات کے عالم و حی نہیں ہے اُسی طرح واجب
تعالیٰ بھی بغیر علم و حیات کے عالم و حی نہیں ہے علم و حیات
کا ہر افراد میں یکساں حکم و اثر ہے۔ علم و حیات کے حکم و
تاثیر و اثر سے ہر افراد عالم و حی ہیں اور علم و حیات کی
حقیقت ہر محلات میں ایک ہے حکم و تاثیر موجودات
عینی کا جو کہ امور کلیہ میں ہے اُس کا بیان ہے۔ یعنی ہم

Marfat.com

فی العین موجودات فی الحکم کما ہی محکوم علیہا
اذا نسبت الی الموجود العینی ل یعنی معلوم است
و مقرر کہ امور کلیہ اگرچہ معقول باشند و وجودے
دارند در عقل لیکن معدوم اند در خارج کہ
وجودے در خارج بلا اعتبار عروض ندارند
و موجود اند در حکم کردن بر وجود عینی چنانکہ
محکوم علیہ اند وقتیکہ نسبت دادہ شوند
بسوے موجود عینی پس اگرچہ امر کلی عقلی
باشد و وجودے دارد در عقلی لیکن در
خارج معدوم است و در حکم کردن بر
اعیان موجودہ و بوجود عینی حاکم است
وقت حکم چنانکہ محکوم علیہ است وقت نسبت
بسوی موجود عینی ق فصل الحکم الامکان
فی الاعیان الموجودات ولا فصل التفصیل
ولا تجری فان ذلک محال علیہا ل واز
شرح قیصری معلوم میشود کہ در بعضے نسخہ
لفظ امکان نیست یعنی پس قبول کند آن
امور مذکورہ حکم ممکن را در اعیان موجود
در خارج و قبول نمیکند بفصل و تجری را

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم قدیم یعنی عدم مسبوق عدم سے
اور قدیم دیگر زبانی ہے اور ہم انسان کے علم کے حق میں
کہتے ہیں کہ وہ مسبوق عدم سے ہے اور حادث زمانی
ہے اس کو بھی سمجھو کہ جبکہ واجب تعالیٰ قدیم ہے تو اُس کے
علم کا قدیم ہونا اُس کے محل کے حکم و اقتضا سے ہے
اور جبکہ انسان حادث ہے تو اُس کے علم کا حادث ہونا
اُس کے محل کے اقتضا و حکم سے ہے اسی طرح حیات
کا حکم ہے ہر موجود عینی جو کہ محال امور کلیہ کے ہیں حکم
اثر امور کلیہ میں ہے۔ اور اسی طرح فرشتے ہیں چونکہ فرشتے
قدیم ہیں جس طرح عقول عشرہ قدیم ہے اس لئے اُن
کے محل کے اقتضا سے حیات اور علم اُن کا قدیم ہے اگر
حادث ہیں تو حادث ہیں۔ اس وجہ سے اس قیام پر
فرشتوں کا ذکر نہیں کیا اُن کو اس سے معلوم کر سکتے ہیں
حقیقت امور کلیہ کی تمام محال میں ایک ہے اور نسبت
اُن کی ہر محال میں برابر ہے یعنی اس چیز کی طرف نظر
کر کہ اُس کو اضافت و نسبت پیدا کیا ہے [illegible]
کرو ارتباط و اضافت درمیان معقولات [illegible]
یعنی کس طرح اتم و اکمل ہے اب اس کو سمجھو کہ علم کی
نسبت و اضافت نے چونکہ حق تعالیٰ قدیم ہے اس وجہ

Marfat.com

چہ بدرستیکہ تفصیل وتجزی محال است درامور
کلی یعنی اگرچہ امور کلیہ حکم را در موجودات عینی
قبول میکنید وممکن باشد ایں حکم لیکن تجزی
وتبعض را قبول نمیکنید کہ در یک موجودے
حصہ باشد ودر موجودے دیگر حصہ دیگر
چہ تجزی وتفصیل در امور کلیہ محال است
چہ حقائق بسیط باشند یا مرکب طریان تجزی
بر حقائق ممکن نیست مثلاً علم اگرچہ حکم کرد در
موجود عینی وافراد متکثر را عالم ساخت و
بعروض ولحوق در مواد متعددہ متحقق شد
لیکن متجزی نیست چہ ہمامہ در ہر عالم باشد
چنانکہ میشوی ق فانہا بذاتہا فی کل موصوف
بہا کالانسانیۃ فی کل من ہذا النوع
الخاص لم تفصل ولم تتعدد بتعدد الاشخاص
ل یعنی چہ بدرستیکہ امور کلیہ بذاتہ وتمامہ
در ہر موجود اند کہ موصوف باشد بآنہا
چنانکہ انسانیت کہ امر کلی است در ہر
شخصے وہر فردے ازیں نوع خاص کہ
انسان باشد بتفصیل وتجزی نیافتہ است

سے واجب تعالیٰ کے علم کو قدیم ظاہر کیا اور انسان چونکہ
حادث ہے اس لئے علم کی حقیقت ونسبت واضافت
کے انسان کے حق میں علم کو حادث ظاہر کیا ہر ایک امر کلی
موجود عینی ایک دوسرے سے ارتباط کلی کے ساتھ مرتبط
ہوگے۔ ورنہ ایک دوسرے کی تاثیر سے ارتباط حاصل
ہے اور ارتباط کیلئے ایک کا حکم کافی ہے۔ پس محل اور
اضافت امر کلی نے اُس کے طرف اُس میں حکم داتر کیا
اور ایک کو قدم اور دوسرے کو حدوث بخشا۔ یعنی
پس علم نے جس کا تعلق علم سے ہوا اُس پر حکم کیا کہ وہ
عالم ہے اُسی طرح اُس عالم نے علم پر حکم کیا کہ وہ علم
حادث میں حادث ہے اور قدیم میں قدیم ہے یعنی جس
طرح سے علم نے موجود عینی پر حکم کیا اُسی طرح موجود عینی
نے علم پر حکم کیا۔ اور بعضے نسخوں میں بجائے اس قول
کے اس طرح واقع ہے حکما حکم العلم علی من قام بہ ان
یقال فیہ انہ عالم کذلک حکم الموصوف الخ اس قول سے
مراد ظاہر ہے اور مآل ہر دو عبارت کا ایک ہے۔ یعنی
پس ہر ایک امر کلی وجود عینی محکوم بہ ومحکوم علیہ ہوگیا
ہم نے علم سے حکم کیا کہ واجب تعالیٰ اور انسان ممکن
عالم ہیں ایسی صورت میں موجود عینی محکوم علیہ ہوا

Marfat.com

دا انقسام نہ پذیرفتہ است و متعدد و مکثر
نشدہ متعدد و اشخاص و افراد پس امور
مذکورہ بذاتہ و بتمامہ بہر موجود عینی کہ موصوف
باشد بداں امور متحقق و متعلق اند نہ باحراز
کہ بعض وے در بعض باشد و بعض دیگر
در بعض دیگر چنانکہ انسانیت نہ تمامہا در
ہر فرد انسان است ہرگز بتفصیل و تجزی را
قبول نمودہ است و از دائرہ وحدت نہ
برآمدہ و چون افراد مکثر نشدہ و اگر نہ ہر
فرد انسان نباشد و آنچہ میگویند کہ حصہ
انسانیہ در زید باشد مثلاً غیر آن حصہ است
کہ از عمر باشد از باب تسامحات است
و مقصد آن است کہ انسانیت زید مکتنف
است بعوارض و مشخصات زید ی و انسانیت
عمرو مکتنف بعوارض و مشخصات عمرو ی
ق ولا برحت معقولیتہا [illegible] اند
امور کلیہ معقول و تا [illegible]
اخفائق در تمامی حقائق [illegible]
و تمامہا باشد و ہرگز تکثر و [illegible] ان تحقیق

اور علم جو کہ امر کلی ہے محکوم بہ ہوا یعنی علم کے سبب سے موجود عینی
پر حکم کیا گیا کہ وہ عالم ہے اور اگر تم کہو علم نے موجود عینی پر
حکم کیا ہے روا ہے اور مآل دونوں کا ایک ہے۔ اسی طرح
سے علم جس محل میں قائم ہوا اس محل نے علم پر حکم کیا کہ وہ
قدیم ہے و حادث ہے۔ ایسی صورت میں امر کلی محکوم علیہ
ہے اور موجود عینی جو کہ امر کلی کا محل ہے محکوم بہ ہے۔ یا
کہو کہ عالم ہے اور حکم ذہن تابع امر کلی و موجود عینی ہے
یعنی یہ بات مقرر ہے اور معلوم ہے کہ امور کلیہ کا وجود عینی
نہیں ہے اور خارج میں وہ معدوم ہیں اور ان کا کوئی
وجود نہیں ہے لیکن بلاشک و شبہ موجود عینی [illegible]
حکم جاری و ساری ہے اور جس وقت وہ وجود عینی [illegible]
[illegible] دے جاتے ہیں اس وقت وہ حکم [illegible]
[illegible] اگرچہ امور عقلی ہیں و تعقل میں وجود [illegible]
اور خارج میں وہ معدوم ہیں لیکن وجود عینی [illegible]
[illegible] اور نسبت [illegible] وہ عالم [illegible]
[illegible] موجود عینی کی طرف [illegible] جاتے [illegible]
[illegible] علیہ ہیں رفتہ [illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible] موجودات عینی [illegible] خارج میں

Marfat.com

واقع شده است و تکرر و تعدد مظاهر در
کارخانه وحدت حقیقت الحقائق خلل نموده
وایں بیان خالی ارتشا نکرار نیست و
شیخ قدس سره نظر برین چیز ہا ندارد
ازجزوجه اللہ مقصود و منظور نیست ازینجا
است که در اکثر جای تکرار میکند و نواند بود
که در شرح قول سابق فیصل حکم الامکان
باشد بگوئی که پس قبول میکند حکم امکان را
یعنی حکم امور کلی ممکن است و تجری
ممکن نیست و مآل ہر دو توجیه واحد است
ق واذ کان الارتباط بین من له وجود عینی
وبین من لیس له وجود عینی قد ثبت وہی
نسبت عدمیة فارتباط الموجودات
بعض اقرب ان یعقل لانه علی کل حال
بینہما جامع وہو وجود العینی وہناک فما ثم
جامع و قد وجد الارتباط بعدم الجامع فبا
الجامع اقوی واحق ل و تنبیکه ارتباط
بیان کسے که مراد از وجود خارجی باشد
ومیان چیزی که نیست اورا وجود خارجی

اُس کے حکم کو قبول کرتے ہیں لیکن تفصیل و تجری کو قبول نہیں
کرتے اس لئے کہ تجری و تفصیل امور کلیہ میں ممکن نہیں ہے یعنی
اگرچہ امور کلیہ حکم کو موجودات عینی کے قبول کرتے ہیں اور
اُس کا اس حکم قبول کرنا ممکن ہے۔ لیکن تجری و بعضی کو
قبول نہیں کرتے کہ ایک موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
کچھ حصہ ہو اور دوسری موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
دوسرا حصہ ہو کیونکہ تجری و تفصیل امور کلیہ میں محال ہے۔
کیونکہ حقائق بسیط ہوں یا مرکب ہوں تقسیم کا حکم اوپر
حقائق کے ممکن نہیں ہے۔ مثلاً علم نے اپنے حکم اور نسبت
سے موجودات عینی کے افراد کو عالم بناتا اور علم اُن کے
عروق و لحوق سے مواد متعددہ میں متحقق ہوا لیکن تجری
نہیں ہے کیونکہ وہ سمامہ ہر عالم میں ہے۔ پس سمجھو کہ ہر
ہر موجود عینی جو کہ امور کلیہ سے موصوف ہیں سمامۂ بذاتہ
اُس میں موجود ہیں جیسے کہ انسانیت یہ بھی امر کلی ہے
ہر شخص و ہر فرد اُس نوع خاص سے جو کہ انسان ہیں
بتفصیل و تجری نہیں پایا ہے یعنی امور کلیہ بذاتہ وسمامہ ہر
موجود میں جو کہ اُس سے موصوف میں موجود ہیں۔ اگرچہ
انسانیت ہر انسان میں موجود ہے لیکن تجری و تفصیل
نہیں ہے اور ہر ایک انسان میں تقسیم بھی نہیں ہے

Marfat.com

ثابت شد و حال آنکہ این امور نسبت عدمیہ
و اضافات اعتباریہ اند کہ خبر معروضات
آنہا موجود در خارج نیستند و خود وجود
خبر بعقل ندارند۔ پس ارتباط بعض موجودات
خارجی بہ بعض دیگر قریب تعقل است
و نزدیک تر بفہم چہ بہر حال وداد میان
ہر دو جامع ہست کہ وجود عینی باشد کہ ہر
دو موجود اند بوجود عینی و آن جامع در
امور عینیہ و امر کلی جامع نیست کہ امر کلی
معدوم است در خارج و طرف دیگر
موجود و حال آنکہ تحقق یافتہ شد ارتباط
میان این ہر دو یا عدم جامع چنانکہ گذشت
پس ارتباط درمیان دو جزیا جامع و با وجود
رابطہ قوی تر و سزاوار تر باشد و این ہمہ
ظاہر است و شرح نمی خواہد۔
بدانکہ کلمہ من کہ در من لہ وجود عینی باشد
بر سبیل تقلیب بہ باشد من کہ در من لیس
لہ وجود عینی باشد بطور من مشاکلہ است
و اقرب بمعنی افعل فعل است و آن لتعقل

اور اشخاص کے مکثر سے مکثر بھی نہیں ہے پس امور کلیہ
بذاتہ و بتمامہ ہر موجود عینی میں جو کہ اُس سے موصوف ہیں
متحقق و متعلق ہیں اور اس طرح نہیں ہے کہ کوئی جز اُسکا
بعض انسان میں ہو اور کوئی جز بعض انسان میں ہو
جیسے کہ انسانیت بتمامہا ہر فرد انسان میں ہے ہرگز ہرگز
تجزی اور تفصیل کو قبول نہیں کیا ہے اور امور کلیہ نے
کسی حالت میں بھی وحدت کے دائرہ سے قدم نہیں
نکالا ہے اور مثل افراد کے مکثر بھی نہیں ہوا ہے نہیں
تو ہر فرد انسان موجود نہ ہوتا اور جو یہ کہتے ہیں کہ حصہ
انسانیت کا جو کہ زید میں ہے مثلاً اُس حصہ کے علاوہ
ہے جو کہ امر میں ہے یہ محالات سے ہے مقصد یہ ہے
کہ زید کی انسانیت عوارض اور مشخصات میں زید کی
سے مکتنف ہے اور بکر کی انسانیت عوارض اور
مشخصات میں بکری سے مکتنف ہے یعنی زید و بکر میں انسانیت
برابر ہے لیکن عوارض اور تشخصات میں زید بکر سے
جدا ہے۔ یعنی پس ہمیشہ امور کلیہ عقل میں ثابت اور
معقول ہیں پس حقیقت الحقائق تمام حقائق [illegible]
اور افراد متعددہ میں بتمامہا ہے اور [illegible] مکثر
حقیقت الحقائق میں واقع نہیں ہوتی ہے اور کا [illegible]

Marfat.com

که مبنی است مر معقول را بتاویل مصدر
فاعل اقرب است و کلمه فا در فهو تمام زائده
باشد و لاشک ان المحدث قد ثبت
حدوثه وافتقاره الی محدث احدثه لامکانه
لنفسه موجوده من غیره وهو الواجب لذاته
حالا او مالا فهو مرتبط به ارتباط واوه
یعنی بے شک بدرستیکه محدث که بفتح
دال باشد بمعنی مسبوق بعدم یا بمعنی غیر
مستقل در وجود و تحقق ثابت شد
حدوث آن۔ یعنی مسبوقیت آن بعدم
یا عدم استقلال آن در وجود و ثابت
شد افتقار و احتیاج وے بسوے محدث
بکسر دال بمعنی وجود بخشنده مر غیر خود را
چه براے محدث لازم است که محدث باشد
که پیدا کرده باشد محدث را و قول شیخ
قدس سره لامکانه لنفسه علت است مر
حدوث و افتقار محدث را۔ یعنی حدوث
وافتقار آں نظر بامکان ذاتی آن باشد
اگرچه نظر بعلت واجب شده است۔

وحدت و یکتائی کا تعدد و مظاہر و بکثرت کے باوجود حقیقت
الحقائق کے وحدت اور یکتائی میں خلل انداز نہیں ہوا
ہے یہ بیان تکرار کے ساتھ سے خالی نہیں ہے۔ شیخ قدس
سرہ ان چیزوں پر نظر نہیں کرتے اُن کو سوائے وجہ اللہ
اور کچھ مقصود و منظور نہیں ہے اسی وجہ سے اکثر مقامات
پر مکرر سہ کرر بیان کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
قول سابق کے شرح میں جو کہ فیصل الحکم الامکان ہے
ہم کہو کہ امکان کے حکم کو قبول کرتے ہیں یعنی حکم امر کلی کا
ممکن ہے اور اُس حکم میں تجری نہیں ہے اور مآل دونوں
توجہات کا ایک ہے۔ یعنی پس جس وقت کہ ارتباط درمیان
اُس کے کہ جس کیلئے وجود خارجی ہے اور درمیان اُس کے
کہ جس کیلئے وجود خارجی نہیں ہے پایا گیا اور ثابت
ہوا حالانکہ یہ امور نسبت عدمیہ اور اضافات اعتباریہ
ہیں کہ اُن کے معروضات کے سوا خارج میں کوئی وجود
نہیں ہے اور خود سوائے وجود عقلی کے دوسرا وجود
نہیں رکھتے۔ پس ارتباط بعض موجودات خارجی کا
دوسرے بعض کے ساتھ قریب لعقل ہے اور فہم کے
زیادہ نزدیک ہے کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں دونوں
کے درمیان جامعیت ہے جو کہ وجود عینی سے اور

Marfat.com

پس امکان شئے بمعنی برابر بودن است وجود
وعدم آن نظر بذات آن میخواہد کہ آن شئے
محتاج باشد بسوئے چیزیکہ وجود بخشد اورا
تا موجود شود۔ پس ہر موجود محدث در
وجود خود محتاج بسوئی غیر باشد چنانکہ گفت
فوجودہ من غیرہ۔ یعنی پس وجود آن محدث
از غیر آن باشد و آن غیر واجب است کہ
آن غیر واجب لذاتہ باشد کہ محدث بوے
مستند باشد بلا واسطہ یا بواسطہ وگرنہ
تسلسل باتفاق اہل ملل و عقل جائز نیست
پس بر تقدیر اول غیر واجب لذاتہ است
حالا و بر تقدیر ثانی واجب لذاتہ باشد مالا
پس محدث لعجع دال مرتبط است بآن
غیر کہ واجب لذاتہ باشد حالا یا مآلا بافتقار
واحتیاج و آن غیر محدث باشد بکسر دال
پس لابد است کہ باشد ہر موجود ممکن مستند
بسوئی واجب لذاتہ بواسطہ یا بلا واسطہ
واجب لذاتہ مستند الیہ مر ہر موجود ممکن
را بواسطہ یا بلا واسطہ چنانکہ مثنوی ق

دونوں وجود عینی سے موجود ہیں اور اس جگہ یعنی امور
عینیہ اور امر کلی میں جامعیت نہیں ہے اس لئے کہ امر
کلی خارج میں معدوم ہیں اور دوسری طرف ثابت
اور موجود ہیں حالانکہ درمیان ان دونوں کے باوجود
جامعیت نہ ہونے کے ارتباط ہے تو درمیان اول
دو چیزوں کے راتبہ قوی اور مضبوط اور جامعیت ہے
ارتباط سزا وار تر ہے یہ سب ظاہر ہے یہ امر لیفصل
و شرح نہیں چاہتا۔ جانو کہ من من لہ میں جو کہ وجود
عینی میں ہے بر سبیل تقلیب عقلا واقع ہے اور جائز
ہے کہ بر سبیل انقلیب نہ ہو اور من جو کہ من میں لیس لہ
وجود عینی ہے بطریق من متا کلہ کے ہو اور اقرب کے
معنی اصل مفعول کے ہیں اور ان تعقل جو کہ مبنی ہے
معقول کا تاویل ہے مصدر فاعل کے اقرب سے
اور کلمہ فانما تم میں زائدہ ہے۔ یعنی بے شک و شبہہ
سمجھو کہ محدث جو لفتح دال ہے معنی مسبوق بعدم
باوجود میں اپنے غیر مستقل [illegible]
ہیں یا [illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

ولابدان یکون المستند الیه واجب الوجود
لذاته غنیاً فی الوجود بنفسه غیر مفتقر وهو
اعطی الوجود بذاته لهذا الحادث فانتسب
الیه یعنی نیست چاره ازیں که باشد مستند
الیه که حادث بوے مستند باشد بالآخر
واجب الوجود که نظر بذات خود واجب باشد
نه از جهت غیر چنانکه ممکن موجود ناچار است
که غنی و بے نیاز باشد در وجود خود بذات
خود و غیر محتاج غیر و ایں واجب الوجود
غنی و بے نیاز بخشنده است از ذات
بخودی خود باین حادث وجود خاص و
هستی مخصوص پس منتسب شد این حادث
بسوے واجب لذاته و جائز است که مستند
صیغه اسم فاعل باشد ۔ و ضمیر فاعل راجع
باشد بسوے محدث و ضمیر الیه بسوئے الف
ولام فی لابد است که باشد که مستند منتسب
و مستند باشد محدث بسوئے وے واجب
الوجود لذاته تا آخر کلام و بر تقدیر اول
الیه قائم مقام فاعل است چنانکه اشارت

اپنے غیر کا ہے افتقار و احتیاج اُس کا ثابت ہوا کیونکہ
محدث کیلئے لازم ہو ضروری ہے کہ اُس کا کوئی محدث
ہو جو کہ اُس کا پیدا کرنیوالا ہو ۔ اور قول شیخ قدس سرہ
جو کہ لا امکانہ لنفسہ حدوث اور محدث کے افتقار کے
لئے خاص علت ہے ۔ یعنی حدوث و افتقار اُس کا
امکان ذاتی کی نظر سے ہے اگرچہ نظر بہ علت واجب
ہوا ہے ۔ پس ہونا کسی شئے کا بمعنی جس کا عدم اور
وجود برابر ہو اُن کی ذات چاہتی کہ اپنے وجود بخشنے
والے کی طرف محتاج ہو جس سے وہ شئے وجود میں
آئی ہے یعنی موجود ہوئی ہے پس ہر موجود محدث اپنے
وجود میں اپنے وجود بخشنے والے کا محتاج ہے جیسا کہ
فرمایا ہے موجود آ غیرلہ ۔ یعنی غیر سے موجود ہے یعنی پس
وجود اُس محدث کا اُس کے غیر سے ہے اور غیر واجب
لذاتہ حال و مآل میں ہے یعنی واجب ہے کہ وہ غیر واجب
لذاتہ ہو کہ محدث اُس کے ساتھ بواسطہ یا بلا واسطہ
مستند ہو نہیں تو منزع کی طرف تسلسل لازم
آویگا اور یہ تسلسل اہل ملل و اہل عقل کے اتفاق سے
جائز نہیں ہے پہلی صورت پر غیر واجب لذاتہ ہے حالاً
اور دوسری صورت میں واجب لذاتہ ہے مآلاً پس

Marfat.com

رفت ودریں قول اشارت است معنی واجب
الوجود آن است کہ در وجود خود محتاج بغیر
نباشد نہ در غیر وجود چنانچہ در ظہور خود اگرچہ
در غیر آن نیز محتاج نباشد۔ و واجب است
مرجع حادث واجب الوجود باشد نہ واجب
الصفات الاخرہ واز لطافت واشارت
قول او کہ ہو اعطی الوجود بذاتہ لعدا لحادث
غافل و داہل مباش ؎
آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است
ق ولما اقتضاہ لذاتہ کان واجباً بہ ل
یعنی ہرگاہ طلب وتقاضا کرد واجب الوجود
حادث را از جہت ذات و نظر بنفس خود
گشت آن حادث واجب نظر لواجب الوجود
پس این حادث نیز واجب الوجود شد
امانہ بذات بلکہ بغیر۔ و نیز لطافت و
اشارت این عبارت غافل و متساہل
مباش و بادمکن قول حق تعالیٰ در شان
موسیٰ علیہ السلام واصطنعک لنفسی و توانند بود

محدث بفتح دال۔ افتقار و احتیاج میں اُس غیر سے
مرتبط اور ارتباط پائے ہوئے ہے جو کہ واجب لذاتہ
ہے حالاو مالا اور وہ محدث ہے بکسر دال پس ضروری
ہے کہ ہر موجود ممکن واجب لذاتہ کی طرف بواسطہ یا
بلاواسطہ مستند ہو۔ واجب لذاتہ مستند الیہ ہر موجود
ممکن کا بواسطہ یا بلاواسطہ ہے۔ یعنی اس سے چارہ
نہیں ہے کہ ہو مستند الیہ کہ جس سے حادث مستند ہے
بالآخر واجب الوجود کہ نظر بذات خود واجب ہے
غیر کے جہت سے واجب نہیں ہے جیسے کہ ممکن موجود
(یہ غیر کے جہت سے موجود ہے) اور ضروری ہے کہ
وہ واجب الوجود لذاتہ غنی اور بے نیاز اپنے وجود
میں ہو اور غیر کا محتاج نہ ہو یہ واجب الوجود علاحی ہے
اور اپنے ذات سے اپنے خودی میں خودی سے اس
حادث کو وجود خاص اور ہستی مخصوص بخشنے والا ہے
پس یہ حادث ممکن واجب لذاتہ کی طرف منسب
و مستند ہے۔ اور جائز ہے کہ مستند صیغہ اسم فاعل ہو
اور ضمیر فاعل کی محدث کے طرف راجع ہو اور ضمیر الیہ
کی الف ولام کی طرف راجع ہو۔ ضروری ہے کہ ہو
واجب الوجود لذاتہ کہ جس کی طرف محدث مستند و

Marfat.com

کہ بگوئی کہ ہرگاہ تقاضا و طلب کرد حادث
واجب را نظر بذات خود یعنی چون ذات
او تقاضاے وجود او کرد پس ذات او طلب
و تقاضا کرد واجب الوجود لذاتہ را تا متصف
شود موجود بنا بران گشت حادث واجب
الوجود نظر بواجب الوجود لذاتہ ق ولما کان
استنادہ الی من ظہر عنہ لذاتہ اقتضی ان یکون
علی صورۃ فیما ینسب الیہ من کل شی من
اسم وصفۃ ما عدی الوجوب الذاتی ل
یعنی ہرگاہ باشد استناد و انتساب آن حادث
بسوے کسے کہ ظاہر شد از ان کس نظر بذات
آن کس یعنی ظہور آن حادث از واجب
الوجود بجہت ذات وے است و براے
او باشد۔ بنا بران تقاضا و طلب کرد حادث
مذکور باستناد و آن کہ باشد آن حادث بر
صورت آن واجب در جمیع چیزے کہ نسبت
دادہ می شود بسوی آن واجب ہر چیز یکہ
باشد۔ یعنی ہر اسمی و صفتی کہ باشد از اسماء
وصفات وے غیر از صفت وجوب ذاتی

منتسب ہے پہلی صورت پر الیہ قائم مقام فاعل کا ہے۔
جیسا کہ اشارہ کیا گیا اور بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ معنی
واجب الوجود یہ ہے کہ وجود میں اپنے غیر کا محتاج نہ ہو
اور نہ غیر وجود میں جیسا کہ ظہور میں اسے کسی کا محتاج
نہیں ہے۔ اگرچہ غیر میں بھی اپنے محتاج نہیں ہے۔
اور واجب ہے کہ مرجع حادث کا واجب الوجود ہو
نہ واجب العماء آخر کلام۔ اور لطافت و اشارت
سے اس قول کے جو کہ اعطی الوجود لذاتہ لہذا الحادث
ہے غافل و ذاہل مت رہو۔ اس آدمی کا شمار اہل
بشارت میں ہے کہ جو اشارات کو سمجھتا اور جانتا ہے
اس لئے کہ بہت ہیں اور سمجھنے والے کم ہیں۔ یعنی
جس وقت کہ واجب الوجود نے اپنے ذات کے جہت
و نفس کی نظر سے حادث کو طلب و تقاضا کیا پس
وہ حادث واجب الوجود لذاتہ کی نظر سے واجب
الوجود ہو گیا پس یہ حادث بھی واجب الوجود ہے
لیکن غیر سے اپنے واجب الوجود ہے اپنی ذات سے
واجب الوجود نہیں ہے۔ تم اس عبارت کے لطافت
و اشارت سے بھی غافل و تساہل کرنیوالے نہ رہو اور
حق تعالیٰ کے قول کو یاد کرو جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

یعنی چوں حادث ظاہر شد از واجب پس
ہر چہ در واجب الوجود بود در حادث رانمود
ازین جاست کہ ولد انسان بصورت انسان
باشد و ولد فرس بصورت فرس و ولد ظبی
بصورت ظبی و ولد بصورت بقر الی غیر ذلک
عمی انسانات و ازین حادث انسان مرا
درست و تواند بود کہ مطلق باشد کہ جمیع اسمار
وصفات واجب کہ در عالم کبیر و صغیر مکنون
اند پس انسان بصورت حق تعالی باشد و
بجمیع اسمار و صفات او مشرف مگر وجوب
ذاتی کہ اتصاف باین صفت از حیطہ امکان
بیرون است چنانکہ مثنوی۔ ق فان
ذلک الفصح فی الحادث وان کان واجب
الوجود ولکن وجوبہ لغیرہ لا بنفسہ ل
یعنی چہ بدرستیکہ وجوب ذاتی صحیح و مستقیم
نمی شود در حق حادث اگرچہ باشد آن حادث
واجب الوجود ولیکن وجوب او بغیر اوست
کہ علت او باشد نہ بذات وے کہ ذات
او وجود او را علت نمی تواند شد مثلاً اگر

کے شان میں ہے کہ میں نے اپنی ذات کیلئے تم کو اے موسیٰ
برگزیدہ کرلیا ہے اور ہوسکتا ہے کہ تم کہو کہ جس وقت
حادث نے اپنی ذات کی نظر سے واجب کو طلب و تقاضا
کیا یعنی جب کہ حادث کی ذات نے وجود کا تقاضا کیا
یعنی حادث کی ذات نے واجب الوجود لذاتہ کا طلب
و تقاضا کیا اس لئے کہ وجود سے متصف ہونے کے لئے
حادث بہ نظر واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود ہوگیا
یعنی جب کہ استناد اور انتساب اُس حادث کا اُس
ذات سے ہے کہ وہ حادث اُس سے ظاہر ہوا ہے یعنی
اُس حادث کا ظہور واجب الوجود کے ذات کی جہت
سے اُس کیلئے ہے۔ اس لئے حادث مذکور نے جہاں استناد
اور انتساب کے بموجب طلب و تقاضا کیا کہ وہ حادث
تمام چیزوں میں واجب الوجود کی صورت پر ظاہر ہو۔
یعنی ہر اسم و صفت جو کہ واجب الوجود کے اسما و صفات
میں اُس حادث میں ظاہر ہوں سوائے وجوب [illegible]
ذاتی کے یعنی جب کہ حادث واجب الوجود [illegible]
ہوا اس وجہ سے جو کچھ کہ واجب الوجود میں تھا حادث
میں ظاہر ہو کر سامنے آیا یہی وجہ ہے کہ انسان کا بیٹا
انسان ہی کی صورت پر اور گھوڑے کا بچہ گھوڑے کی

Marfat.com

فرض کہ نان بے آرد نشود وآرد خود
بخود تواند شد پس نان از آرد باشد وآرد
از خود وعجب آنکہ نان از غیر آرد نیست
پس میگویم کہ زید از خود نیست بلکہ از مبدع
باشد وغیر مبدع نیست واز شعاع مبدع
غافل نباید شد سبحان اللہ خوش کارے است
وخوش بارے است کہ تو غیر او نہ دچون
او نہ بلکہ عین اوی دچون او نہ یعنی تمام
تو بوی از وجوب ذاتی نرسد وبگوش متعین
تو صدائے از لعن نرساند از ان عارفی
میگوید۔ انا اقل من ربی ق تم
لتعلم انہ لما کان الامر علی ما قلناہ من ظہورہ
بصورتہ احالنا تعالی فی العلم بہ علی النظر
فی الحادث وذکر انہ ارانا آیاتہ فیہ ل
لتعلم صیغہ متکلم مع الغیر است مبنی است مر
فاعل را یا صیغہ واحد مذکر غائب باشد
مبنی مر فاعل را ای لیعلم من ہو لیصد العلم
وطالب للمرتبہ یا مبنی باشد مر مفعول را
وانہ لما کان تا آخر کلام قائم مقام فاعل باشد

صورت پر اور گائے کا بچہ گائے کی صورت پر ظاہر ہوتا ہے
اسی طرح سے سب چیزوں کو قیاس کر لو یہانتک کہ یہی حکم
سا ماں میں بھی جاری وساری ہے۔ اور اس حادث سے
انسان مراد ہے اور ہو سکتا ہے کہ مطلق ہو۔ تمام اسمار
وصفات واجب بنانے کے جو کہ عالم صغیر اور کبیر میں
پوشیدہ ہیں انسان حق تعالیٰ کی صورت پر ہے اور
اُس کے تمامی اسمار وصفات سے متصف ہے مگر علاوہ
وجوب ذاتی کے کہ اتصاف اُس کا اُس کے حیطہ امکان
سے باہر ہے۔ یعنی سمجھو اور یقین کر لو کہ وجوب ذاتی
حادث کیلئے صحیح ومستقیم اور کسی طرح سزاوار نہیں ہے
اگرچہ وہ حادث واجب الوجود ہے لیکن وجوب اُسکا
اُس کے غیر سے ہے جو کہ اُس کی علت ہے نہ کہ اُس کی
ذات اس لئے کہ ذات اُس کی اُس کے وجود کی علت
نہیں ہو سکتی مثلاً فرض کر لو کہ روٹی بغیر آٹے کے نہیں ہو سکتی
اور آٹا خود بخود ہو سکتا ہے پس روٹی آٹے سے ہے
اور آٹا اپنے سے ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ روٹی آٹے
کی غیر نہیں ہے۔ پس میں کہتا ہوں اس کو دین لیبن کر لو
کہ زید خود بخود نہیں ہے بلکہ مبدع سے ہے اور مبدع
کے علاوہ نہیں ہے اور مبدع کے شعاع سے غافل نہ

Marfat.com

پسنر گویدانیم یابداند طالب علم و معرفت یا
دگو داشتہ شود کہ ہرگاہ باشد امر و کار ہر چیزی
کہ گفتیم و مونمودیم کہ ظہور حادث بصورت
حق است بنابران حوالہ کرد حق تعالیٰ و اشارت
فرمود بادر حق علم و معرفت بخود بر نظر صادق
و تامل واثق در حادث مذکور بدبر الامر و
یفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون گفتہ
است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم من عرف
نفسہ عرف ربہ۔ پس حوالہ کرد معرفت را
بخود بر معرفت بحادث کہ از معرفت حادث
معرفت محدث کہ بر صورت اں است حاصل
خواہد شد و ذکر کردہ است حق تعالیٰ و یاد
دادہ کہ نمودہ است خود ما آیات و علامات
خود در حادث مذکور و در بعضے نسخہ بجائے
نیہ فینا واقع است یعنی در ما گفتہ است
باری تعالیٰ سنریہم ایاتنا فی الآفاق و فی
انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق الا انہم فی مریۃ
من لقاء ربہم الا انہ بکل شئی محیط یعنی رود است
کہ جو اہم مود بایشان آیات و علامات خود

ہونا چاہیئے سبحان اللہ کیا اچھا کام ہے اور کیا اچھا مار
ہے کہ تو غیر اُس کا نہیں ہے اور تو مثل اُس کے نہیں ہے
بلکہ تو اُس کا عین ہے اور مثل اُس کے نہیں ہے یعنی تمہارے
دماغ میں وجوب ذاتی کی خوشبو نہیں پہنچی اور تیرے تعین
کے کان میں لاتعین کی صدا نہیں پہنچائی گئی اسی وجہ سے
ایک عارف نے کہا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دو
سال کا چھوٹا ہوں۔ نتعلم صیغہ متکلم مع الغیر ہے فاعل
کیلئے مبنی ہے یا صیغہ مذکر غائب ہے اور فاعل کا مبنی
ہے۔ اے نتعلم من ہو لصدد العلم وطالب للمعرفۃ۔
یا مفعول کیلئے مبنی ہو وانہ لما کان آخر کلام قائم مقام
فاعل کا ہے۔ پس کہہ کہ ہم نے جانا اور سمجھا اے جاننے
والے اور علم و معرفت کے طلب کرنیوالے جو ہم نے
تم سے بیان کیا کہ ہر چیز کا کاروبار اس طرح ہے اور یہ
بھی تم پر ظاہر کر دیا اور سمجھا دیا کہ حق کی صورت پر
حادث کا ظہور ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے
علم و معرفت حاصل کرنے کیلئے سلسلے میں بیان فرمایا
اور اشارہ کیا کہ حادث [illegible]
واثق سے دیکھو اور [illegible] حادث کہا ہے یدبر الامر
ویفصل الآیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون۔ جیسا کہ رسول

Marfat.com

در آفاق وتمامی عالم ودر ذوات ایشان
نا ظاہر شود مر انسان را اگر تامل واثق وفکر
صادق واقع گردد کہ ہر واحد از آفاق و
انسان حق است وبس۔ چہ غیر او باطل است
ومحال۔ الاکل شی ما خلا اللہ باطل یعنی
وذلک اللہ بان اللہ ہو الحق وان ما یدعون
من دونہ ہو الباطل۔ یعنی آیا ہست کہ تحقیق
وبے شک انسان کہ غافل اند وپریشان در
شک اند از دیدار رب خود آیا ہست تحقیق
وبے شک کہ رب شان بہر شئے محیط است
ومر ہمہ را در گرفتہ نہ احاطہ آب مر حبیطان
را بہ حبطہ حیطان مر اہل خود را بلکہ این جا
چون احاطہ جوہر باشد مر جواہر را وحبطہ
شئے مر اسرار را بس آیات او بہ چون آیات
سلطان است از حسب ونسب بر در
حر د افسر بہ سر بلکہ این شاہ را سر دیگر باشد
وسرے دیگر آیات او چون آیات نیست
در تو از چشم میگون ولب خندان وقد موزون
وغیران

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من عرف نفسہ فقد
عرف انہ۔ پس حق تعالیٰ نے اپنے نفس کے معرفت کو
حادث کے نفس کے معرفت کے حوالہ کردیا اس وجہ سے کہ
حادث کے معرفت سے محدث کی معرفت جو کہ اُس کی
صورت پر ہے حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یاد
دلایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ ہماری آیا وعلامات ونشانیاں
حادث مذکور میں ظاہر ہیں اور بعضے نسخوں میں بجائے
فیہ کے فینا واقع ہے۔ یعنی ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی
لہم انہ الحق الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شی محیط
یعنی قریب ہے کہ ہم اُن کو اپنی نشانیاں وآیات آفاق
میں اور تمامی عالم کے ذوات میں دکھلادیں گے پس
اگر وہ تامل صادق اور فکر واثق کریں اور سمجھیں کہ ہر ایک
آفاق وانسان سے حق ہے اور بس۔ کیونکہ اُس کا غیر
باطل اور محال ہے الاکل شی ما خلا اللہ باطل یعنی
وذلک بان اللہ ہو الحق وان ما تدعون من دونہ ہو
الباطل۔ آیا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تحقیق وبے شک
کہ جو لوگ کہ غافل اور پریشان ہیں اپنے رب کے دیدار
سے شک میں ہیں اور کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اُن کا

Marfat.com

چنانکہ در قول آیندہ بایں معنی اشارت
رفتہ است وچوں آفاق بر انسان در
وجود عینی مقدم بود مقدم شد در ذکر
ونیز چوں آفاق تفصیل بر انسان است
وآیات آں تفصیل آیات انسان
در دیت آیات تفصیل بر محجوب
اہون باشد مقدم کرد آفاق را بر
انسان اگرچہ امر عارف برعکس باشد
ق فاستدللنا بنا علیہ فما وصفناہ
بوصف الاکنا نحن ذلک الوصف الا
الوجوب الخاص الذاتی ل یعنی پس
استدلال کردیم بخود و دلیل ساختیم خود را
برحق تعالی۔ پس بیان نکردیم حقتعالی را
بہیچ وصفے واسمے مگر کہ مابودیم عین آں
وصف واسم پس ما عین اسمار واوصاف
اوئیم وایں قرب الفرائض است کہ
بندہ صفت حقتعالی باشد وایں قرب
قرب النوافل است کہ حقتعالی صفت
بندہ باشد وچوں ما ہمہ اوصاف اوئیم پس

جیساکہ آگے کے قول میں اشارہ کیا جاچکا ہے اور
جبکہ آفاق انسان سے پہلے وجود میں آیا ہے
اسوجہ سے آفاق کا ذکر مقدم ہوا آفاق انسان کے
آیات اور اُس کے رویت کی تفصیل ہے اس کا
سمجھنا محجوب پر آسان ہے اس لئے آفاق کا ذکر
پہلے کیا گیا اگرچہ عارف کا کام اس کے برعکس ہے منفصل
یعنی پس ہم نے اپنے سے استدلال کیا اور اپنے
کو اللہ تعالی پر دلیل بنایا۔ ہم نے حق تعالی کو
اُسی اسم وصفت سے موصوف کیا جن جن
اسما وصفات سے ہم متصف ہوئے تھے اور
ہم ہیں اسمار اللہ کا ظہور ہوا پس ہم اللہ تعالی
کے عین اسمار وصفات ہیں اور قرب فرائض
ہے کہ بندہ حق تعالی کی صفت ہے قرب
نوافل [illegible] بالاتر اور بلند ہے کہ جس میں
حق تعالی بندہ کی صفت ہوتا ہے پس ہم
سب جبکہ اُس کے اوصاف ہیں۔

Marfat.com

وجود مستقل مراد راست و موجود کامل او باشد
و بس. پس ما جمیع اوصاف اویم مگر وجوب
خاص حقتعالی کہ وجوب ذاتی باشد چہ
مشام ما از شمامہ ایں گل نازک محروم است
ایں گل را بوید مگر یار نازک چنانکہ گذشت
ق فلما علمنا و بنا و منا نسبنا الیہ تعالی کل ما
نسبنا الینا لی یعنی پس ہرگاہ دانستیم حقتعالی
را بخود و در ذات خود و از خود و از صفات
و آیات خود نسبت دادیم و اسناد کردیم حق را
ہر چیزے کہ نسبت دادیم و اسناد کردیم آں را
بسوے خود کہ ما ہمہ اوصاف اویم و اسماء او
ق و بذالک وردت الاخبار الالٰہیۃ علی السنۃ
تراجیم الینا لی یعنی بایں حکم کہ ہر چیزے کہ منتسب
بما باشد فی الحقیقۃ منتسب باو ست وارد
شدہ بسوی ما اخبار الٰہی بر زبانہاے تراجیم
و ترجمان حقتعالی کہ انبیاء باشد و اخص اولیاء
چنانکہ گفت ان القوۃ للہ جمیعا و ما فی السموات
و ما فی الارض تبارک الذی بیدہ الملک و ما
بکم من نعمۃ فمن اللہ۔

تو وجود مستقل اُسی کے لئے ہے اور موجود کامل
وہی ہے اور بس پس ہمارے تمامی اوصاف اُس کے ہیں
مگر وجوب خاص اللہ تعالیٰ کا جو کہ وجوب ذاتی ہے وہ حق
تعالیٰ ہی کیلئے سزاوار ہے اس لئے کہ ہم سبھوں کا دماغ
اُس گل نازک کے خوشبو سے محروم ہے اُس پھول
نازک کو یار نازک ہی سونگھ سکتا ہے جیسا کہ گذرا۔
یعنی جبکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ذات و صفات و آیات
میں سمجھا اور جانا اور دیکھا تو ہم نے اپنے کو جن جن
چیزوں سے نسبت دیا تھا اور اسناد کیا تھا اُنھیں چیزوں
سے ہم نے اللہ تعالیٰ کو اسناد کیا اور نسبت دیا اس لئے
کہ اُس کے تمامی اسماء و صفات ہم ہیں یعنی اس حکم سے کہ
ہر وہ چیز جو کہ ہم سے منتسب ہے وہ چیز درحقیقت
اللہ تعالیٰ سے منتسب ہے ہمارے اس بیان کے
مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے اولو العزم پیغمبروں کے ذریعہ
ہم کو خبر دیا کیونکہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے ترجمان میں تحقیق
تمام قوتیں اللہ کے لئے ہیں اور جو کچھ کہ آسمان و زمین میں
ہے بہت ہی برکت والی وہ ذات ہے۔
اُسی کے ہاتھ میں ملک ہے جو نعمت کہ ہم کو حاصل
ہے وہ اللہ سے ہے۔

Marfat.com

وافعال حسیه وقوائے ظاہر و باطن ہمه نعمتها اند من یطع الرسول فقد اطاع الله ویدالله فوق ایدیهم پس جمیع کمالات را بحق تعالیٰ نسبت بدہیم ازینجا است که تمامی محامد را بحق تعالیٰ راجع میگردانند واین جمله را خاصه جناب مقدس او میدانند وباوجود این حکم روشن نظر بر جمال حق ندانند ولاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔

آرے بعضے نقائص را باو نسبت نکنم که خالی از سوء ادبی نباشد چنانکه قول شاگرد باوستاد که ما ترا استاد کردیم این قول صادق است و خالی از سوء ادبی نیست نه از جهت آنکه نقائص مذکوره باشند مر غیر حق تعالیٰ را که این کفر است و کذب تو مومن و صادق باشی نه کافر پس اگر بگوئی باوستاد و پیر خود که ما ترا استاد کردیم و شیخ پس صادق باشی و اگر بگوئی که ما از تو فیض نبردیم و بهره نیافتیم کاذب باشی و کافر

افعال حسیہ اور قوای ظاہر و باطن یہ سب نعمت ہیں اور جس نے اطاعت کی رسول کی تحقیق اُس نے اطاعت کی اللہ کی اللہ کا ہاتھ ہے اوپر تمہارے ہاتھوں کے پس تمامی کمالات کو حق تعالیٰ کی طرف نسبت دینا چاہیے یہی وجہ ہے کہ ہم تمامی محامد کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان محامد کو اُس کے جناب مقدس کیلئے خاص جانتے ہیں باوجود اس حکم روشن کے اللہ تعالیٰ کے جمال پر نظر نہیں رکھتے اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہیں۔ ہاں بعضے نقائص کو اُس کے طرف نسبت نہ دینا چاہیے کیونکہ نقائص کو اُس کے طرف نسبت دینا بے ادبی سے خالی نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شاگرد اپنے اوستاد سے کہے کہ میں نے آپ کو اوستاد بنایا اگرچہ شاگرد اپنے کہنے میں سچا ہے لیکن بے [illegible] نہیں ہے نقائص کو [illegible] اس جہت سے نسبت نہ [illegible] ہیں کفر [illegible] اور اگر کوئی اپنے اوستاد یا پیر سے

Marfat.com

واگر نہ آں گوئی و نہ ایں بہتر باشد
کہ صدیق باشی و اگر نہ صدیق باشی
و نہ صادق کافر شوی و مردود و
فرعون شوی و نمرود۔ و باضافۃ
بعضی نقائص بسوی حق تعالیٰ کہ
در اخبار الٰہی واقع شدہ اند
اگر تو آں را اضافت بسوئے
حق تعالیٰ کنی نزد عارف بے ادب
نباشی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
و مرضت فلم تعدنی و اقرضوا اللہ
قرضا حسنا۔ واللہ یستہزء بہم و سخر اللہ
منکم و ضحک اللہ مما فعلتما البارحۃ
وغیر آں ق فوصف نفسہ لنا
بنا فاذا شہدنا و شہدنا نفوسنا
و اذا شہدنا شہد نفسہ فینا ل
شہدنا اول بسکون دال است
صیغۂ متکلم مع الغیر و ثانی بفتح
دال صیغۂ واحد مذکر غائب یعنی
بیان کرد حق تعالیٰ ذات خود را

کہے کہ ہم نے آپ کو اوستاد یا پیر بنایا اس کہنے ہیں
وہ صادق ہے اور اگر کوئی اپنے شیخ سے کہے کہ ہم نے آپ سے
فیض اور حصہ نہیں پایا وہ جھوٹا اور کافر ہے۔
اور اگر نہ یہ کہو نہ وہ کہو تو بہتر ہے صادق رہنا چاہیے اور
اگر کچھ کہو گے تو نہ صادق رہو گے نہ صدیق ہو گے کافر اور
مردود ہو گے فرعون اور نمرود ہو گے۔ بعضی نقائص
کو اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کرنے سے جو کہ اخبار الٰہی
میں وارد ہوئے ہیں اگر ان نقائص کو تم اللہ تعالیٰ کی
طرف نسبت و اضافت کرو گے عارف کی نظر میں
بے ادب نہ ہو گے۔ اخبار الٰہی یہ ہیں۔ تحقیق اللہ نے
پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ بیمار ہوا میں تم نے
میری اعادت نہ کی۔
قرض دو اللہ کو قرض حسن۔ اور اللہ ہنسا اُن پر اور
تمسخر کیا اللہ اُن پر۔ اور اللہ ہنسا جو کچھ تم لوگوں نے
کل کیا تھا اور علاوہ اس کے شہدنا بسکون دال ہے
صیغہ متکلم مع الغیر دوسرا بفتح دال صیغہ واحد مذکر
غائب یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہم سے
اپنے ذات کو بیان کیا کیونکہ اُس کے ذات کا
بیان اُس کے اوصاف سے ہے

Marfat.com

برای ما بما چرا که بیان ذات او با وصاف او باشد و اوصاف او ہا ئیم چنانکہ گفت شیخ قدس سرہ سابقاً الا کنا نحن ذلک الوصف پس وقتیکہ بہ بینم حق تعالیٰ را و ذات شیم بر دے بہ بینم و حاضر باشم ذا تہائے خود را چہ شہود او منصور نیست مگر نظر بوصف و اسم او و اوصاف و اسمار او مائیم و وقتیکہ بہ بیند حق تعالیٰ ما را بہ بیند و حاضر باشد ذات خود را در ما کہ ہر واحد از ما و از حق مرات دیگر است بلکہ عین دیگری ق ولا الشک فی انا کثیرون بالشخص والنوع وانا وان کنا علی حقیقت واحدت تجمعنا فنعلم قطعاً ان ثم فارقا بہ تمیزات الاشخاص بعضہا عن بعض ولولا ذالک الفارق ما کانت الکثیرۃ فی الواحد این شروع است در بیان فرق میان ذات مقدس حق تعالیٰ و ذات ما یعنی شک نداریم کہ اہل عالم بسیار بنوع و بیشمار بشخص و افراد و انواع حادث بسیار دیدہ شیانہ اگرچہ ہستیم بر حقیقت نوعیہ واحد کہ

اور اُس کے اوصاف ہم ہیں جیسا کہ قبل اس کے شیخ قدس سرہ نے بتایا ہے انا کنا نحن ذلک الوصف پس جس وقت کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں اور اس پر حاضر ہوں اپنی ذات کو ہم دیکھیں اس لئے کہ اس کے اسمار و صفات سے اُس کا شہود متصور ہوتا ہے اُس کے اوصاف و اسمار ہم ہیں اور جس وقت کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھے تو دیکھے اور حاضر ہو اپنی ذات پر ہمارے ذات میں کیونکہ ہر ایک ہم اور حق ایک دوسرے کے آئینہ ہیں بلکہ یوں کہو کہ ایک دوسرے کے عین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ذات مقدس اور ہمارے ذوات میں جو فرق ہے وہ فرق بیان کیا جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ہم اہل عالم از روئے نوع بہت اور شخص بیشمار ہیں ہم سب حادث ہیں مگر باوجود اس کے ہم سب افراد نوع کی حقیقت واحد ہے اور وہی حقیقت واحد

Marfat.com

جمع میکند مارا لیکن میدانیم بیقین که در افراد
انسان فارقی هست که بدان فارق متمیز وجدا
شده اند بعضی اشخاص از بعضی واگر نبودے
فارق میان افراد نوع انسانی موجود ومتحقق
نمیشد کثرت در واحد ویک هرگز بسیار نمی
شد وبیشک ما بسیاریم چنانکه گذشت واین
همه ظاهر است وهمیں حال حال افراد هر نوع
باشد ق فکذلک ایضا دان وصفنا بما وصف
به نفسه من جمیع الوجوه فلا بد من فارق و
لیس الا افتقارنا الیه وتوقف وجودنا علیه
لامکاننا وغناؤه عن مثل ما افتقرنا الیه
ل یعنی پس همیں حال افراد انسان وحقیقت
او حال حق باشد وحقیقت حق چه اگرچه بیان
کرده وموصوف ساخته است حق تعالے
مرا بچیزے که موصوف ساخته است بآں
ذات خود را بجمیع وجوه وشیونات که ذات
ما عین ذات او باشد وشان ما عین شان
او وحال ما عین حال او لیکن چاره نیست
از فارق میان ذوات ما وذوات مقدس

ہم سب کو جمع کئے ہوئے ہے لیکن ہم یقین رکھتے
ہیں اور جانتے ہیں کہ افراد انسان میں کوئی چیز
فارق ہے اور اُسی فارق سے ایک دوسرے
سے جدا ہوتے ہیں اور پہچانے جاتے ہیں اور افراد
نوع انسانی میں کثرت پائی جاتی ہے اگر یہ فارق
افراد نوع انسانی میں متحقق اور موجود نہ ہوتا
وحدت میں کثرت نہ ہوتی اور واحد کثیر نہ ہوتا
اور بیشک ہم افراد بے شمار ہیں جیسا کہ گذرا
یہ سب ظاہر ہے یہی حال ہر نوع کے افراد کا ہے
پس افراد انسانی اور اس کے حقیقت کا حال
خلق اور حق کے صفت کا حال ہے اگرچہ اللہ
تعالیٰ نے تمام اُن صفتوں سے کہ جن صفات
سے اُس کی ذات موصوف ہے ہم کو اور ہماری
ذوات کو اُنھیں اسماء وصفات سے موصوف کیا
ہے اور جمیع شیونات اور وجوہ اسماء الٰہیہ سے
ہماری ذات متصف ہے اور ہماری ذات عین اُسکی
ذات اور ہماری شان عین اُسکی شان ہے اور ہمارا حال
عین اُس کا حال ہے لیکن باوجود اس کے اس امر سے چارہ
نہیں ہے کہ ہمارے [illegible] مقدس کے درمیان

Marfat.com

حق تعالی چہ ذات او واحد است بلا اختلاف
و ذوات ما کثیر اند و بسیار پس فارقی ہست و
و نیست آں فارق میان ذات مقدس حقتعالی
و ذوات ما مگر احتیاج و توقف وجود و ہستی
ما بر وجود آں و بے نیازی و استغنا او از
مثل چیزے کہ محتاج ایم بداں چیز کہ مبدر
باشد یا از مثل محتاج بودن ما بسوئے مبدر
چہ او محتاج بمبدر نیست و اگر نہ واجب باشد
و خلاف مقدر لازم آید چنانکہ گذشت از
فرض حکایت خبز و دقیق کہ خبز غیر دقیق نیست
و خبز ممکن باشد و دقیق واجب و ایں دقیق
است خبز بہ تحقیق و در بعض نسخہ بجائے و
لیس الافتقارنا الیہ و توقف وجودنا علیہ
چنیں واقع است. و ہو افتقارنا الیہ فی
وجودنا یعنی فارق میان ما و حق تعالی محتاج
بودن ماست بسوئے آں حق تعالی در وجود
و ہستی ما بدانکہ حاصل کلام اینست کہ فارق
میان ما و حق وجوب ذاتی است و بس
لیس منافی ماسبق نیست کہ ما وصف او

کوئی فارق ہونا لازمی ہے اسلئے کہ حقتعالی کی ذات بلا
اختلاف واحد ہے اور ہمارے ذات کثیر ہیں۔ پس ہمارے
ذوات اور اُس کے ذات مقدس کے درمیان ایک فارق
ہے اور وہ فارق سوائے اس کے کوئی چیز نہیں ہے کہ ہم
اپنے وجود و ہستی میں اُس کے طرف محتاج ہیں اور جس چیز کے
ہم محتاج ہیں اُس چیز سے اللہ تعالی کو غنا اور بے نیازی
و استغنا ہے اور وہ چیز مبدر ہے دراصل ہم اور ہماری
ذات مبدر کی محتاج ہے اور حق تعالی اور اس کی ذات
مبدر کی محتاج نہیں ہے ورنہ وہ واجب نہ ہوتا اور مقدر
کے خلاف لازم آتا جس طرح سے کہ آٹا اور روٹی کے قصہ
میں بیان کیا گیا کہ روٹی سوائے آٹا کے دوسری چیز نہیں
ہے روٹی ممکن ہے اور آٹا واجب [illegible] ہے۔
اور بعض نسخوں میں ولیس افتقارنا الیہ و توقف وجودنا
الیہ اس طرح سے واقع ہے۔
یعنی فرق کرنیوالا ہمارے اور حقتعالی کے درمیان ہمارا اپنے
وجود و ہستی میں اللہ تعالی کا محتاج ہونا ہے [illegible]
سمجھو کہ اس کلام کا ماحصل [illegible]
درمیان فرق کرنیوالا وجوب ذاتی ہے [illegible] پس جو کچھ
پہلے بیان ہوچکا ہے [illegible] ہم موصوف

Marfat.com

بوصف الا کنا نحن ذلک الوصف
الا الوجوب الخاص الذاتی باشد
چنانکہ می شنوی ق فہذا صحح لہ الازل
والقدم ہو الذی انتفت عنہ الا
ولیتہ التی لہا افتتاح الوجود عن
عدم فلا ینسب الیہ مع کونہ الاول
ل یعنی پس نظر بغنا ے حق تعالیٰ
وعدم افتقار او بسوئے مبدء در
وجود صحیح وثابت شد مراو را ازلیت
وقدمی کہ منتفی وناپیدا است
از وے اولیتہ وودر باشد از قدم
آن مر سابقیتہ کہ بمعنی افتتاح وجود
وہستی باشد از عدم ونیستی پیش از ہر
چیزے کہ اول وسابق قیاس بوے
اول باشد وسابق پس نسبت کردہ
نشود ایں اولیتہ بسوئے حق تعالیٰ
باوجود آنکہ اول است بدانکہ ازلیتہ
وقدم ذاتی است وزمانی واول بمعنی
عدم احتیاج صاحب قدم است

نہیں کیا اُس کو اُس صفت سے مگر یہ کہ جب تک
ہم اُس صفت سے موصوف نہیں ہوئے تھے یعنی
ہم ہی وہ صفت تھے۔ سوائے وجوب ذاتی کے کہ
وہ اللہ کیلئے سزاوار ہے۔ یعنی پس نظر بغنائے ذاتی
یعنی اپنے وجود ہستی میں مبدء کا محتاج نہ ہونا اُس
کیلئے ازلیت اور قدمیت ثابت وصحیح ہوئی۔ اور
ایسی ازلیت وسابقیت جس کے معنی عدم ونیستی
سے وجود میں آنا۔ یعنی ہر چیز سے پہلے کہ اول وسابق
اُس کا قیاس سے اس چیز کے ہے اُس سے
پوشیدہ وودر ونا پیدا ہے ایسے ازلیت
وسابقیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ
نسبت نہیں دی جا سکتی۔ باوجود اس کے کہ
وہ ازلی ہے۔

جانو اور سمجھو کہ ازلیت وقدمت اُس کی
اور زمانی ہے ذاتی اس معنی سے ہے کہ
وہ اپنے مبدء میں کسی چیز کا محتاج نہیں
ہے۔ زمانی اس معنی سے ہے کہ عدم مسبوق
زمانی ہے۔ وہ اولیت کہ جس کے معنی
عدم سے وجود میں آنا اور تحقیق اُس کا ہر چیز

Marfat.com

در وجود بسوے شی وثانی بمعنی عدم مسبوق
بزمان واولیت بمعنی افتتاح وجود از عدم
وتحقق صاحب آن پیش ہر چیزے کہ قیاس
بوے اول باشد منافی ازلیت و قدم ذاتی
است نہ زمانی پس میگوید شیخ قدس سرہ کہ
چوں حق تعالی مفتقر نیست در وجود
بسوے چیزے پس نظر بایں وجہ مراد از ازل
باشد و قدم ذاتی چنانکہ گفت الذی انتفت
عنہ الاولیۃ وصفت کرد اولیۃ را بالتی
لہا افتتاح الوجود عن عدم پس اولیت
بایں معنی نہ بمعنی دیگر چنانکہ گفت ماکونہ
الاول منافی ازلیت و قدم ذاتی باشد
آرے مر ازلیت و قدم زمانی را منافی
نیست ازینجا است کہ ارواح و اعیان
ثابتہ را قدیم میگویم و ممکن کہ افتتاح وجود
از عدم لازم وے باشد چہ قدم و ازلیت
امور مذکورہ زمانی است یا اولیت بمعنی
جمع می شود پس جگونہ نسبت دادہ می
می شود اولیت بآں معنی کہ گذشت

سے پہلے کہ قیاس سے اس کے اول ہے اُس کے
اولیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے۔ قدم زمانی
کا منافی نہیں ہے۔ پس شیخ قدس سرہ نے
فرمایا ہے کہ جبکہ اللہ تعالی اپنے وجود ہستی میں
کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اس نظر سے اُس
کے لیے ازلیت اور اُس کے ذات کا قدیم ہونا
ہے۔ جیساکہ فرماتا ہے الذی انتفت عنہ الاولیۃ
اور ازلیت کی تعریف باللتی لہا افتتاح الوجود
من عدم سے کیا اس معنی سے اُس کی اولیت
ہے دوسرے معنی سے اُس کی اولیت نہیں
ہے جیساکہ فرمایا ہے مع کونہ الاول اُس کے
ازلیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے قدم زمانی کا
منافی نہیں ہے اسی نظر و اعتبار سے ہم ارواح
اور اعیان ثابتہ کو قدیم کہتے ہیں اور ممکن کیلئے
لازم و ضروری ہے کہ عدم سے وجود میں
آوے اس لئے کہ قدمیت اور ازلیت [illegible]
مذکورہ کی زمانی ہے۔ یا [illegible] معنی سے
جو کہ بیان کئے گئے جمع ہوتی ہے [illegible] کی نسبت
حق تعالی کے بابت اس معنی سے کس طرح [illegible] جا سکتی ہے

Marfat.com

بسوے حق تعالیٰ کہ ازلی ست وقدیم بازل
وقدم ذاتی باآنکہ حق تعالیٰ اول است
بمعنی مبدء ہرشی کہ تو آں را غیر او میخوانی
وعین او نمیدانی واین معنی دیگر است
مراول را چنانکہ او آخر است بمعنی مرجع
ومنتہای ہر شی پس ازینجا وجوب ذاتی
مراورا ثابت شد وبس وایں خارق است
میان ما وحق تعالیٰ واگر نہ عین ما عین
اوست وعین او عین ما ولتو اند بود کہ
اولیت او بمعنی بودن اوست ونہ بودن
شی با وایں مقام احدیۃ است پستر
میگویم کہ بدانکہ اولیت حق تعالیٰ بہمان
وجہیست کہ آخریت او باں وجہ است
ہمچنیں ظاہریت وباطینت او وایں حکم
از طور عقل تو بیرون است ودور ونو
بایں عقل مفتخری ومسرور ومفتون و
مغرور ولا یغرنکم باللہ الغرور بشنو کہ
اگر از تو پرسند در حق پسر یگانہ تو کہ ایں
پسر کلانست یا خورد یا اول یا آخر بگوی

کہ وہ ازلی اور قدیم اور اُس کا قدم ذاتی ہے
باوجود اس کے حق تعالیٰ اس معنی سے بھی اول ہے
کہ وہ مبدء ہر شی کا ہے کہ تم اُس شی کو اُس کے علاوہ
کہتے ہو اور شی کو تم اُس کا عین نہیں جانتے ہو اور یہ
معنی اُس کے ازلی ہونے کیلئے دوسرا ہے جیسے کہ وہ
آخر ہے کہ وہ ہر شی کا مرجع اور منتہا ہے پس اس مقام
سے اُس کے لئے وجوب ذاتی ثابت ہوا اور یہی
وجوب ذاتی ہمارے اور حق تعالیٰ کے درمیان فارق
ہے نہیں تو ہمارا عین اُس کا عین اور اس کا عین ہمارا
عین ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولیت اُس کی معنی
سے ہو کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شی نہ تھی اور
یہ مقام احدیت کا ہے۔ پس سمجھو کہ ہم کہتے ہیں کہ اس وجہ
سے حق تعالیٰ کی اولیت ہے اور آخریت ہے اور اس طرح
اُس کی ظاہریت اور باطنیت ہے اور ایسا ہمارا کہنا تمہارے
طور عقل سے باہر اور دور ہے۔ اور تم اپنی سمجھ اور عقل پہ
خوش ہوتے ہو اور فخر کرتے ہو اور فریفتہ و مغرور ہو
مت غرور کرو تم ساتھ اللہ غرور کرنیوالے کے۔ پس اب سنو
کہ اگر تمہارے صرف ایک ہی لڑکا ہے کوئی دوسری اولاد
نہیں ہے۔ اور تم سے کوئی سوال کرے کہ تمہارا بڑا لڑکا کون ہے

Marfat.com

در جواب کہ ہمیں اول است وہمیں آخر وہمیں
کلانست وہمیں خورد یعنی غیر او نیست ہمچنیں
میگوید حق تعالیٰ در حق خود ہو الاول والآخر
والظاہر والباطن یعنی ہمانست وبس ہیں او
اول ہمیں معنی است و آخر ہمیں وظاہر ہمیں
وجہ باشد وباطن ہمیں ولاتکن فی مرتبۃ الا انہ
بکل شیٔ محیط **ق** ولہذا قیل فیہ الاخر **ل**
یعنی بنا بر ہمیں کہ نیست مر ازل و قدم
حق تعالیٰ را اولیت بمعنی مذکور گفتہ شد
در حق حق تعالیٰ آخر **ق** فلو کانت اولیتہ
اہل التقلید لم یصح ان یکون آخر اللمقید
لانہ لا آخر للممکن لان الممکنات غیر متناہیۃ
فلا آخر لہا **ل** یعنی پس اگر بودے اولیت
حق تعالیٰ اولیت اہل تقلید واصحاب
امکان وتعیین صحیح نمی شد ومستقیم نمیگشت
بودن حق تعالیٰ آخر ومنتہی مر مقید وممکن را
دوار نمی شد کہ او آخر ہر شئی است زیرا کہ نیست
آخر مر ممکن را ونیست نہایت مر مقید را
چہ ممکنات ومقید [illegible]

اور چھوٹا کون ہے تو تم اُس کے جواب میں یہی کہو گے
کہ یہی بڑا ہے اور یہی چھوٹا اور یہی اول ہے اور یہی
آخر کیونکہ اُس کے علاوہ کوئی دوسرا لڑکا نہیں
ہے۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے
میں فرمایا ہے کہ وہی اول ہے اور وہی آخر وہی
ظاہر ہے اور وہی باطن اور نہیں وہ اسی معنی سے
اول و آخر ظاہر و باطن ہے اور مرتبہ وجود کے
میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے
یعنی اس وجہ سے کہ نہیں ہے ازل و قدم حق تعالیٰ
کے لئے معنی مذکور سے اولیت اللہ کے حق میں
اس لئے آخر کہا گیا ہے۔ یعنی اولیت حق تعالیٰ کی
جیسا کہ اہل تقلید واصحاب تعین بیان کرتے ہیں
ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لئے آخر ہونا صحیح و درست
ومستقیم نہ ہوتا اور ممکن اور مقید کے لئے
منتہا ہونا ثابت ہوتا کیونکہ مقید کے لئے نہایت
نہیں ہے اس لئے کہ ممکنات اور [illegible]
غیر متناہی ہیں [illegible]
اُن کے [illegible]
[illegible]

Marfat.com

پس نیست آخر ممکنات را نظر بمشار
آخر وی پس اول بمعنی مذکور آخر امور
غیر متناہی نمی تواند شد و چوں اولیتہ
حق تعالیٰ بوجہ اول نیز منافی است
کہ حق تعالیٰ آخر ممکنات غیر متناہی
باشد خواست شیخ قدس سرہٗ کہ دفع
کند ایں توہم را چنانکہ مثنوی ق
وانما کان آخراً کرجوع الامر کلہ الیہ بعد
نسبتہ ذلک الینا یعنی نیست حقتعالیٰ
آخر ممکنات مگر بنا برین کہ رجوع ہر
کار و بار بسوئے حق تعالیٰ است
بعد از نسبت یافتن آں بسوئے ما
چنانکہ در قیامت کبریٰ اینہمہ ظاہر
خواہد شد و در نظر عارف کامل و
واصل امروز ما و تو ذاتاً و صفتہً
و فعلاً در ذات و صفت و فعل حقتعالیٰ
فانی ایم و تو نمیدانی و ما و تو ہمیں
خوانی اوست اول و اوست آخر
نیست اینجا مگر دوست دوست دوست

جیسے کہ اولیت حق تعالیٰ کی اول وجہ سے اس امر
کی منافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر ممکنات غیر متناہی کا
ہے اس توہم کو شیخ قدس سرہ نے دفع کیا ہے۔
یعنی جب کہ جملہ کار و بار اللہ کے طرف راجع ہیں
اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ممکنات کا آخر ہے یعنی جبکہ
جملہ کار و بار ہمارے طرف نسبت پانے کے بعد
اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتے ہیں اس وجہ سے
حق تعالیٰ ممکنات کا آخر ہے۔ جیسا کہ قیامت کبریٰ میں
یہ سب امور ظاہر ہوں گے۔ اور عارف کامل
و واصل کے نظر میں آج کے دن بھی ہم اور تم
ذاتاً و صفتاً و فعلاً اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات
میں مستہلک اور فانی ہیں اور تم نہیں جانتے اور
ہم و تم کہتے ہیں اول وہی ہے اور آخر وہی۔
اور اس مقام پر آج کے دن نہیں ہے مگر
دوست دوست دوست۔

Marfat.com

ق فهو الآخر فی عین اولیته والاول
فی عین آخریته ل یعنی پس حق تعالیٰ
آخر است و بس در عین اولیته خود
همان اول است در عین آخریته خود
چنانکه مبین شد ق ثم تعلم ان الحق
وصف نفسه بانه ظاهر و باطن فاوجد
العالم عالم غیب و شهادت لندرک
الباطن بغیبنا والظاهر بشهادتنا
ل این کلام مزید بیان است مر بودن
آدم را بر صورت حق تعالیٰ و بریں
تقدیر مراد از عالم که در فاوجد العالم
باشد عالم صغیر است که انسان باشد
و تحقیق قول او ثم تعلم با چند احتمال
بالا گذشت یعنی پیشتر گو بدانیم ما یا
بداند طالب حق و معرفت یا دانسته
شود که حق تعالیٰ صفت کرد ذات
خود را و بیان نمود که ظاهر است
و باطن پس پیدا کرد عالم را عالم
غیب و شهادت تا دریابیم و بدانیم

یعنی حق تعالیٰ اپنے عین اولیت میں آخر ہے
اور بس اور وہی عین آخریت میں اپنے اول
ہے اور بس۔ جیسا کہ ظاہر ہوا۔
یہ بیان قبل اس کے ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر
بنایا ہے اُسی سلسلہ میں یہ مزید بیان ہے
ایسی صورت میں عالم سے مراد جو کہ فاوجد العالم
ہے عالم صغیر یعنی انسان مراد ہے اور شیخ قدس
سرہ کا یہ قول جو کہ ثم تعلم ہے چند احتمالات
کے ساتھ اوپر گذر چکا ہے۔ پس اے طالب
حق و معرفت کہو کہ جانتے ہیں ہم یا جاننا چاہئے
ہیں ہم کہ حق تعالیٰ نے اپنے کو صفات ظاہر و
باطن سے موصوف کیا ہے اور عالم کو بھی
عالم غیب و عالم شہادت پر پیدا کیا ہے تاکہ
ہم اپنے غیب سے اللہ تعالیٰ کے باطن کو
اور اپنے شہادت سے حق تعالیٰ کے ظاہر
کو سمجھیں اور جبکہ حق تعالیٰ خود ظاہر و
باطن صفات سے موصوف ہے ہم کو بھی
ظاہری صفات مثل جسم اور قوی و اعضا

Marfat.com

باطن حق را بغیب و باطن خود و ظاہر حق
را بشہادت و ظاہر خود یعنی چوں خود
موصوف است بظاہر و باطن ما را نیز
ظاہر داد چوں چشم و قوی جسمانی و باطن
داد چوں روح و قوای روحانی تا باطن
حق را باطن خود بدانیم و ظاہر حق را بظاہر
خود و منطبق شود کل بکل یعنی بدانیم کہ
باطن ما باطن اوست و ظاہر ما ظاہر اوست
و ظاہر ما ظاہر اوست چنانکہ گفت بالا
فما وصفناہ بوصف الا کنا نحن ذلک الوصف
پس بیان کردن حق تعالی مر ذات خود را
باوصافے کہ ما عین آن اوصافیم تعلیم الٰہی
و تلقین موہبی است کہ بدانم کہ ہمہ
حق است و بس ہو الاول و الآخر
و الظاہر و الباطن و تواند بود کہ مراد از
عالم مطلق باشد شامل عالم صغیر و کبیر کہ
ہر چہ ہست از عالم صغیر و کبیر آسمان و زمین
و غیر آں روحی دارد و قوای روحانی کہ
تو آنرا ملائکہ ارضی و سماوی میخوانی اگرچہ

وجسمانی اور صفات باطنی مثل روح وقوای
روحانی عطا فرمایا تاکہ ہم اللہ تعالے کے باطن کو
اپنے باطن سے اور اللہ تعالی کے ظاہر کو اپنے ظاہر
سے سمجھیں اور پہچانیں اور ہمارا ظاہر و باطن
حق تعالی کے ظاہر و باطن سے یعنی کل ساتھ کل
کے منطبق ہو جائے۔ یعنی اس بات کو ہم ذہن
نشین کریں اور سمجھ لیں کہ ہمارا باطن حق تعالی کا
باطن اور ہمارا ظاہر حق تعالی کا ظاہر ہے جیسا کہ
کہا گیا ہے کہ ہم نے حق تعالی کو انھیں صفات سے
موصوف کیا کہ جس صفات کا ہم میں ظہور ہوا یعنی
ہم عین وہ اسماء صفات تھے یعنی حق تعالی نے اپنے
ذات کو ایسے صفات سے بیان کیا کہ ہم عین وہ اوصاف
ہیں۔ یہ تعلیم الٰہی اور تلقین موہبی ہے کہ ہم اس امر کو
ذہن نشیں کریں کہ سب حق ہے اور بس وہی اول ہے وہی
آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ عالم سے مراد عالم مطلق ہو کہ جو عالم کبیر اور عالم صغیر دونوں
کو شامل ہے۔ کیونکہ جو چیز کہ موجود ہے وہ عالم صغیر و عالم
کبیر آسمان و زمین کے درمیان ہے یہ سب ذی روح ہیں
یعنی زندہ ہیں اور قوای روحانی کہ تم ان کو ملائکہ ارضی و سماوی

Marfat.com

بر محجوب اینحکم ظاہر نشود و باطن ہر ظاہر
در چشم او پیدا نگردد غایۃ الامر مراد از
غافل مدرک انسان باشد وبس کہ معرفت
مر ہمیں راست وبس و حمال این امانت
انسان باشد وبس و جاہل بہ ہستی غیر حقتعالیٰ
انسان است وبس و غیر حق تعالیٰ را در
ظلمت نیستی انسان میداند وبس چہ غیر
انسان قابل و مستعد این حمل و حمال این
امانت نبا مد وحملہا الانسان انہ کان ظلوماً
جہولا این دیوانگی انسان دارد وبس
چنانکہ حافظ شیرازی باینحکم اشارت فرمودہ
و گفتہ است ۔ بیت ۔ آسمان بار امانت
نتوانست کشید ؛ قرعہ فال بنام من دیوانہ
زند ۔ ہر چہ نصیب ہر چیز بود رسید بود ـ
وانا لموفوہم نصیبہم غیر منقوص و در بعضی
نسخہ بجائے عالم غیب و شہادت ؛ غیب
و شہادت واقع است یعنی صاحب غیب
و شہادت ق ؛ وصف نفسہ بالرضا
والغضب و اوجد العالم ذا خوف و رجاء

کہتے ہو۔
اگرچہ اس امر کا انکشاف محجوب پر نہیں ہوتا اور ہر چیز کا
ظاہر و باطن اُس کے آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا خلاصہ یہ کہ
ان تمام امور کا جاننے والا اور ادراک کرنیوالا انسان ہے اور بس.
اور اس معرفت کو حاصل کرنیوالا انسان ہے اور بس ۔ اس
امانت عظیم کا بوجھ اُٹھانیوالا ہے انسان ہے اور بس ۔ غیر حقتعالیٰ
کے ہستی سے انسان جاہل ہے اور بس اور غیر حقتعالیٰ کو نیستی
کے اندھیرے میں انسان جانتا ہے اور بس ۔ پس اُٹھا لیا اُسکو
انسان نے تحقیق وہ ظالم و جاہل تھا ۔ دیوانگی انسان رکھتا
ہے اور بس ۔ جیسا کہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم
کے جانب اشارہ فرمایا ہے ۔ ؎

آسماں با امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

ترجمہ یعنی ہر مخلوق کو اُسکے استعداد و استحقاق کے بموجب
جو کچھ کہ اُسکے نصیب میں تھا اُسکو مل گیا ۔ ہم اُنکو انکا حصہ
جو اُنکو ملتا ہے بغیر کسی کمی و بیشی کے پورا پورا دیں گے
بعض نسخوں میں عالم غیب و شہادت [illegible] غیب
شہادت واقع ہے یعنی حقتعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے
میں بیان فرمایا کہ وہ رضا و غضب کے صفات سے متصف ہے

Marfat.com

فتحاف غضبہ دنز جو رضاہ ل یعنی صفت
وبیان کرد حق تعالیٰ ذات خود را برضا
وغضب چنانکہ گفت اللہ تعالےٰ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وسبقت
رحمتی علی غضبی وپیدا کرد عالم صغیر را
صاحب خوف وترس وصاحب رجا
وامید پس بترسیم از غضب وسخط او
کہ صفت او باشد وامیدوار باشیم
برضا ولطف او کہ صفت او باشد
وایمان نتیجہ خوف ورجاست دراینجا
گفتہ اند الایمان بین الخوف والرجاء
وخوف ذکراست ورجا انثیٰ ووجہ
بحکم ترجیح رجاء را برخوف فقیر در
انفاس الخواص بیان کردہ است
بتوفیق اللہ وعنایہ ق ووصف
نفسہ بانہ جمیل وذو جلال فاوجد علی
ہیئتہ والانس ل یعنی صفت کرد حق تعالےٰ
ذات خود را وگفت کہ جمیل است
وصاحب جلال ان اللہ جمیل ویحب الجمال

جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رضی اللہ عنہم
و رضوا عنہ۔ وسبقت رحمتی علی غضبی۔ یعنی راضی
ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے۔
سبقت لے گئی میری رحمت اوپر میرے غضب کے
اور پیدا کیا انسان کو ڈرنے والا اور امید رکھنے والا
پس ہم سب کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب
اور سخط سے ڈرتے رہیں اور اُس کے رضا و خوشنودی
و مہربانی کے ہر وقت امیدوار رہیں۔ ایمان خوف
و رجا کا نتیجہ ہے۔ اسی مقام کے لئے فرمایا ہے کہ
تحقیق ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔
خوف مذکر ہے اور رجا مؤنث ہے۔ اور اس
حکم کی وجہ کہ رجا کو خوف پر ترجیح ہے فقیر نے
انفاس الخواص میں ذکر کیا ہے اللہ کی توفیق
اور عنایت سے یعنی حق تعالیٰ نے اپنے ذات
کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اور فرمایا کہ وہ
جمیل اور صاحب جلال ہے۔ تحقیق اللہ جمیل
ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے۔

Marfat.com

ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام پس پیدا کرد مارا بر صفت ہیبت و انس پس ما جمیلیم و صاحب جلال و اگر ہیبت و انس از صفات انفعالیہ گرفتہ شوند پس فرق میان این بیان و بیان سابق اعتباریست و مآل ہر دو یکے باشد پس ہیبت و انس را از صفات فعلیہ گرفتن احسن است ق

وہکذا جمیع ما نیست الیہ تعالیٰ ونسیمی بہ

ل یعنی ہمچنیں جمیع چیزے کہ نسبت و اسناد کردہ می شوند بسوی حق تعالیٰ و نام کردہ می شود حق تعالیٰ بداں یعنی جمیع صفات متقابلہ کہ حق تعالیٰ بداں صفات موصوف باشند از جنس عفو و انتقام وغیر آں ما نیز موصوفیم پس ارتباط کلی درمیان ما و او پیدا شد و بما صورت او ہویدا گشت

فاشبھتہ الامر واختلط الحال ؎

او در من و من در دفتادہ ؛ خلق ازپی ما دواں و خنداں ق ثم عبر عن بصفتین

بالیدین اللتین توجہنا منہ علی خلق الانسان

اور باقی رہیگی ذات تیرے رب کی جو بہت ہی بزرگ اور تعظیم والا ہے۔ ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہیبت اور اُنس کے صفت پر پیدا کیا ہے۔ پس ہم بھی جمیل اور صاحب جلال ہیں۔ اگر ہیبت اور اُنس کو صفات انفعالیہ مانا جائے تب بھی اس بیان میں اور اُس بیان میں اعتباری فرق ہے۔ مآل اور حقیقت دونوں بیان کا ایک ہے۔ ہیبت اور اُنس کو صفات فعلیہ کہنا ہے احسن ہے۔

یعنی اسی طرح سے تمام چیزیں جو کہ حق تعالیٰ کی طرف نسبت و استناد کی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ کا اُن صفتوں سے نام رکھا جاتا ہے یعنی جمیع صفات متقابلہ کی حق تعالیٰ اُن صفت سے متصف ہے اور قسم عفو و منتقم وغیرہ ہم سب بھی اُنھیں صفات سے موصوف ہوتے ہیں ایسی صورت میں ارتباط کلی ہمارے اور حقتعالیٰ کے درمیان پیدا ہوئی اور ہم سے اللہ تعالیٰ کی صورت ظاہر ہوئی اور حال خلط ملط ہوگیا ؎

وہ مجھ میں اور میں اُس میں لپٹ گئے ؛

خلق ہمارے پیچھے دوڑنے والی اور ہنسنے والی۔

Marfat.com

الکامل لکونہ الجامع لحقایق ومفرداتہ
فالعالم شہادۃ والخلیفۃ غیب ل یعنی
پستر تعبیر کرد حق تعالیٰ از دو صفت خود
کہ جمال وجلال باشد بیدین یعنی بدو
دست کہ متوجہ شدند ہر دو دست از
باری تعالیٰ بر خلق انسان کامل چنانکہ
گفت مر ابلیس را ما منعک ان تسجد
لما خلقت بیدی چہ انسان کامل جامع
وحاوی حقائق حق تعالیٰ باشد ومفردات
او یعنی کلیات او وجزئیات او چہ جزئی
مفرد است کہ جزئی در وے شریک نباشد
بخلاف حقیقت ودر بعضی نسخہ الحقائق
العالم واقع است ومآل یکے است
پس عالم شہادت است ومشہود و
خلیفہ غیب است ومستور چہ جامع جمیع
حقائق غائب ومستور باشد بدانکہ تعبیر
کرد از ہر دو صفت مذکورہ بدو دست
از آنست کہ از ہر دو صفت تحقق یافتہ
اند افعال الٰہیہ وبآں ہر دو ظہور یافتہ

یعنی حق تعالیٰ نے اپنے دونوں صفتوں کو جو کہ جمال
اور جلال ہیں اپنے دونوں ہاتھ تعبیر کئے ہیں۔ یعنی اللہ
تعالیٰ کے بھی دونوں ہاتھ انسان کامل کے پیدا کرنے کی
طرف متوجہ ہوئی۔ جیسا کہ اللہ نے ابلیس سے فرمایا
کہ کس نے باز رکھا تجھ کو آدم کے سجدہ کرنے سے
کہ ہم نے اُس کو دونوں ہاتھوں سے بنایا اور پیدا
کیا کیونکہ انسان کامل جامع جمیع حقائق اور مفردات
کا حاوی ہے یعنی اُس کے کلیات اور جزئیات کا
حاوی ہے کیونکہ ایک چیز مفرد ہے کہ کوئی چیز اُس
میں شریک نہیں ہے بخلاف حقیقت کے اور بعض نسخوں
میں من الحقائق العالم واقع ہے اور مآل ایک ہی ہے
پس عالم ظاہر ہے اور دکھلائی دیتا ہے اور
دیکھا جاتا ہے اور خلیفہ غیب میں ہے اور پوشیدہ
ہے کیونکہ جامع جمیع حقائق اور چھپا ہوتا ہے۔ اس کو
بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں صفات
جمال اور جلال سے اپنے دونوں ہاتھ تعبیر کئے
ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں دونوں
ہاتھوں یعنی دونوں صفتوں سے اللہ کی
ربوبیت ظاہر ہوئی ہے جس طرح سے

Marfat.com

ربوبیت حق تعالی چنانکه بدو دست انسان
تمام می شود افعال او بدو دست او متحقق
میشود کاروبار او از جفا و اخذ و عطا وغیر
آن و خلق و ایجاد باری تعالی مر آدم را
بدو صفت مذکوره ظهور است بهر دو صفت
در آدم واستتار او با هر دو صفت از نظر عوام
چون عالم بصورت انسان کامل پس هر شی
جمال است یا جلال و انسان کامل شامل هر
دو صورت او پس عالم که تمامی اجسام انسانی
وغیر آن داخل وی باشد شهادت است
و مشهود و خلیفه که روح انسان کامل باشد
جمیع مستورات سد نه او غیب است و مستور
چون حق تعالی که مشهود و مرئی نگردد و جائز
است که بگوی که خلیفه حقیقت محمدی یا ست که
کاریکی است و باریکی و معرفت او چون معرفت
حق است و بکنه حاصل نیست و قول نبی ما
صلی اللہ علیہ وسلم که من عرف نفسه فقد عرف
ربه است اشارت بانحکم باشد چنانکه انشاء اللہ
العزیز در نفس کتاب خواهد آمد چه معرفت

کہ انسان کے دونوں ہاتھوں سے تمامی افعال پورے
ہوتے ہیں اور تمامی کاروبار اُس کے مثل جور وجفا وگرفت
و بخشش وعطایا وغیرہ انجام پاتے ہیں اور متعلق ہوتے
ہیں۔ چونکہ حقتعالی کو اپنے دونوں صفات جلال او رجمال
کو آدم میں ظاہر کرنا منظور ہوا اسوجہ سے حقتعالی نے اپنے
دونوں ہاتھوں سے آدم کو پیدا کیا اور بنایا حقتعالی کے
دونوں صفات جمال اور جلال کا آدم میں ظہور ہے اور ان
کے دونوں صفات جو کہ جمال اور جلال ہیں اور جس کا ظہور
آدم میں ہے عوام کے نظر سے پوشیدہ ہیں جس طرح سے
کہ عالم انسان کامل کی صورت پر ہے یہ بھی عوام کے
نظروں سے پوشیدہ ہے۔ پس ہر شی جا ہے وہ صاحب جمال
ہو یا صاحب جلال انسان کامل میں دونوں صورتیں ظاہر
و شامل ہیں پس عالم کہ جس میں تمام اجسام انسانی اور
علاوہ اس کے ہے شامل ہیں وہ نظروں کے سامنے ہے اور
دکھائی دیتے ہیں اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور خلیفہ جو کہ روح
انسان کامل ہے تمام خدام و کاروباری اُس کے غیب
ہیں اور مستور ہیں جسطرح سے کہ اللہ تعالی مشہود و مرئی
نہیں ہوتا۔ اور جائز ہے کہ کہو کہ خلیفہ حقیقت محمدی ہے
صلی اللہ علیہ وسلم کہ کاروبار ایک ہی ہے اور اُس کی معرفت

Marfat.com

رب تعالی بکنہ حاصل نمیشود پس
معرفت نفس بکنہ حاصل نشود کہ معرفت
حق تعالی متعلق است بمعرفت نفس
چوں معلق محال باشد معلق بہ نیز محال
باشد واگرنہ وجود ملزوم بدوں لازم
لازم آید وایں محال است وخلاف
مقدر چنانکہ بگوی اگر زید ازیں کار
خود باز آید پس باری تعالی معدوم
شود و فرض اینست کہ ایں قول
صادق است پس باز آمدن زید از
کار خود محال باشد چوں عدم باریتعالی
دریںجا گفتہ است عارفی ؎

دیدنِ روی ترا دیدۂ جاں می باید
ویں کجا مرتبہ چشم جہاں بین من است

پس خلیفہ و مستخلف ہر دو در تتق عزت
وپردۂ غیب اند اگرچہ حضرات ہر دو
متفاوت اند و متغائرہ ق ولہذا
یحجب السلطان ل یعنی بنابریں کہ
خلیفہ غیب است سلطان در حجاب باشد

حق کے معرفت کے متل ہے اور کنہ سے حاصل نہیں
ہوتی۔ ہمارے اس قول کی تائید حضور پرنور صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ قول کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا تحقیق
اس نے اپنے رب کو پہچانا کر رہا ہے اور اسی حکم کی طرف
اشارہ ہے چنانچہ انشاءاللہ العزیز نفس کتاب میں ذکر
کیا جائیگا۔ جبکہ معرفت رب تعالی کی کنہ سے حاصل نہیں
ہوسکتی تو نفس کی معرفت کنہ سے کس طرح حاصل ہوگی۔
کیونکہ حق تعالی کی معرفت نفس کے معرفت سے متعلق
ہے۔ جبکہ معلق محال ہے معلق بہ بھی محال ہے نہیں تو ملزوم
کا وجود بغیر لازم کے لازم آویگا اور یہ محال ہے اور خلاف
مقدر ہے۔ جیسے کہ تم کہو کہ اگر زید اپنے کام سے باز آوے
تو باری تعالی معدوم ہو جائے اور فرض کر لیا جائے
کہ یہ قول سچا ہے اسلئے زید کا باز آنا اپنے کام سے محال ہے
جس طرح سے کہ باری تعالی کا معدوم ہونا محال ہے۔ اسی
مقام سے ایک عارف نے کہا ہے ؎ آپ کے چہرہ مبارک دیکھنے
کیلئے دل کی آنکھ چاہیے ہماری آنکھ چونکہ جہاں کی دیکھنے والی ہے
اس کا یہ مرتبہ نہیں ہے کہ وہ آپکو دیکھ سکے۔ اسوجہ سے خلیفہ
اور مستخلف دونوں تتق عزت اور پردہ غیب میں ہیں۔
اگرچہ دربار دونوں حضرات کا ایکدوسرے سے متفاوت اور

Marfat.com

چه همیشه بر درِ سلطان حاجب است ورایات
عالیه او دائم حجاب عوام باشند واز برقعه
عزت بر ہمہ کس ظاہر نمیگردد چه سلطان
نائب ومظهر وخلیفه غیب است در عالم
شهادت ق ووصف الحق نفسه بالحجب
الظلمانیة وہی الارواح اللطیفة والعقول
والنفوس وعالم الامر والابداع ل
یعنی صفت کرد حق تعالیٰ ذات خود را
بحواجب ظلمانی وآن اجسام عنصری
کثیفه اند از ثقل وثقل خود ظلمت دارند
وظلمت وی نور وظهور حق را فروپوشیده
باصرهٔ تند وبصیرت قوی باید تا باین
حجب ظلمانی مشاہد حق باشد بلکه این پرده
رابدرد وظلمت او را معدوم محض وموہوم
صرف گرداند واجسام ہرگز سنگ راه
او نگردند وصفت کرد ذات خود را بحواجب
نورانی وآں ارواح لطیفه باشند وعقول
ونفوس وعالم امر وابداع که عالم کن باشد
وہرچند این چیزها نورانی اند اما تعینات

متغائر ہے۔
اس وجہ سے کہ خلیفہ غیب میں ہے سلطان بھی حجاب میں
ہے کیونکہ ہمیشہ بادشاہ کے دروازے پر دربان رہتے ہیں
اور اُس کے رایات عالیہ ہمیشہ عوام سے حجاب میں ہیں
اور اپنے سر کو برقع عزت سے باہر نہیں نکالتے اور عوام
پر ظاہر نہیں ہوتے۔ کیونکہ عالم شہادت میں بادشاہ نائب
اور مظہر خلیفہ غیب ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو حواجب
ظلمانی سے موصوف کیا ہے اور وہ اجسام عنصری کثیف
ہیں جو کہ اپنی کثافت سے ظلمت رکھتے ہیں اور ان کی ظلمت
نے اللہ تعالیٰ کے نور ظہور کو چھپا لیا ہے۔ تیز نظر اور
دوربین آنکھ کی ضرورت ہے تاکہ باوجود اُن حواجب
ظلمانی کے حق کا دیکھنے والا ہو یہاں تک کہ اُس ظلمت
کے پردہ کو پھاڑ ڈالے اور ظلمت کو عدم محض وموہوم
صرف کر دے اور اجسام اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے راستہ
میں رکاوٹ نہ ہوں حق تعالیٰ نے اپنی ذات کو حواجب
نورانی سے بھی موصوف کیا ہے اور وہ حجاب نورانی
ارواح لطیفہ اور عقول ونفوس اور عالم امر جو کہ
عالم کن ہے۔ اگرچہ یہ سب چیزیں نورانی
ہیں لیکن اُن کے تعینات نور حق کے

Marfat.com

اینہا حجاب نور حق مطلق شدہ اند چنانکہ
شعاع آفتاب حجاب آفتاب است
قال رسول الصادق ان للہ سبعین الف
حجاب من نور وظلمۃ ہیچ میدانی کہ چہ
میگویم یعنی از ظلمت وکثافت اجسام
را حق نمیدانی واز تعین وتقید صور
نورانی را حق نمیخوانی ــــ ماش میگویم
واز گفتۂ خود دل شادم ؛ بندۂ عشقم
واز ہر دو جہاں آزادم ۔ نیست بر لوح
دلم جز الف قامت یار ؛ چہ کنم حرف دگر
یاد نداد استادم ق فالعالم بنین
کثیف ولطیف ل یعنی پس عالم میان
کثیف ولطیف باشد کہ عالم عبارت است
از حجب حق وحجب حق کثیف اند ولطیف
پس عالم ظلمانی باشد ونورانی چنانکہ
معلوم کردی ق فہو عین الحجاب علیٰ
نفسہ ل یعنی پس عالم عین حجاب باشد
بر ذات حق تعالیٰ یا بگوی بر ذات عالم
چوں عالم نماند تو از میان برخیزی او

حجاب ہو گئے ہیں۔ جیسے کہ آفتاب کی شعاع
آفتاب کا حجاب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جمال مبارک
پر ستر ہزار پردے نور و ظلمت کے پڑے ہوئے
ہیں۔ تم نے کچھ سمجھا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم کہہ رہے
ہیں کہ تم ظلمت اور کثافت اجسام سے حق کو نہیں
پہچانتے اور نہیں جانتے ہو اور نورانی صورں کے
تعینات و تقیدات سے نورانی صورتوں کو تم
حق نہیں کہتے ہو اور نہ سمجھتے ہو ــــ
ہمارے دل کی تختی پر سوائے الف کے جو کہ قامت
ہے اور کچھ نہیں لکھا ہوا ہے ہم کیا کریں ہمارے
اوستاد نے دوسرا سبق نہیں پڑھایا۔
یعنی عالم نورانی اور ظلمانی ہے اور عالم عبارت
ہے حجاب حق سے اور حجاب حق کثیف اور لطیف
ہیں پس عالم ظلمانی و نورانی ہے جیسا کہ تم کو معلوم
ہوا اور یقیناً تم سمجھ گئے ہو گے یعنی عالم اللہ تعالیٰ
کی ذات پر عین حجاب ہے یا کہو کہ عالم خود
اپنے ذات پر حجاب ہے جب عالم نہ رہا اور
تم بھی درمیان سے اٹھ گئے تو حق تعالیٰ ہی

Marfat.com

ظاہر گردد اگر عالم است پس او کجاست
واگر تو محبی پس محبوب کجاست چنانکہ
میگوید حلاج قدس سرہ ؎ بینی وبینک
انی ینازعنی :: فارفع بلطفک انی من البین
ودیگری گفتہ ؎ میان عاشق ومعشوق
ہیچ حائل نیست :: تو خود حجاب خودی
حافظ ازمیاں برخیز۔ ای برادر اینجا
کا بوجدان است نہ ببرہان ومعاملہ با
درآیت باشد نہ با روایت ؎
منصور بہ سردار ایں نکتہ خوش سرآید ::
کز شافعی مپرسید امثال ایں روایت
ق فلا یدرک الحق احد ادراکہ نفسہ ل
یعنی پس درنمی یابد ونمیداند حق تعالی را
ہیچ یکی چوں دریافتن حق مرحق را چہ
ادراک حق تعالی مر ذات خود را ذوقی
باشد وحضوری وما ہمہ عالم حجاب آمدیم
وجز علم حصولی بحق واجب الوجود نداریم
ق فلا یزال فی حجاب لا یرفع ل یعنی
پس دایما است عالم ظلمانی ونورانی درحجاب

ظاہر ہوا اگر عالم ہے تو وہ کہاں ہے اگر تو محب
ہے تو محبوب کہاں ہے۔ سنو کہ حضرت منصور حلاج
قدس سرہ کیا فرماتے ہیں۔ جو چیز کہ مجھ کو آپ سے
آڑ کئے ہوئے ہے اُس پردہ کو اپنے لطف وکرم
سے اٹھا دیجئے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں ؎ عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی چیز
حائل نہیں ہے :: تم خود ہی اپنے حجاب ہو درمیان
سے اُٹھ جاؤ۔

ای میرے بھائی اس جگہ وجدان کا کام ہے۔ دلیل
وبرہان سے کام نہیں چلے گا معاملہ درائت کا روایت
کا نہیں ہے۔ ؎ منصور بہ سردار ایں نکتہ خوش سرآید ::
کز شافعی مپرسید امثال ایں روایت۔ یعنی حق تعالی
کو کوئی شخص جیسا کہ اُس کے جاننے اور پہچاننے کا حق
ہے نہیں جانتا اور نہیں پہچانتا جیسا کہ خود حق تعالی
اپنے کو جانتا اور پہچانتا ہے کیونکہ حق تعالی کو اپنی ذات
کا سمجھنا اور دیکھنا ذوقی اور حضوری ہے اور ہم سب
اہل عالم اُس کے لئے حجاب ہیں اور واجب الوجود
کے حق میں سوائے علم حاصل کرنے کے اور کوئی بساط
نہیں رکھتے یعنی عالم نورانی وظلمانی ہمیشہ حق تعالی کیلئے

کہ برداشتہ نشود چہ اگر برداشتہ شود
عارف ومعروف نماند یا آنکہ برداشتن
عالم بالکل وساختن آن معدوم صرف
محال مطلق است پس معرفت حق تعالیٰ
بکنہ حاصل نباشد کہ حجاب آمدیم وہمچنیں
معرفت بنفس بکنہ حاصل نیست چنانکہ
گذشت **ق** ولا یدرک فی حجاب لا یرفع
ل یعنی دریافتہ نمی شود حق تعالیٰ درحجاب
کہ برداشتہ نشود وایں قول دربعضی نسخہ
نیست **ق** مع علمہ بانہ متمیز عن موجدہ
بافتقارہ ولکن لاحظ لہ فی الوجود الذاتی
الذی للحق **ل** یعنی عالم دایما درحجاب است
باوجود آنکہ میداند عالم کہ عالم متمیز است
ازموجد عالم بمحتاج بودن آں بسوے
حق تعالیٰ ولیکن نیست مرا ورا نصیبی
از وجود ذاتی کہ مختص بجناب اوست
چہ وجود ما فائض ازجناب اوست ہرگز
ذات ما تقاضاے وجود ما نکند چوں
ذات حق تعالیٰ وہمچنیں وجوب ذاتی وآں

حجاب ہے اور وہ حجاب اُٹھایا نہیں جاسکتا کیونکہ
اگر وہ حجاب اُٹھ جائے تو عارف ومعروف نہ رہے
یا یوں کہو کہ عالم کا بالکلیہ اُٹھانا اور اُس کو معدوم
صرف کرنا محال ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ کی معرفت
کنہ سے حاصل نہیں ہوسکتی کہ ہم سب اُس کے حجاب
ہیں اسی طرح اپنے نفس کی معرفت کنہ سے حاصل
نہیں ہوسکتی ہے جیسا کہ اوپر گذرا یعنی حق تعالیٰ کے
جاننے اور دیکھنے کیلئے درمیان میں ایسے حجابات
ہیں کہ جو اُٹھائے نہیں جاسکتے۔ یہ قول بعضے نسخوں
میں نہیں ہے۔ یعنی عالم ہمیشہ حجاب میں ہے باوجودیکہ
وہ جانتا ہے کہ میرے اور میرے پیدا کرنیوالے کے
درمیان فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ عالم اپنے مبدء
اور موجد کا محتاج ہے لیکن عالم کو حق تعالیٰ کے ذات
میں سے کوئی حصہ نہیں ہے وجوب ذاتی اللہ تعالیٰ ہی
کیلئے سزاوار ہے کیونکہ ہمارا وجود اُس کے جناب سے
فیض پاتا ہے۔ ہماری ذات حق تعالیٰ کے وجوب
ذاتی کا تقاضا نہیں کرتی۔ جس طرح سے کہ حق تعالیٰ
اپنی ذات کا تقاضا نہیں کرتا جس طرح سے کہ حق تعالیٰ
اپنی ذات کا خود متقاضی ہے۔ اسی طرح وجوب ذاتی اور

Marfat.com

وجود ذاتی و وجوب ذاتی یکی است
پس عالم ہمیشہ در حجاب باشد با آنکہ
میدانیم کہ ما از و ممتازیم کہ ما محتاج اوئیم
و او مشتاق ما لیکن برای ما نصیبی از
وجوب و وجود ذاتی ہرگز نیست کہ او
واجب الوجود است و ما ممکن پس حجاب
ہرگز مرفوع نشود و ما ہرگز واجب نشویم
ق فلا یدرک ابدال یعنی پس نمی دریابد
عالم حق تعالی را ہرگز بذوق و وجدان
چہ وجود ذاتی در ما مفقود است چہ
ما نمیدانیم بذوق و وجدان ہیچ چیزے را
مگر بوجہی کہ در ما باشد پس ما عالم بحق
تعالی بوجہیہ سمع و بصر و ارادہ و علم او
ہستیم نہ بذوق و وجدان پس عالم
بحق تعالی بوجہ وجود ذاتی نیستیم و خبر نداریم
بذوق و وجدان چنانکہ میشنوی **ق**
فلا یزال الحق من ہذہ الحیثیۃ غیر
معلوم علم ذوق و شہود لانہ لاقدم للحادث
فی ذلک **ل** یعنی پس ہمیشہ حق تعالی نظر

وجود ذاتی دونوں کا مآل ایک ہے۔ عالم ہمیشہ حجاب
میں ہے باوجود اس کے ہم سب اُس سے ممتاز اور
اُس کے محتاج ہیں اور وہ ہمارا مشتاق ہے۔ لیکن
ہمارے نصیب میں کوئی حق وحصہ اُس کے وجوب
ذاتی یا وجود ذاتی سے ہرگز نہیں ہے اسلئے ہم واجب
نہیں ہو سکتے۔ یعنی عالم حق تعالی کو ذوق و وجدان
سے ہرگز ادراک نہیں کر سکتا اس وجہ سے کہ وجوب
ذاتی ہم سب میں مفقود ہے۔
ہم ذوق و وجدان سے اُس چیز کو جان سکتے ہیں کہ جو چیز
ہم میں ہے چونکہ وجوب ذاتی ہم سب میں مفقود ہے ہم سب
ذات کے اعتبار سے واجب الوجود نہیں ہو سکتے ہاں
بایں وجہ کہ جو چیز ہم میں ہے۔ پس ہم حق تعالی کے جاننے والے
اور علم رکھنے والے بوجہ سمیع و بصیر و ارادہ و علم کے اُس کے
ہیں۔ ذوق و وجدان سے اُس کے وجوب ذاتی کا علم
ہم نہیں رکھتے کیونکہ وجوب ذاتی اللہ کے لئے
خاص ہے ذات کے اعتبار سے عالم کو کچھ بھی حق
وحصہ نہیں ہے۔
یعنی حق تعالی وجوب ذاتی اور وجود ذاتی
کے نظر سے ہمیشہ غیر معلوم ہے حق تعالی کیلئے

Marfat.com

بوجوب وجود ذاتی غیر معلوم باشد
بعلم ذوق و شهود چنانکه گذشت بخلاف
علم حصول کہ ما عالم ہستیم کہ حق تعالے
واجب الوجود است و علم ذوقی نداریم
چہ بدرستیکہ نیست مر حادث را قدمی
در جناب وجود ذاتی چہ ذوق بی تعلق
بمذوق رو ننماید **ق** فما جمع اللہ لآدم بین
یدیہ الا تشریفاً و لہذا قال لابلیس ما منعک
ان تسجد لما خلقت بیدی **ل** یعنی پس جمع
نکرد اللہ تعالی مر آدم را و جامع نگردانید
او را میان دو دست خود کہ کنایت از
جمال و جلال باشد مگر بخاطر تشریف و تشرف
و مشارف ساختن او کہ بصفات جلالیہ
و جمالیہ مشرف و مشارف گردد و بایں
خلعت و تشریف کتف او مزین و مکتنف
گردانید و بنا برین کہ مر آدم را جامع ہر
دو دست خود گردانید گفت با بلیس ما
منعک تا آخر یعنی چہ چیز باز داشت
ترا ای ابلیس از سجدہ کردن و انقیاد نمودن

ہم کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب
حادث و ممکن ہیں اور حق تعالیٰ واجب الوجود ہے
یہ علم حصولی ہے ذوقی نہیں ہے۔ علم ذوقی ہم نہیں
رکھتے۔ اس لئے کہ حادث کے قدم کا وجوب ذاتی
کے جناب میں گذر نہیں ہے اس لئے کہ ذوق بے
مذوق ظاہر نہیں ہوتا اور اپنا چہرہ نہیں دکھلاتا۔
یعنی حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں یعنی جمال
و جلال کو حضرت آدم علیہ السلام میں جمع و ظاہر کیا
یہ اللہ تعالیٰ کا آدم کے حق میں لطف و کرم ہے
اور اپنے باقی مخلوق پر آدم کو شرافت بخشنا
مقصود ہے اور اپنے صفات جمالیہ و جلالیہ
سے آدم کو مشرف کرنا اُس کا مقصد اعلیٰ
ہے آدم کو صفات و کمالات جمالیہ و جلالیہ سے
حق تعالیٰ کا مشرف کرنا اس لئے ہے کہ اس
خلعت و تشریف سے اُس کا کتف مزین و
درست و آراستہ ہو جائے اس وجہ سے
حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم کو بنایا اور
پیدا کیا یعنی دونوں ہاتھوں سے آدم کو جمع کیا اور ابلیس
سے کہا کہ ما منعک تا آخر یعنی ای ابلیس وہ کونسی علت

Marfat.com

بخلیفہ من کہ پیدا کردم آنرا بدو دست
خود پس آدم را مشرف و مشارف ہر دو
دست خود کردہ بود تا این قول گفت چنانکہ
مثنوی **ق** و ما ہو الا عین جمعہ بین الصورتین
صورت العالم و صورت الحق و ہما ید الحق
ل یعنی نیست جامع بودن آدم میان دو
دست حق مگر جمع کردن آن میان دو صورت
معہود کہ صورت عالم باشد و صورت حق
و ہر دو صورت دو دست حق اند و صورت
عالم مظاہر اسماء الٰہی و عین اسماء الٰہی اندکہ
مظہر عین ظاہر است و اسماء عین مسمیٰ پس
حق کل باشد و دو دست او کنایت از کل
و چوں مظاہر عین ظواہر اند اینجا گفت
و ہما ید الحق و اگر نہ بالا گفتہ است کہ از
دو صفت جلال و جمال تعبیر کرد بدو دست
و نیز ما ہمہ عالم اوصاف اویم چنانکہ بالا
گذشت و اطلاق صورت بر غیب خصوصاً
غیب الغیب مجاز باشد برای ما کار
بحقیقت است **ق** و ابلیس جزءٌ من العالم

تھی جس کی وجہ سے تو نے میرے خلیفہ آدم کو سجدہ نہیں
کیا اور تجھ کو اُس نے سجدہ کرنے سے باز رکھا
حالانکہ میں نے اپنے خلیفہ کو اپنے دونوں ہاتھوں
سے بنایا اور صفات و کمالات جمالیہ اور جلالیہ
سے اُس کو مشرف کیا۔ یہ تمام باتیں حق تعالیٰ نے
ابلیس سے کہیں اور انھیں دونوں صفات کے ظہور
کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ابلیس پر حجت قائم کی۔
حضرت آدم علیہ السلام حق تعالیٰ کے دونوں
ہاتھوں کے جمع کرنے والے ہوئے وہ دونوں ہاتھ
حق تعالیٰ کے صورت عالم و صورت حق ہیں اور یہی دونوں
صورتیں حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہیں صورت عالم
مظاہر اسماء الٰہی و عین اسماء الٰہی ہیں اسلئے کہ مظہر عین
ظاہر ہے اور اسماء عین مسمیٰ ہیں پس کل حق ہے اور دونوں
ہاتھوں سے بھی کل ہی کی طرف اشارہ ہے۔ اور جبکہ
مظاہر عین ظواہر ہیں اس مقام پر و ہما ید الحق کہا ورنہ پہلے
اس کے حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کو صفات جمالیہ و
جلالیہ سے تعبیر کیا تھا اور ہم تمامی اہل عالم اُس کے اوصاف
ہی اوصاف ہیں جیسا کہ اوپر کہا گیا اور صورت کا اطلاق
غیب پر خصوصاً غیب الغیب پر کرنا مجاز ہے ہم کو تو

Marfat.com

لم یحصل له هذه الجمعیة ل یعنی ابلیس
جزء الیست از عالم حاصل نشد مر اورا
جمعیت آدم بلکه جزء الیست از آدم
وجزء جمعیت کل ندارد پس محاکات
ابلیس و دعوی جزئیت پیش
حضرت الحق نظر باصل اوست که
ناراست تا در برابر بود و بے حساب
چه اصل او دیدهٔ او را کور ساخت
ندید که در آدم هم صورت عالم باشد
وهم صورت حق پس آدم کل است و
ابلیس جزء او و کل عظم باشد از جزء
ببداهت عقل و نظر اول و در انفاس
الخواص باشارت در بیان ابلیس
شرح داده شد صریح در اینجا قبیح و مجمل
اینست که هر چیزیکه باز دارد ترا از حق
و یاد حق پس آن شیطان تست و در
اینجا نیز اشارتے تواں کرد که شیطان
دشمن ترین دشمنان تست که دمی از
تو جدا نشود و شب و روز بتو در باد م

حقیقت سے کام ہے اور بس۔ یعنی ابلیس عالم کا
ایک جزء ہے اُس کو آدم علیہ السلام کی ایسی جمعیت
حاصل نہ ہوئی بلکہ وہ آدم کا بھی جزء ہے اور جزء کل کی
جمعیت نہیں رکھتا۔
اسوجہ سے محاکات ابلیس یعنی دعوی جزئیت حضرت الحق
کے مواجہ میں اُس کے اصلیت کے نظر و اعتبار سے ہے
کیونکہ وہ آتش سے پیدا کیا گیا ہے اس لئے کہ برابر و بے حساب
ہوا ابلیس کے اصلیت نے اُس کو اندھا کر دیا اور اپنے
اندھے ہونیکی وجہ سے یہ نہ دیکھا اور نہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام
میں جو حق خلیفہ ہے عالم کی صوت اور حق کی صورت دونوں
ظاہر ہیں پس آدم کل ہے اور ابلیس اُس کا جزء ہے
اور کل جزء سے عقل و نظر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے
انفاس الخواص میں ابلیس کے بیان میں صحیح اور واضح
طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اس مقام پر صریح بیان کرنا
قبیح ہے۔ مجمل یہ ہے کہ جو چیز تم کو حق اور یاد حق سے
غافل کردے اور باز رکھے وہی تمہارا شیطان ہے اس
مقام پر اشارةً یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ترین
دشمن ہے کہ اک لمحہ بھی تم سے جدا نہیں ہوتا
اور دن و رات تم سے تم میں تمہارے

Marfat.com

تو بسیر کند وجز ہلاکت تراد دست ندارد سـہ
شیطنت گردن کشی بُد در لغت ؛ مستحق
لعنت آمد این صفت ؛ اسپ سرکش را
عرب شیطانش خواند ؛ نی ستوری راکہ
درمرعی بماند ق ولہذا کان آدم خلیفہ
ل یعنی ازہمیں راہ کہ آدم جامع بود میان
صورت عالم و صورت حق تعالیٰ خلیفہ
در عالم وملاذ ومستغاث وی واگر این
جمعیت دروی نمی بود شایستہ خلافت
نمی شد چوں ملائکہ چنانکہ مثنوی ق
فان لم یکن ظاہراً بصورت من استخلفہ
فیما استخلفہ فیہ فما ہو خلیفہ وان لم یکن فیہ
جمیع ماتطلبہ الرعایا التی استخلف علیہا لان
استنادہا الیہ ل قول او فان لم یکن
با متعلقات فعل شرط است و فما ہو خلیفہ
جزاء شرط و قول او وان لم یکن با متعلقات
معطوف باشد بر فعل شرط مذکور یا
بر تمام شرطیہ پس جزاء شرط محذوف باشد
بقرینہ جزاء شرط اول چنانکہ میگوئی ان

سانس کے ساتھ سیر کرتا ہے اور رسوائے تمہارے
ہلاکت کے کوئی دوسری چیز درست نہیں رکھتا
سـہ شیطان کے معنی لغت میں گردن کشی کے ہیں۔
اس وجہ سے یہ صفت مستحق لعنت ہے + سرکش
گھوڑے کو زبان عرب میں شیطان کہا ہے۔
اُس چوپایہ کو نہیں کہا جو چراگاہ میں چرتا ہے +
یعنی اس نظر سے کہ آدم علیہ السلام صورت عالم
اور صورت حق کے جامع تھے۔

عالم میں حق تعالیٰ کے خلیفہ ہوئے اور عالم کے
پشت پناہ اور فریاد کے سننے والے ہوئے اگر
یہ جمعیت حضرت آدم میں نہ ہوتی تو خلافت
کے لائق نہ ہوتے۔ جیسے کے فرشتے کہ اُن میں
جمعیت الٰہیہ نہیں تھی مستحق خلافت حق تعالےٰ
نہ ہوئے۔

Marfat.com

قدم ابنی من اسفر فعیدی ہذا حروان
قدم صدیقی د قول اولان استنادہا الیہ
وجہ است مر طلب کردن رعایا را کہ طلب
کنند مطالب خود را از پیش خلیفہ یعنی پس
اگر نباشد آدم ظاہر بصورت کسیکہ خلیفہ گرفتہ
است آنرا کہ حق تعالیٰ باشد در چیزے کہ
خلیفہ گرفتہ باشد دراں پس نیست آدم
خلیفہ و اگر نباشد در آدم جمیع چیزیکہ طلب
کند آنرا رعایا کہ آن خلیفہ است برآنہا چہ
استناد در جوع رعایا بسوے خلیفہ
باشد و ضروری است کہ از خلیفہ حوایج
خود طلب نمایند پس آدم خلیفہ نباشد
یعنی حق تعالیٰ خلیفہ خود گرفت آدم را
بر عالم در اسمار صفات جمالی و جلالی
خود کہ ہرچہ عالمیان بخواہند وہر چیزے کہ
ایشان مستحق آن باشند آنرا بعالمیان رساند
پس ضرور است کہ بصفات حق موصوف باشد
وآنچہ رعایا یافتہ اند وخواہند یافت باخلیفہ
باشد پس ضرور شد کہ خلیفہ جامع باشد

یعنی اگر آدم علیہ السلام حق کی صورت پر عالم میں ظاہر نہ
ہوتے اور اگر وہ تمام امور آدم علیہ السلام میں نہ ہوتے کہ
جن امور پر حق تعالیٰ نے آدم کو خلیفہ بنایا ہے اور اگر
اُن میں وہ سب چیزیں نہ ہوتیں جن کو رعایا خلیفہ سے
طلب کرتی ہیں تو کبھی بھی اُن رعایا کی نسبت اُس خلیفہ
کی طرف صحیح نہ ہوتی کیونکہ استناد در جوع رعایا کا خلیفہ
کی طرف ہے۔ اور ضروری ہے کہ رعایا خلیفہ سے اپنی
اپنی ضروریات طلب کریں۔ پس آدم خلیفہ نہیں ہے۔
یعنی حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے تمامی اسماء و
صفات جمالی و جلالی کے ساتھ عالم میں اپنا خلیفہ بنایا
تاکہ عالم والے جو کچھ چاہیں اور ہر وہ چیز کہ
جس کے یہ لوگ مستحق ہوں اس کو خلیفہ عطا کرے
اور پہنچا دے۔ خلیفہ حق تعالیٰ کو صفات
حق تعالیٰ سے متصف ہونا ضروری ہے۔ جو کچھ
کہ رعایا نے پایا یا پاویں گے وہ سب خلیفہ کے
پاس اور اُس کے قبضہ قدرت میں ہونا چاہیے
اور ہے۔ پس ضروری و لازمی ہے کہ حق تعالیٰ
کا خلیفہ حق اور عالم کی صورت کا جامع ہے۔

Marfat.com

میان صورت عالم وصورت حق تعالیٰ
ق فلا بدان یقوم بجمیع ماتحتاج الیہ والا
فلیس بخلیفۃ علیہم ل یعنی پس ناچاراست
وضروری کہ قیام نماید ومرحمت فرماید خلیفہ
برعایا جمیع چیزیکہ بوے محتاج باشند
پس صورت عالم در خلیفہ باشد واگر قائم
نشود بہ آداء حاجت رعایا پس خلیفہ نیست
برعایا کہ شان خلیفہ ادای حقوق رعایا
است ق فاصحت الخلافۃ الاللانسان
الکامل فانشا صورت الظاہرۃ من
حقائق العالم وصورہ وانشا صورتہ الباطنۃ
علی صورتہ تعالیٰ ل یعنی پس صحیح ومستقیم
نشد حق تعالیٰ مگر مرانسان کامل راکہ
..ردے صورت عالم باشد وصورت
حق تعالیٰ چوں محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پس پیدا کرد وگردانید حق تعالیٰ
صورت ظاہر انسان کامل را از حقائق
وصورتہاے عالم صورت ظاہر انسان
کامل صورت عالم آمد وپیدا کرد صورت

پس لازمی اور ضروری ہے کہ رعایا کو وہ تمام چیزیں
کہ جس کی رعایا کو محتاجی ہو خلیفہ مرحمت فرماوے۔
پس عالم کی صورت خلیفہ میں موجود ہونا ضروری
ہے۔ اور اگر رعایا کے حاجات ادا اور پورا کرنے میں
قائم نہ ہوا اور قاصر رہا تو وہ خلیفہ نہیں ہے اس لئے
کہ خلیفہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ رعایا کے حقوق کو ادا
کرے پس خلافت حق تعالیٰ کی انسان کامل کے لئے
راست و درست ہے کہ وہ حق تعالیٰ اور عالم کی
صورتوں کا جامع ہے جیسے کہ حضور پر نور صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں۔ پس پیدا کیا حق تعالیٰ نے انسان
کامل کے ظاہر صورت کو عالم کے حقائق اور
صور پر۔

پس انسان کامل کی ظاہر صورت عالم کی صورت
پر ہے اور انسان کامل کی باطن صورت کو اپنے
صورت پر پیدا کیا۔

Marfat.com

باطن انسان کامل را بر صورت خود عز شانہ
وجل برہانہ پس صورت انسان صورت
حق آمد پس او جامع باشد میان صورت
عالم و صورت حق تعالیٰ بدانکہ ظاہر
مطلق است و ظاہر مضاف و ہمچنیں
باطن پس ظاہر مطلق عالم اجسام است
و باطن مطلق ذات الٰہی و صفات او
و ظاہر مضاف و باطن مضاف عالم
ارواح باشد کہ نظر بظاہر مطلق باطن
است و نظر بباطن مطلق ظاہر ہو الاول
و ہو الآخر و الظاہر و الباطن ق ولذالک
قال فیہ کنت سمعہ و بصرہ و ما قال کنت
عینہ و اذنہ فنفرق بین الصورتین ل
یعنی بنا برین کہ پیدا کرد حق تعالیٰ صورت
باطن انسان کامل را بر صورت خود نہ صورت
ظاہر وے را گفت در حق آن انسان
کنت سمعہ و بصرہ یعنی ہستم من سمع
انسان کامل کہ بندہ متقرب باشد
بسوی من و بصر آن یعنی شنوائی و بینائی

اس وجہ سے انسان کامل کی باطنی صورت حق
کی صورت پر آئی پس انسان کامل صورت حق
اور صورت عالم کا جامع ہے۔ جانو کہ ظاہر مطلق
ہے اور ظاہر مضاف ہے اور اسی طرح باطن مطلق
ہے اور باطن مضاف ہے ظاہر مطلق عالم اجسام
اور باطن مطلق ذات الٰہی اور اُس کے صفات
ظاہر مضاف اور باطن مضاف عالم ارواح
ہے کہ ظاہری نظر سے باطن مطلق ہے اور باطن
کے نظر سے ظاہر مطلق ہے وہی اول ہے وہی
آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ یعنی
اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ نے انسان کامل کے
باطنی صورت کو اپنی صورت پر بنایا ہے اور
ظاہری صورت کو اپنی صورت پر نہیں بنایا ہے
انسان کے حق میں فرمایا ہے کہ میں اُس کی
شنوائی ہوں اس لئے کہ وہ میری طرف
متقرب ہے اور میں اُس کی بینائی ہوں یعنی
سننے والی اور دیکھنے والی جو قوت کہ انسان
میں ہے اُس کے فرمایا کہ وہ میں ہوں اسلئے
کہ وہ میری طرف متقرب ہے یہ نہیں

Marfat.com

انسان کامل ام وسامعه و باصره و نه گفت
کنت عینه وادنه یعنی هستم من چشم وگوش
او که هر دو ظاهر اند: البته بصر و سمع پس
فرق کرد حق تعالیٰ میان صورت ظاهر
وصورت باطن که خود صورت باطن انسان
کامل است نه صورت ظاهر اگرچه ظاهر
عین مظهر باطن باشد ق وهکذا هو فی
کل موجود من العالم بقدر ما تطلبه
حقیقة ذلک الموجود لکن لیس لاحد
مجموع ما للخلیفة فما فاز الا بالمجموع
ولولا سریان الحق فی الموجودات
بالصورت ماکان للعالم وجود ل
یعنی همچنیں حق تعالیٰ در هر موجوداست
از موجودات عالم لیکن بحسب طلب
حقیقة هر موجود واستعداد وقابلیت
آن چه اگر باطن هر موجود صورت حق
تعالیٰ نباشد آن موجود موجود نباشد
چنانکه عنقریب مثنوی انشاء الله
تعالیٰ العزیز لیکن نیست مر هیچ یکی را

کہا کہ میں اُس کا کان ہوں اور اُس کی آنکھ
ہوں۔ آنکھ وکان ظاہر ہیں سننے اور دیکھنے
کے آلات ہیں۔

حق تعالیٰ نے انسان کامل کے ظاہری صورت
اور باطنی صورت میں فرق کیا ہے اس وجہ سے
کہ باطنی صورت حق کی صورت ہے ظاہری
صورت حق کی صورت نہیں ہے اگرچہ ظاہر عین
مظہر باطن ہے یعنی اسی طرح حق تعالیٰ عالم کے
ہر موجودات میں موجودات کے حقیقت
وقابلیت واستعداد کے اقتضاد کے موافق
موجود وظاہر ہے۔ کیونکہ اگر باطن ہر موجود
کا حق تعالیٰ کے صورت پر نہ ہوتا تو کسی
موجود کا وجود ہی نہ ہوتا اور کوئی موجود
ظاہر نہ ہوتا لیکن سوائے انسان کامل کے

Marfat.com

ازغیر خلیفہ مجموع چیزے کہ مر خلیفہ را
باشد پس فایز نشد و ظفر نیافت
خلیفہ مگر مجموعے صورت حق و صورت
خلق و بجامع شدن درمیان جمیع اسماء
الٰہی و حقائق کونی بخلاف غیر خلیفہ کہ
فایز نیست و ظفر نیافت مگر بہ بندی
از حقائق الٰہی و نیامد او مگر مظہر اسمی از
اسماء الٰہی مقتضی آن ہمانست و خلیفہ
مظہر ذات آمد کہ جامع جمیع اسماء و
صفات است مقتضاے حقیقۃ خلیفہ
چنین بود چنانکہ اشارت کرد بقول
خود بقدر ما تطلبہ حقیقۃ ذلک
الموجود و براے دفع توہم تساوی
خلیفہ و ہر موجود کہ ناشی شد از قول
شیخ قدس سرہ کہ و ہکذا ہو فی کل
موجود من العالم باشد گفت لکن
لیس لاحد آہ و قول او فما فاز الا
بالمجموع بر ظاہر خود است چنانکہ در
تجلیۃ الفصوص گفتہ شد و نیز تواند بود

جو حق تعالیٰ کا خلیفہ۔ عالم کے کسی موجودات
میں حق تعالیٰ کا مجموعی ظہور نہیں ہے اور مجموع
صفات الٰہیہ سے سوائے آدم علیہ السلام کے
اور کوئی دوسرا فائض نہیں ہوا ہے۔ انسان
کامل جو کہ حق تعالیٰ کا خلیفہ ہے اسی صورت
حق و صورت عالم کے مجموعیت سے اور تمام
اسمار الٰہیہ اور حقائق کونیہ کا احاطہ و جمع کرنے
سے تمام مخلوقات پر فتح پائی اور مقام عالی
پر سرفراز ہوا کہ اُس مقام پر حق تعالیٰ کے
کسی مخلوق کی گذر نہیں ہے بخلاف غیر خلیفہ کے
کہ اُس کے اندر جمعیت نہیں ہے۔ نہ تو
اُس نے فتح پایا نہ مقام عالی پر پہنچا جو حقائق
کہ مرتبوں کے اندر تھے اُسی حساب سے اسمار الٰہی
کے کسی نہ کسی اسم کے مظہر تھے۔ فرشتوں کے نشارت
و استعداد کا یہی تقاضا تھا کہ وہ حق تعالیٰ کے کسی
نہ کسی اسم کے مظہر ہوں اور خلیفہ یعنی انسان اُس کے
ذات کا مظہر ہے جو کہ جامع جمیع اسمار و صفات ہو۔
جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے اپنے قول میں اشارہ کیا
ہے ماتطلبہ حقیقۃ ذلک الموجود۔ خلیفہ اور ہر موجود

Marfat.com

که بگوی که فایز و مستحق نشد انسان کامل
بخلافت مگر بسبب مجموع و محرز خود
و غیر او ازیں مجموعه محروم است اگرچه
از فیض او بی بهره نباشد چنانکه گفت
ولولا سریان الحق آخره یعنی اگر نبودے
سریان حق تعالی بصورت و هویة در
جمیع موجودات نمی بود مر عالم را وجود
و هستی چه وجود و هستی مر حق راست و بس
دیگری نظر بذات خود وجودے ندارد
و مارا موجود از آن میگویند که بوجود او
متعلق ایم چنانکه زید را مضروب از آن
میگویند که متعلق است بضرب ضارب
و حل این مطلب در ترجمة الکتاب واقع
شده است فارجع الیه ان رغبت
و سریان در ینجا حقیقت خود نیست
و اگر نه حلول لازم آید و این کفر است
ق کما انه لولا تلک الحقائق المعقولة
الکلیة ما ظهر حکم فی الموجودات العینیة
ل یعنی چنانکه بدرستیکه اگر نبودندے

کی برابری کا توہم ہو کہ شیخ قدس سرہ کے قول سے ظاہر
ہوتی ہے اور وہ قول وہکذا ہو فی کل موجود من العالم ہے
اُس توہم کو دفع کرنے کیلئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ولکن
لیس احداہ اور قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ فمازالا بالمجموع
ظاہر پر اپنے ہے۔ جیسا کہ تجلیۃ الفصوص میں بیان ہوا ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسی مجموعیت کے سبب انسان کامل
خلافت کے منصب عالی پر فائز ہوا۔ فرشتوں کیلئے یہ مجموعیت
نہیں تھی اس وجہ سے حق تعالی کے خلیفہ نہ ہوئے اگرچہ
تمامی مخلوقات اللہ تعالی کے فیض سے محروم نہیں ہے۔
جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ ولولا سریان الحق الی
آخرہ۔ یعنی اگر حق تعالی کا سریان تمام موجودات کے
حقیقت و ہویت میں نہ ہوتا یا یوں کہو حق تعالی تمام
موجودات کی حقیقت و ہویت نہ ہوتا تو تمام موجودات
عالم کا وجود و ظہور نہ ہوتا اسواسطے کہ عالم کی وجود و ہستی
حق کی وجود و ہستی اور کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔ ہم کو
موجود اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ہم واجب الوجود سے تعلق رکھتے
ہیں۔ جیسے کہ زید کو مضروب اسوجہ سے کہتے ہیں کہ مارنیوالے
کے ضرب سے متعلق ہے اس مطلب کا حل ترجمۃ الکتاب
میں کیا گیا ہے اگر تم کو اُس کی تلاش اور رغبت ہے تو اُسکو دیکھو۔

Marfat.com

حقائق معقولہ کلیہ کہ مذکور شدہ اند سابق ظاہر نمی شد حکمی در موجودات خارجی

اس جگہ سریان حق تعالیٰ کا اپنے حقیقت پر نہیں ہے ورنہ حلول لازم آویگا اور یہ کفر ہے۔

چنانکہ بالا گذشت یعنی مر ہیچ موجودے رابی سریان حق در وے وجودے نمی باشد چنانکہ اگر حقائق معقولہ کلیہ نباشد در موجودات عینی حکم ثابت نشود و بر ہیچکس حکم بعالم نکنم و قادر نگویم و مکون نخوانم و رزاق و غفار نگویم پس اسماء حق تعالیٰ ظاہر نشوند

یعنی اگر حقائق معقولہ کلیہ نہ ہوتے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے تو کسی موجودات کا ظہور و وجود ہی نہ ہوتا یعنی بغیر سریان حق کے کوئی موجود موجود نہیں ہوسکتا جس طرح سے کہ اگر حقائق کلیہ معقولہ نہ ہوتے تو موجودات عینیہ میں کوئی حکم ثابت نہ ہوتا اور کسی پر عالم کا حکم نہ ہوسکتا اور کسی کو قادر و مکون نہ کہتے اور رزاق و غفار نہیں کہہ سکتے اور اسماء حق تعالیٰ ظاہر نہ ہوتے۔

ہمچنیں اعیان ثابتہ کہ مراد راست وجود عینی و قابل فیض حق تعالیٰ امور معقولہ کلیہ اند چنانکہ گفت سابق بل ہو عینہا پس اگر موجود عینی نباشد ہم حق ظاہر نشود مثلاً اگر مرزوق نباشد اسم رزاق ظاہر نگردد و اگر عاصی نباشد غفار و منتقم و قہار پیدا نشود فارتبط الکل بالکل

اسی طرح اعیان ثابتہ کو کہ اُس کو وجود عینی بخشنے والے اور قابل قبول فیض حق تعالیٰ کرنیوالے امور کلیہ معقولہ ہیں جیسا کہ پہلے کہا جاچکا بل ہو عینہا پس اگر موجود عینی نہ ہوں حق تعالیٰ بھی ظاہر نہ ہو مثلاً اگر مرزوق نہ ہو اسم رزاق بھی ظاہر نہ ہو۔ اگر عاصی نہ ہو غفار و منتقم و قہار اسماء الٰہیہ پیدا و ظاہر نہ ہوں۔ پس کل کا کل سے ارتباط ہے۔

پس حق تعالیٰ در ظہور اسماء نظری بخلق دارد چنانکہ در وجود خود نگاہ دارد بحق در ینجا حافظ شیرازی فغانے دارد

حق تعالیٰ اپنے اسماء و صفات کے ظہور میں خلق کی طرف نظر رکھتا ہے جس طرح سے خلق اپنے وجود و ہستی میں حق کی طرف نگاہ رکھتا ہے۔ اس جگہ حافظ شیرازی فغاں کرتے ہیں

Marfat.com

وبیخواند سایہ معشوق گرافتاد برعاشق چہ شد :: ما باو محتاج بودیم او بما مشتاق بود ق ومن ہذاہ حقیقتہ کان الافتقار من العالم الی الحق فی وجودہ ل یعنی ازیں حقیقت و ازیں امر کہ ہیچ موجودے بی سریان حق تعالےٰ موجود نشود متحقق شد افتقار و احتیاج عالم در وجود بسوی حق نہ در ذات کہ اعیان بجعل جاعل نیستند اگرچہ فایض باشند از حق تعالیٰ بفیض اقدس ق فالکل مفتقر وما الکل مستغن :: ہذا ہو الحق قد قلناہ لانکنی ل نکنی) از کنایت است بمعنی ستر یعنی پس ہر واحد از واجب و ممکن مفتقر و محتاج اند بدیگرے و نیست ہیچ یکی از دیگرے مستغنی چنانکہ گذشت و آنچہ میگویم ہمین حق است و حقیق بقبول کہ تحقیق [illegible] آنرا و پوشیدہ نبود ارم [illegible] ان حقیقت حال

اور فرماتے ہیں ~ اگر معشوق کا سایہ عاشق پر پڑے تو کیا حرج ہے :: عاشق معشوق کا محتاج ہے اور معشوق عاشق کا مشتاق ہے ۔

یعنی اس حقیقت و حکم سے کہ بغیر سریان حق تعالیٰ کے کوئی موجود موجود ہی نہیں ہوتا عالم کا افتقار اور احتیاج اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کی طرف متحقق ہوا کیونکہ بنانے والے کے بنانے سے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے فیض پانے والے ہیں ۔

لانکنی کنایت سے ہے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ۔ پس ہر ایک واجب اور ممکن مفتقر و محتاج ایک دوسرے کے ہیں اور کوئی مستغنی ایک دوسرے سے نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا اور جو کچھ میں کہتا ہوں یہی حق ہے اور قبول کرنے کے لائق ہے ۔ اس کو [illegible] کے ساتھ میں نے کہا ہے تم سے چھپا [illegible] ہے کہ حقیقت حال کا چھپانا [illegible] جو اس کا اہل ہے بات [illegible] ہے اس سے کرنا اہل پر [illegible] کیا جائے [illegible] کہ اس حکم کا

Marfat.com

براہل شنیع تر باشد از کشف آن بر نا اہل
چنانکہ کشف اینحکم در انفاس الخواص واقع
شدہ است و اتفاع مستغنی مر مذہب
اہل کوفہ است کہ شیخ قدس سرہ مایل
بآنست ق فان ذکرت غنیا لا افتقار لہ
فقد علمت الذی بقولنا نعنی ل یعنی ایں
قول دفع توہم است کہ حق تعالیٰ غنی است
بذات خود پس افتقار او بسوئے ما چگونہ
است یعنی پس اگر ذکر کنی تو ای سلیم القلب
و بگوی کہ حق تعالیٰ غنی است و ہیچ چیز محتاج
نہ چہ جائے چیزیکہ خود محتاج باشد بحق پس
بگوئیم کہ بتحقیق دانستی آنچہ مراد ما از قول
ما است یعنی مراد ما آنست کہ او محتاج است
بما در ظہور احکام و اسما چنانکہ گذشت چنانکہ
بے انتقام منتقم نشود بی عاصی ہم منتقم نشود
پس حکم بانتقام و منتقم پیدا نشود و ایں
منافی غنا، حق نبود چہ غنا او نظر بوجود
وی است ق فالکل بالکل مربوط فلیس
لہ عنہ انفصال خذوا ما قلتہ عنی ل یعنی ہر واحد

کشف انفاس الخواص میں کیا گیا ہے۔ ارتفاع
مستغنی مذہب اہل کوفہ ہے اور شیخ قدس سرہ
اُسی طرف مائل ہیں۔
پس اگر ذکر کرے تو ای سلیم القلب اور کہے کہ
حق تعالیٰ غنی ہے اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے
جبکہ شی خود ہی حق کی محتاج ہے تو حق تعالیٰ شی کا
محتاج کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں
ہم کہیں گے کہ جو کچھ ہماری مراد ہے اُس کو تم نے
جانا اور سمجھا ہماری مراد اس قول سے یہ ہے۔ کہ
حق تعالےٰ ہمارا محتاج اپنے اسماء کے
ظہور کے احکام میں ہے۔ جیسا کہ کہا گیا
اُس کو اس طرح سمجھو کہ حق تعالیٰ بغیر
انتقام منتقم نہیں ہو سکتا اور بغیر عاصی کے
گناہ بخشے غفار نہیں ہوگا۔ بغیر عاصی اور
و انتقام کے حکم منتقم اور غفار کا ظاہر
نہیں ہو سکتا اور یہ حق تعالےٰ کے غناء
کے منافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ حق
تعالیٰ اپنے وجود کے نظر و اعتبار سے
غنی ہے یعنی ہر ایک حق و خلق ایکدوسرے سے

Marfat.com

از حق و خلق ہر واحد مربوط است و مرتبط
بجہات مختلفہ یعنی ہر یکی ازیں دو یار بدیگری
مرتبط است و متصل پس نیست مر ہیچ یکی
را از دیگری انفصال و جدائی و چوں انحکم
غریب بود وصیت نمود با خذ وے و گفت
خذوا تا آخر یعنی بگیرید ای طالبان حق
و معرفت از من چیزے کہ گفتم اما ازیں
روے کہ منم بلکہ ازیں روے کہ مترجم
رسول خدا ام و رسول خدا مترجم خدا است
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ قل ان
کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ماینطق عن الھوی علمہ شدید القوی ق
فقد علمت حکمۃ نشاۃ جسد آدم اعنی
صورتہ الظاہرۃ و قد علمت حکمۃ نشاۃ
روح آدم اعنی صورتہ الباطنۃ فھو الحق
والخلق ل یعنی پس تحقیق دانستی از انچہ
گذشت حکمت و معرفت نشاء جسد آدم
علیہ السلام یعنی حکمت صورت ظاہر او
و بتحقیق دانستی حکمت و سر نشاء روح

بجہات مختلفہ مرتبط اور مربوط ہیں یعنی یہ دونوں
یار ممکن اور واجب ایک دوسرے سے ربط اور
ارتباط پائے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کو دوسرے سے
کسی حالت میں جدائی اور انفصال نہیں ہے۔
چونکہ یہ حکم غریب اور نادر تھا اس کے لے لینے اور
قبول کرنے کی وصیت کی اور فرمایا خذوا تا آخر۔
یعنی اے طالبان حق و معرفت جو کچھ میں نے
تم سے کہا ہے اس کو مجھ سے لیلو اور اپنے دامن
کو حکمت و معرفت کے مغز سے بھر لو۔ اس نظر
سے نہیں کہ یہ حکم میرا ہے بلکہ اس نظر و جہت
سے قبول کرو کہ میں مترجم رسول خدا ہوں اور
رسول خدا مترجم خدا کے ہیں۔ تحقیق جس نے
رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی
اطاعت کی۔ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اُن سب سے کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم کو
دوست رکھے تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست
رکھے گا۔ اور نہیں کلام کیا تم نے خواہش نفس
سے۔ علم دیا ہے سخت قوتوں والے نے۔
یعنی جو کچھ کہ حکمت و معرفت جسد آدم کی بیان

Marfat.com

آدم علیہ السلام یعنی صورت ظاہر
او از عالم است و صورت باطن
او صورت حق ود ر بعضی نسخہ
بجاے روح آدم روحانیۃ آدم
است پس آدم حق باشد بباطن
خود و خلق بظاہر خود و این ہمہ ظاہر
است از بیان ما سبق ود ر بعضی
نسخہ خلق بدون واو عطف است
پس برین تقدیر خلق جزء از خبر
باشد **ق** و قد علمت نشاۃ رتبتہ
وہی المجموع الذی بہ استحق الخلافۃ
ل یعنی بتحقیق دانستی نشاۃ رتبہ
آدم و آن مجموع است کہ بوے
مستحق و سزاوار خلافت و نیابت
حق تعالیٰ شد چنانکہ گذشت کہ اگر
خلیفہ بصورت مستخلف نباشد
خلیفہ نیست و ہمچنین اگر در خلیفہ
جمیع چیز یکہ مطالب مستخلف علیہ
اند نباشد خلیفہ نباشد پس خلیفہ

کی گئی اُس کو تم نے جانا۔ یعنی اُس کے ظاہری
صورت کے حکمت اور روح آدم علیہ السلام
کے حکمت ومعرفت وسر کو تم نے سمجھا۔
وہ حکمت اور معرفت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام
ظاہری صورت عالم کی صورت اور باطنی صورت
حق کی صورت ہے۔ اور بعضے نسخوں میں روح
آدم کے بجاے روحانیت آدم ہے۔ یعنی آدم
اپنے ظاہری صورت سے خلق اور باطنی صورت
سے حق ہے۔ اور یہ سب پہلے بیان کیا جا چکا ہے
اور بعضے نسخوں میں خلق بدون واوٴ عطف
کے ہے ایسی صورت میں خلق خبر بعد خبر کے ہے۔

یعنی تحقیق تم نے آدم کے رتبہ کو جانا کہ
وہ جامع ہے اور جمعیت رکھتا ہے اور
اسی جمعیت کی وجہ سے حق تعالیٰ کے
نیابت اور خلافت کا مستحق ہوا کیونکہ
اگر خلیفہ مستخلف کے صورت پر نہ ہو تو وہ
خلیفہ نہیں ہو سکتا اور اسی طرح اگر خلیفہ میں وہ تمام
صفتیں نہ پائی جائیں جو مستخلف میں ہیں تب بھی

Marfat.com

جامع باشد تا اخذ او از حق تعالےٰ
نظر بنشار روحانی باشد و تبلیغ او
بسوے خلق نظر بنشار جسمانی پس با
حق است و با خلق نے حق باشد
و خلق چنانکہ گذشت گفتہ است
باری تعالیٰ و لو جعلناہ ملکا لجعلناہ
رجلا و لبسنا علیہم ما یلبسون اینجا
کمال انسان و قیمت لباس فاخر او
کہ بدن باشد دریاب و ما قدر اللّٰہ
حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللّٰہ علیٰ
بشر من شی و در اینجا کمال دیگر است
مر انسان را چنانکہ فقیر در انفاس خواص
ذکر کردہ است و مرتبہ انسان را
در ترجمۃ الکتاب بیان نمودہ ق
فادم ہو النفس الواحدۃ التی خلق
منہا ہذا النوع الانسانی ل یعنی پس
آدم کہ خلیفہ حق باشد در زمین آن
نفس واحد است کہ خلق وایجاد
کردہ شد از وی نوع انسانی یعنی

خلیفہ نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے خلیفہ۔ حق تعالیٰ سے
حق تعالیٰ کے احکام کو باطنی اور روحانی قوت سے
اخذ کرتا اور لیتا ہے (یہ مقام ولایت کا ہے جو کہ
نبوت کا باطن ہے) اور جسمانی نشارۃ کے نظر وجہت
سے حق تعالیٰ کے احکام خلق کو پہنچانا اور تبلیغ احکام
کرنا یہ مقام رسالت کا ہے۔
پس خلیفہ حق اور خلق دونوں کے ساتھ ہے نہ
تو وہ حق ہے نہ خلق ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔
اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تحقیق اگر ہم فرشتہ کو
رسول بناتے تو اُس کو بھی انسان کا لباس
پہناتے یہ لباس فاخرہ یعنی جسم کا لباس انسان
ہی کے لئے بنا تھا اُس کو اُس نے پہن لیا
اس مقام پر انسان کے کمال اور اُس لباس
فاخرہ کی قیمت جو کہ اُس کا جسم ہے سمجھو نہیں
قدر کیا اللّٰہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے جبکہ
کہا اُن لوگوں نے کہ بشر پر اللّٰہ تعالیٰ نے
کوئی شی نازل نہیں کیا اس جگہ پر انسان کا کمال
جمال دوسرا ہے جیسا کہ انفاس الخواص میں ذکر کیا
گیا ہے اور رتبہ انسان کا ترجمۃ الکتاب میں بیان کیا

Marfat.com

ابتدا پیدا کردن نوع انسانی از آدم
باشد پس آدم درین نوع داخل باشد
و مراد از آدم آدم عنصری است کہ
ہمیں است ظاہری از سیاق وسباق
و مطابق فتوحات ونقش الفصوص
آرے اینجا رمزے واشارتے است
کہ عنقریب گفتہ خواہد شد انشاء اللہ
العزیز و تواند بود کہ مراد حقیقت
محمدی باشد ونفس کلی بے تکلف
درمنہا درست گردد وہو قولہ تعالیٰ
یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم
من نفس واحدہ وخلق منہا زوجہا
وبث منہما رجالاً کثیرا ونساء یعنی آنکہ
گفتم کہ آدم خود ہماں نفس واحدۃ است
کہ ازاں پیدا کردہ شد نوع انسانی
قول حق تعالیٰ است و مستفاد ازاں
قول کہ یا ایہا الناس اتقوا باشد
تا آخر یعنی ای گروہ مردم تقوی
بکنید مر رب خود را کہ پیدا کردہ است

گیا ہے۔
یعنی آدم علیہ جو کہ زمین پر حق تعالیٰ کے خلیفہ ہیں وہی
ذات واحد ہے کہ جس سے نوع انسانی ایجاد و پیدا
ہوئی۔ یعنی نوع انسانی کے پیدا ہونیکی ابتدا آدم سے
ہے اور وہ آدم اس نوع انسانی میں داخل ہے۔ اور
آدم سے مراد آدم عنصری۔ سیاق وسباق مطابق
فتوحات ونقش النصوص سے یہی ظاہر ہے۔ ہاں
اس مقام پر رمز واشارہ ہے جو عنقریب ظاہر کیا جائیگا
انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہو سکتا ہے کہ اُس سے مراد
حقیقت محمدی ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نفس کلی
بے تکلف منہا میں درست ہے اور یہ قول حق تعالیٰ کا ہے۔
یا ایہا الناس اتقوا ربکم خلقکم من نفس واحد منہا
وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیر ونساء۔
یعنی ہم نے جو یہ کہا کہ آدم خود وہ نفس واحد ہے
کہ اُس سے نوع انسانی پیدا کئے گئے تو ہمارا اس
طرح کہنا اللہ تعالیٰ کے قول سے مستفاد ہے جو کہ
یا ایہا الناس اتقوا الیٰ آخرہ ہے۔
یعنی ای گروہ آدمیوں کے ڈرو اپنے پروردگار سے
کہ تم کو ذات واحد سے پیدا کیا ہے اور

Marfat.com

شما را از ذات واحد و پیدا کرد از وے زوجہ او و ظاہر و پراگندہ گردان از ہر دو مردان بسیار و زنان بسیار را پس ذات واحد آدم صفی باشد صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ و خلق منہا زوجہا تا آخر بیان کردن است از آں ذات واحد و زوجہ او کہ حضرت حوا باشد و باقی ہمہ ظاہر است

اُس سے اُس کے زوجہ کو پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت مردوں اور عورتوں کو ظاہر کیا پس وہ ذات واحد حضرت آدم صفی اللہ کی ہے صلوٰۃ اللہ وسلامہ۔ وخلق منہا زوجہا تا آخر قول میں اُس کے زوجہ حوا اور ہم سب کے پیدا کرنے کا حال ہے۔ اور باقی ظاہر ہے۔

بدانکہ چوں مر خلیفہ حقیقی را در ہر عالم مظہرے ہست چنانکہ مر اصل او را پس تواند بود کہ آدم حضرت الجبروت روح کلی باشد کہ مسمی است بعقل اول و زوجہ او نفس کلی است کہ تحقق و ثبوت یافتہ است از ضلعہ الیسری آنکہ در جانب خلق باشد ضلع یمنی کہ او جانب حق است و رجال کثیر و نسا کثیر عقول و نفوس مجردہ اند

جاننا کہ خلیفہ حقیقی کے لئے ہر عالم میں ایک مظہر ہے جیسا کہ اُس کے اصل کے لئے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدم حضرت جبروت روح کلی ہو کہ جو عقل اول کا مسمی ہے اور اُس کی زوجہ نفس کلی ہے۔ اُس کا ثبوت اور تحقق بائیں پسلی سے ہے اور بائیں پسلی خلق کی طرف ہے۔ بخلاف دائیں پسلی کے کہ وہ حق کی طرف ہے اور رجال کثیر و نسا ء عقول اور نفوس مجردہ ہیں۔

و آدم حضرت الملکوت نفس کلی باشد کہ جمیع نفوس جزئیہ ملکوتیہ ناشی از و اند و زوجہ او طبیعت کلی کہ در اجسام باشد و رجال کثیر نفوس ناطقہ مجردہ اند

اور آدم حضرت الملکوت نفس کلی ہیں کہ تمام نفوس جزئیہ وملکوتیہ اس سے نکلے [illegible] اور زوجہ اس کی طبیعت کلی جو کہ اجسام [illegible] اور رجال کثیر نفس ناطقہ مجردہ [illegible]

Marfat.com

ونسار کثیر نفوس منطبعہ وباقی قوی ق
نقولہ اتقوا ربکم اجعلوا ما ظہر منکم وقایۃ لربکم
واجعلوا ما بطن منکم وہو ربکم وقایۃ لکم
فان الامر ذم ومدح ل چوں ذکر کرد
شیخ قدس سرہ آیۃ مذکورہ برائے استشہاد
قصہ سابق کہ آدم آن نفس واحد است
کہ ازوی ظہور یافتہ است نوع انسانی
ومعنی ظاہر آیۃ مذکورہ ظاہر است خواست
کہ بیان کند بطن وباطن آیۃ مذکورہ
چہ ہر قرآن را ظہر است وبطن وہر بطن
آن را بطنی است تا ہفت بطن تا طالبان
حق تعالی صاحب ادب باشند فان
ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ پس گفت
نقولہ اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی پس قول
باری تعالی کہ اتقوا ربکم باشد معنی آن
اجعلوا ما ظہر منکم است تا آخر یعنی بگردانید
چیزے را کہ باطن است از شما کہ رب شما
باشد وقایۃ وحافظ چہ بدرستیکہ
مردے کارے کہ از شما صادر می یابد

منطبعہ اور باقی قوی ہیں۔

یعنی جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ حضرت آدم علیہ السلام
کے قصہ سابق میں یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ آدم ہی وہ
نفس واحد ہے کہ جس سے نوع انسانی نے ظہور پایا
ہے۔ آیت مذکورہ کی ظاہری معنی ظاہر ہیں۔ آیت مذکور
قصہ سابق کے شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ آیت مذکور
کے معنی صاف اور ظاہر ہیں۔ اس کے بعد شیخ قدس
سرہ آیت مذکور کا بطن باطن بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ
قرآن کیلئے ظاہر ہے اور باطن ہے اور اس کے
باطن کا بھی باطن ہے یہاں تک کہ قرآن کے سات بطن ہیں۔
اسلئے کہ حق تعالیٰ کے طلبگار بندے باادب ہوں فان
ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ۔ پس شیخ قدس سرہ فرماتے
ہیں اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی قول باریتعالیٰ جو کہ اتقوا ربکم
ہے۔ اس کے معنی اجعلوا ما ظہر منکم تا آخر ہے۔ یعنی اس چیز
کو جو کہ تمہارا باطن ہے اور وہ تمہارا پروردگار ہے اسکی
حفاظت کرو۔ یعنی جو کام تم سے صادر ہوتے ہیں وہ محمود ومذموم

Marfat.com

مذموم است و ممدوح پس نسبت بکنید دزد قائم ظاہر خود را کہ جسم باشد و نفس درد وے منطبع و قایہ رب خود کہ باطن شما است پس ہر ذمیمہ کہ از شما صادر شود آنرا نسبت بظاہر بکنید و باطن خود را کہ رب شما باشد از ذمیمہ و انتساب ذمیمہ محفوظ و مبرا دارید و بکنید در باطن خود را کہ رب شما باشد وقایہ ظاہر خود پس ہر نیک و حسن کہ از شما صادر شود آنرا نسبت بباطن و رب خود بکنید و ظاہر و جسم خود را از ہر حمیدہ و انتساب آن دور دارید و مغرور نشوید چہ جسمی کہ منطبع در وے نفس است منبع ہر ذمیمہ و نقصان باشد و محل تصرفات شیطانی و از واردات رحمانی محروم و باطن منبع انوار الٰہی و خطرات رحمانی است پس نیک و حسن را نسبت بمنبع آن باید کرد و بد و قبیح را بمنبع آن کل شی یرجع الی اصلہ و کل شی یرجع

(بُرے و بھلے) صادر ہوتے ہیں برائیوں کو اپنی ظاہر کے طرف منسوب کرو جو کہ تمہارا جسم ہے۔ اور نفس اُس میں منطبع ہے اپنے جسم اور نفس کو اپنے رب کا جو کہ تمہارا باطن ہے حفاظت کرنیوالا بناؤ۔ یعنی ہر وہ بدی کہ جو تم سے صادر ہو اپنے ظاہر کو نسبت دو اور اپنے باطن کو جو کہ تمہارا رب ہے برائیوں سے منسوب کرنے میں مبرا اور منزہ رکھو اور اچھے اور محمود کام جو تم سے صادر ہوں اُس اپنے رب کو جو کہ تمہارا باطن ہے اپنے ظاہر کا حفاظت کرنیوالا بناؤ پس کل نیکیاں جو تم سے ظاہر ہوں اُس کو اپنے باطن کی طرف نسبت دو جو کہ تمہارا رب ہے اور اپنے جسم اور ظاہر کو تمام اچھائیوں سے منسوب کرنے میں دور رکھو اور مغرور نہ ہو کیونکہ اُس جسم میں نفس منطبع ہے اور ہر بُرائی اور نقصان کا منبع ہے اور محل تصرفات شیطانی کا ہے۔ اور واردات رحمانی سے محروم ہے۔ اور تمہارا باطن انوار الٰہی و خطرات رحمانی کا منبع ہے۔ پس نیک اور حسن کو اُن کے منبع کی طرف اور بد اور قبیح کو اُس کے منبع کی طرف نسبت دینا چاہیئے۔ کل شی لوٹنے والی ہے طرف اپنے اصل کے

Marfat.com

الی اللہ الا الی اللہ ترجع الامور پس ادب
درانست کہ شنودی و بشنوی **ق** فکونوا
وقایۃ فی الذم واجعلوا وقایتکم فی الحمد تکونوا
ادبار عالمین **ل** یعنی پس بشوید شما وقایۃ
وحافظ رب تعالیٰ در مذموم و انتساب
وے برب تعالیٰ دیگر دانید باطن و رب
را وقایۃ وحافظ خود در محمود و پسندیدہ
و آنرا بخود نسبت نکنید و کثیف را منسوب
بسوی لطیف نسازید تا باشید شما از
اہل ادب با رب تعالیٰ و عالم بمراتب
وحفظ مراتب یعنی اگر باشید شما وقایۃ
حق تعالیٰ در مذموم و انتساب آن بوی
دیگر دانید حق تعالیٰ را وقایۃ خود در محمود
و انتساب آن بآن میباشید اہل ادب
با حق تعالیٰ و صاحب علم بمراتب وحفظ
مراتب **ق** ثم ان اللہ اطلعہ علی ما اودع
فیہ وجعل ذلک فی قبضتیہ القبضۃ الواحدۃ
فیہا العالم و فی القبضۃ الاخری آدم و
نبوہ وبین مراتبہم فیہ **ل** اطلع از اطلاع است

اور کل شی لوٹنے والی ہے طرف اللہ کے خبردار رہو
اللہ کی طرف سب کام لوٹنے والے ہیں۔ جو کچھ
ہم نے کہا اور تم نے سنا ان سب امور کے پابند
رہو ادب اسی میں ہے۔
جو مذموم افعال تم سے سرزد ہوں اور صادر ہوں
اپنے رب کی طرف جو کہ تمہارا باطن ہے انتساب
و نسبت نہ دو اور تم اُس کے حفاظت کرنیوالے
رہو۔ اور اچھے اعمال جو تم سے ظہور میں آویں
اُس کو اپنے طرف نسبت نہ دو اور لطیف کو
کثیف کے طرف منسوب نہ کرو حق تعالیٰ کے ساتھ
ہر حال میں صاحب ادب رہو اور ہر وقت مراتب
اور حفظ مراتب کو سمجھتے رہو۔ یعنی اگر تم اپنے
برائیوں میں حق تعالیٰ کی حفاظت کرنیوالے اور
برائیوں کو اُس کی طرف نہ کرنیوالے اور اچھائیوں
میں اپنی حفاظت کرنیوالے اور اچھائیوں کو اپنی طرف
نسبت نہ دینے والے ہوں گے تو تم حق تعالیٰ کیساتھ ادب
کرنیوالے ہوگے اور تمہارا شمار اللہ کے نزدیک اہل
اور صاحب علم اور حفظ مراتب کے جاننے والوں
میں ہوگا۔ اطلعہ اطلاع سے ہے

Marfat.com

بمعنی مطلع و عالم گردانیدن از باب افعال یعنی
پستر بدرستیکہ اللہ تعالیٰ مطلع و واقف گردانید
آدم را بر چیزیکہ امانت نہادہ شد در آدم حقیقت
آن و آں چیز شیونات الٰہی و اسرار نامتناہی اند
چنانکہ گفت وعلم آدم الاسماء کلہا و گردانیدہ شد
آنچیزیکہ نہادہ شد در آدم در دو قبضہ حق تعالیٰ
کی صفات جمالیہ و جلالیہ اند یا صفات فاعلیہ
و قابلیہ در قبضہ واحد عالم شہادت است کہ
انسان کبیر باشد و در قبضہ دیگر آدم و فرزند او
کہ انسان صغیر باشد و بیان کرد و امتیاز بخشید
حق تعالیٰ مراتب ابناء آدم را در آدم کہ ہر یکی از
دیگرے ظہور و امتیاز یافت چنانکہ گفت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مسح بیدہ ظہر آدم
واخرج بینہ مثل الذر یا کشف کرد مراتب ابناء
آدم را در آدم یعنی موجود کرد ہمہ را از آدم و یکی
را فوق دیگرے ساخت و ممتاز از دے دور
بعضے نسخہ بجاے و فی القبضۃ الاخری آدم
وبنوہ یعنی دست دیگر دری آدم است و فرزندان
او ق ولما اطلعنی اللہ فی سری علی ما اودع

بمعنی مطلع اور عالم کرنا باب افعال سے ہے۔ یعنی
جانو کہ جو چیز آدم میں امانت رکھی گئی تھی اُس کے حقیقت
سے حق تعالیٰ نے آدم کو مطلع اور واقف کیا اور وہ امانت
شیونات الٰہی و اسرار نامتناہی ہیں۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعلم آدم الاسماء کلہا
اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ یعنی صفات جمالیہ
و جلالیہ ہیں یا صفات فاعلیہ و قابلیہ ہیں ایک ہاتھ یعنی
قبضہ واحد عالم شہادت ہے اور وہ عالم شہادت انسان
کبیر ہے۔ اور دوسرا قبضہ آدم اور اُس کے فرزندان
ہیں جو کہ انسان صغیر ہیں اور حق تعالیٰ نے مراتب ابناء
آدم کو آدم میں بیان کیا اور کشف فرمایا اور امتیاز بخشا
کہ ہر ایک ایکدوسرے سے ظہور و امتیاز پاتا ہے جیسا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تحقیق اللہ نے
اپنے ہاتھ سے پشت آدم کی چھو دیا اور پیدا ہو گئی اسکی ذریات
مثل چیونٹیوں کے آدم میں مراتب ابناء آدم کو کشف کیا یعنی
آدم سے سب کو موجود کیا اور ایک کو دوسرے پر فوقیت
دی اور ایک کو دوسرے سے ممتاز و جدا کیا اور بعضے نسخوں
میں وفی القبضۃ الاخری آدم وبنوہ واقع ہے۔ اور دوسرا
ہاتھ آدم میں ہے اور اُس کے فرزندوں میں۔

Marfat.com

فی ہذا الامام الوالد الاکبر جعلت فی ہذا الکتاب منہ ما حدلی الا ما وقفت علیہ ل اطلعنی این قول نیز از باب افعال است بمعنی مذکور و وقفت از توقیف است بتقدیم قاف بر فا بمعنی واقف گردانیدن صیغہ ماضی است متکلم واحد را مبنی است مر مفعول لہ یعنی ہرگاہ مطلع و واقف گردانید مرا خدا تعالی در سر و باطن من بوجہ خاص کہ در میان من و حق تعالی باشد بر چیزیکہ امانت نہادہ شد درین امام کہ پیشوای ہمہ باشد و والد بزرگتر از باقی پدران گردانیدم درین کتاب کہ فصوص الحکم باشد ذکر کردم دروی از امانت مذکور ہمان قدرے کہ معین و محدود کردہ شد برای من کہ بیان کنیم بمردم نہ آن قدرے کہ واقف و مطلع گردانیدہ شدم بروی و والد اکبر روح محمدی باشد و آدم را کبیر والد میخوانند و جائز است کہ وقفت از وقوف باشد بمعنی اطلاع و تواند بود کہ مراد از امام مذکور آدم صفی باشد کہ والد اکبر است در عالم ناسوت

یعنی جس وقت کہ حق تعالی نے میرے سر اور باطن میں اُس خاص طریقہ سے کہ جو درمیان میرے اور حق تعالی کے ہے مطلع اور واقف کیا اُس چیز پر جو سب کا پیشوا ہے اور تمام والدوں سے بڑا والد ہے اُس کے اندر جو امانت رکھی گئی اُس سے مجھکو اطلاع دیگئی۔ اُس میں سے میں نے اُسی قدر کہ جسقدر حق نے میرے واسطے مقرر اور محدود کر دیا تھا لوگوں پر ظاہر کیا اور اس کتاب فصوص الحکم میں تحریر کیا کل باتوں کو جسپر مجھے اطلاع کیا گیا اور والد اکبر روح محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم کو والد کبیر کہتے ہیں۔ اور جائز ہے کہ وقفت وقوف سے ہو بمعنی اطلاع۔ اور ہو سکتا ہے کہ امام مذکور سے مراد آدم صفی اللہ ہوں جو کہ عالم ناسوت والد اکبر ہیں۔

Marfat.com

ق فان ذلک لا یسعہ کتاب ولا العالم
الموجود الآن ل این قول وجہ است
مرقول او را کہ لا ما وقفت علیہ باشد یعنی
چہ بدرستیکہ آن گنجی کہ نہادہ شدہ است
درآن امام دو واقف شدہ ام من برآن
احاطہ نمیکند بدآن ہیچ کتابی مطول چہ
جاے کتاب فصوص الحکم کہ مختصر است
ونہ عالمی کہ موجود باشد فی الحال چہ کمالات
وشیونات عالم است بازیادتی پس
گنجائش آن نیست کہ عالم کمالات
انسانی را تواند درگرفت قل لو کان
البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل
ان تنفد کلمات ربی ق فما شہدتہ فی
نودعہ فی ہذا الکتاب کما حد لی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حکمۃ الٰہیۃ فی کلمۃ
آدمیۃ وہو ہذا الباب ل در بعضی نسخہ
شاہدتہ است بجای شہدتہ یعنی پس
چیزیکہ شاہد و حاضر شدم برآن ومشاہدہ
نمودم آنرا از آن چیزہای کہ بطریق امانت

یہ قول وجہ اُس کے قول کی جو کہ ما وقفت علیہ ہے۔
یعنی سمجھو کہ جو خزانہ خداوندی اُس امام میں جو سب کا
پیشوا ہے رکھا گیا ہے اور اُس خزانہ مذکور سے مجھ کو حق تعالیٰ
نے مطلع فرمایا ہے۔

بڑی بڑی کتاب اُس کا احاطہ نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کتاب
فصوص الحکم اُس کا کس طرح احاطہ کر سکتی ہے کہ مختصر ہے
اور یہ عالم جو فی الحال موجود ہے یہ بھی اُس کا احاطہ نہیں
کر سکتا اسلئے کہ کمالات وشیونات انسانی شامل کمالات
وشیونات عالم ہے پس اس امر کی گنجائش نہیں ہے کہ
عالم کمالات وشیونات انسانی کو لے سکے اور احاطہ
کر سکے یعنی کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر
کل سمندر سیاہی ہو جائے اور آپ کے کلمات
کو لکھنا شروع کردیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے
اور رب کے کلمات کو نہ لکھ سکو گے اگرچہ اس کے
مدد کے لئے دوسرا سمندر بھی موجود ہو جائے۔
اور بعض نسخوں میں شہدتہ کے بجائے شاھدتہ
واقع ہے یعنی جو چیز کہ میرے حضور میں آئی
اور میں نے اس کو دیکھا۔

Marfat.com

ذکر میکنم و می نہم آنرا دریں کتاب چنانچہ
محدود و معین ساخت مرا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم حکمتہ الٰہیہ است کہ
ثابت باشد در کلمہ آدمیہ و در بعضے
نسخہ فص واقع است بالای حکمتہ الٰہیہ
یعنی اول ازاں اسرار و معارف کہ بطریق
امانت می نہم دریں کتاب لیکن نہ بتابعت
ہوا و طبیعت است بلکہ بر طبق تحدید
و تعیین حضرت قبلہ گاہی است رسالت
پناہی صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ گذشت
در خطبہ حکمتہ الٰہیہ است در کلمہ آدمیہ
و معنی حکمت الٰہیہ و کلمہ آدمی بالا گذشت
و اولیتہ ایں حکمتہ از کلمۂ تم کہ بعد ازیں
می آید مفہوم می شود ازینجا است کہ در
ذکر و بیان ایں فص را اول ساخت
و آن مشہود اول ہمیں باب است کہ
گذشت ہمیں زماں و از شرح قیصری
معلوم می سود کہ در نسخہ متن کہ باو رسیدہ
است فما است بجاے فما دریں تقدیر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر کہ محدود
معین کر دیا تھا بطور امانت کے۔ اس کتاب فصوص الحکم
میں اُس کا ذکر میں کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اور وہ
حکمت الٰہیہ ہے کہ جو کلمہ آدمیہ میں ہے۔ اور بعض نسخوں
میں پہلے حکمت الٰہیہ کے فص واقع ہے۔ یعنی سب
سے پہلے اس کتاب فصوص الحکم میں جو اسرار و معارف
امانت کے طور پر میں لکھتا اور بیان کرتا ہوں وہ اپنے
طبیعت و خواہشات سے نہیں لکھتا بلکہ موافق تحدید
و تعیین حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وسلم لکھتا ہوں۔ جیسا کہ خطبہ میں گذرا کہ حکمتہ
الٰہیہ کلمہ آدمیہ میں ہے حکمتہ الٰہیہ اور کلمہ آدمی کے
معنی بھی بیان کئے گئے اور اولیت اس حکمت کی
کلمہ تم سے کہ بعد اُس کے آتا ہے معلوم ہوتی ہے
یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے اسی فص کا ذکر
اور بیان کیا اور مشہود اول یہی بات ہے۔ جیسا
کہ اس وقت گذرا۔

اور قیصری کے شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ
متن جو کہ اُن تک پہنچا ہے فما کے جگہ فما ہے۔

Marfat.com

حکمة الٰہیہ مبتدا است و فما خبر آن و در نسخہ اول عکس این و برین نسخہ من کہ در ما نوعہ باشد بیانیہ است یعنی حکمة الٰہیہ کہ در کلمہ آدمیہ است بعض آنچیز است کہ مشاہدہ نمودہ ام و بطریق امانت ذکر میکنم آنرا درین کتاب و درین قول اشارہ است کہ حکم و معارف کتاب پیش عارف بطریق امانت اند پس جز بمقدار ندہد و نیز درین قول اشارت است کہ جمیع معارف و حکم مشہود شیخ اند قدس سرہ العزیز

ایسی صورت میں حکمت الٰہیہ مبتدا ہے اور فما اُس کی خبر ہے۔ اور اول نسخہ میں اس کے برعکس ہے اور اس میرے نسخہ میں ما نوعیہ بیانیہ ہے یعنی حکمة الٰہیہ جو کہ کلمہ آدمیہ ہے اُس چیز سے تعلق رکھتی ہے کہ جس چیز کو میں نے مشاہدہ کیا ہے اور اس کتاب فصوص الحکم میں اُس کو رکھا ہے اور ذکر کیا ہے۔ اور اس قول میں اشارہ ہے کہ حکم و معارف کتاب مذکور کے عارف باللہ کے سامنے بطور امانت کے رکھے گئے ہیں جس کی جس قدر امانت اور جیسی استعداد ہے لے سکتا ہے کمی و بیشی نہیں ہو سکتی اور یہ بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ تمامی حکم و معارف اس کتاب فصوص الحکم کے شیخ قدس سرہ کے مشہود ہیں۔

Marfat.com